انسانیت

www.KitaboSunnat.com

رانا محمد شفیق خاں پسروری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

انسانیت

www.KitaboSunnat.com

رانا محمد شفیق خاں پسروری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسانیت

نام کتاب : انسانیت

مصنف : رانا محمد شفیق خاں پسروری

پروف ریڈنگ : حافظ ذوالفقار احمد

ڈیزائن/کمپوز : نعمان افضل

کل صفحات : 124

ناشر : سعید سنز۔ کمرہ نمبر 8 مین مارکیٹ گلبرگ II-لاہور۔

ملنے کا پتہ

مرکزی دفتر جمعیت اہلحدیث۔106 راوی روڈ لاہور

فون:7729933-206097-7720556

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آج کے مادی دور میں لوگ ایک دوسرے سے بے بہرہ اور بیگانہ ہو چکے ہیں حتیٰ کہ اپنے عزیز واقارب، بہن بھائیوں اور جنم دینے والے والدین سے بھی کچھ تعلق اور لگاؤ نہیں رکھتے۔ سوچ صرف مفادات تک محدود ہو کر رہ گئی ہے۔ عبادت بھی صرف عادت کے طور پر کی جاتی ہے۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے ضرورت تھی کہ کم از کم مسلمانوں کو احساس دلایا جائے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے ان احکامات کو نہ بھولیں جو بندوں کے حقوق کے متعلق ہیں اور بتلایا جائے کہ ان حقوق کی اسلام میں کتنی اہمیت ہے اور معاشرتی طور پر کتنی ضرورت ہے۔

میرے پیارے بھائی ملک ذوالفقار اس معاملے میں بڑے حساس واقع ہوئے ہیں۔ ان کے مسلسل اصرار کی وجہ سے (انکی تحریک پر) یہ کتابچہ مرتب کیا ہے تاکہ لوگوں کو "حقوق العباد" کے حوالے سے احکامات سے آگاہی حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ معاشرے کی اصلاح کے لئے ہمیں ایک دوسرے کے احترام اور حقوق کا خیال رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

کتاب کی طباعت میں عزیزم حافظ ذوالفقار کی معاونت کا بھی شکریہ۔

والسلام

رانا محمد شفیق خاں پسروری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریعت کی رو سے ہر انسان پر چار قسم کے حقوق عائد ہوتے ہیں ایک اللہ کے حقوق، دوسرے خود اس کے نفس اور جسم کے حقوق، تیسرے بندوں کے حقوق، چوتھے ان چیزوں کے حقوق جن کو اللہ نے اس کے اختیار میں دیا ہے تاکہ وہ ان سے کام لے اور فائدہ اٹھائے۔ انہی چار حقوق کو سمجھنا اور ٹھیک ادا کرنا ایک سچے مسلمان کا فرض ہے۔ شریعت ان تمام حقوق کو الگ الگ بیان کرتی ہے اور ان کو ادا کرنے کے لئے ایسے ایسے طریقے مقرر کرتی ہے کہ ایک ساتھ سب حقوق ادا ہوں اور حتیٰ الامکان کوئی حق تلف نہ ہونے پائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدا کے حقوق

(۱) اللہ تعالیٰ کا سب سے پہلا حق ہے کہ انسان صرف اسی کو اللہ مانے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔ یہ حق کلمہ لا الہ الا اللہ پر ایمان لانے سے ادا ہو جاتا ہے۔

(۲) اللہ کا دوسرا حق یہ ہے کہ جو ہدایت اس کی طرف سے آئے اس کو سچے دل سے تسلیم کیا جائے۔ یہ حق محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے سے ادا ہوتا ہے۔

(۳) اللہ کا تیسرا حق یہ ہے کہ اس کی فرمانبرداری کی جائے، یہ حق اس قانون کی پیروی سے ادا ہوتا ہے جو اللہ کی کتاب اور رسول ﷺ کی سنت میں بیان ہوا ہے۔

(۴) اللہ کا چوتھا حق یہ ہے کہ اس کی عبادت کی جائے، چونکہ یہ حق تمام حقوق پر مقدم ہے اس لئے اس کو ادا کرنے میں دوسرے حقوق کی قربانی کسی نہ کسی حد تک ضروری ہے۔ مثلاً نماز، روزہ وغیرہ فرائض کو ادا کرنے میں انسان خود اپنے نفس اور جسم کے بہت سے حقوق قربان کرتا ہے۔ نماز کے لئے انسان صبح اٹھتا ہے اور ٹھنڈے پانی سے وضو کرتا ہے۔ دن اور رات میں کئی بار اپنے ضروری کام اور اپنی دلچسپ تفریحات کو چھوڑتا ہے۔ رمضان میں مہینہ بھر بھوک اور پیاس اور خواہشات کو روکنے کی تکلیف اٹھاتا ہے، زکوٰۃ ادا کرنے میں اپنے مال کی محبت کو خدا کی محبت پر قربان کرتا ہے۔ حج میں سفر کی تکلیف اور مال کی قربانی کو گوارا کرتا ہے۔ جہاد میں خود اپنی جان اور مال سب قربان کر دیتا ہے، اسی طرح دوسرے لوگوں کے حقوق بھی اللہ کے حق پر کم و بیش قربان کئے جاتے ہیں، مثلاً حج میں ایک شخص سارے کاروبار ترک کر کے مکہ معظمہ کا سفر کرتا ہے اور اس میں بہت سے لوگوں کے حقوق متاثر ہوتے ہیں، جہاد میں انسان محض خدا کی خاطر جان لیتا ہے اور جان دیتا ہے، اسی طرح بہت سی وہ چیزیں بھی اللہ کے حقوق پر فدا کی جاتی ہیں جو انسان کے اختیار میں ہیں۔ مثلاً جانوروں کی قربانی اور مال کا صرفہ۔

لیکن اللہ تعالیٰ اپنے حقوق کے لئے ایسی حدیں مقرر کر دی ہیں کہ اس کے حقوق کو ادا کرنے کے لئے دوسرے حقوق کی جتنی قربانی ضروری ہے اس سے زیادہ نہ کی جائے۔ مثلاً نماز کو لو۔ اللہ نے جو نمازیں تم پر فرض کر دی ہیں ان کو ادا کرنے میں ہر طرح کی سہولتیں رکھی ہیں۔ وضو کے لئے پانی نہ ملے یا بیمار ہو تو تیمم کر لو، سفر میں ہو تو نماز قصر کر لو، بیمار ہو تو بیٹھ کر یا لیٹ کر پڑھ لو، پھر نماز میں کچھ پڑھا جاتا ہے وہ بھی اتنا زیادہ نہیں ہے۔ ایک وقت کی نماز میں چند منٹ سے زیادہ صرف ہوں۔ سکون کے اوقات میں انسان چاہے تو پوری سورۃ بقرہ پڑھ لے مگر کاروبار کے اوقات میں لمبی نماز پڑھنے سے روک دیا گیا ہے۔ پھر فرض نمازوں سے بڑھ کر اگر کوئی شخص نفل نمازیں پڑھنا چاہتا ہے تو اللہ اس سے خوش ہوتا ہے، مگر اللہ یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں چاہتا ہے کہ تم راتوں کی نیند اور دن کا آرام اپنے اوپر حرام کرلو یا اپنی روزی کمانے کے اوقات کو نمازیں پڑھنے میں صرف کر دو یا بندگان اللہ کے حقوق تلف کر کے نمازیں پڑھتے چلے جاؤ۔

اسی طرح روزے میں بھی ہر قسم کی آسانیاں رکھی گئی ہیں۔ صرف سال میں ایک مہینہ کے روزے فرض کیئے گئے ہیں۔ وہ بھی سفر کی حالت میں اور بیماری میں قضا کیئے جا سکتے ہیں۔ اگر روزہ دار بیمار ہو جائے اور جان کا خوف ہو تو روزہ توڑ سکتا ہے روزے کے لئے جتنا وقت مقرر کیا گیا ہے اس میں ایک منٹ کا اضافہ کرنا بھی درست نہیں۔ سحری کے آخری وقت تک کھانے کی اجازت ہے، اور افطار کا وقت آتے ہی فوراً روزہ کھول لینے کا حکم ہے۔ فرض روزوں کے علاوہ اگر کوئی شخص نفل روزے رکھے تو یہ اللہ کی مزید خوشنودی کا سبب ہو گا مگر اللہ اس کو پسند نہیں کرتا کہ تم پے در پے روزے رکھتے چلے جاؤ اور اپنے آپ کو اتنا کمزور کرلو کہ دنیا کے کام کاج نہ کر سکو۔

زکوٰۃ کے لئے بھی اللہ نے کم سے کم مقدار مقرر کی راہ میں ہے۔ اور وہ بھی ان لوگوں پر فرض ہے جو بقدر نصاب مال رکھتے ہیں۔ اس سے زیادہ اگر کوئی شخص اللہ کی راہمیں صدقہ و خیرات کرے تو اللہ اس سے خوش ہو گا مگر اللہ یہ نہیں چاہتا کہ تم اپنے نفس اور اپنے متعلقین کے حقوق کو قربان کر کے سب کچھ صدقہ و خیرات میں دے ڈالو اور خود تنگ دست ہو کر بیٹھ رہو۔ اس میں بھی اعتدال برتنے کا حکم ہے۔

پھر حج کو دیکھو۔ اول تو یہ فرض ہی ان لوگوں پر کیا گیا ہے جو زاد راہ رکھتے ہوں اور سفر کی صعوبتیں برداشت کرنے کے قابل ہوں۔ پھر اس میں مزید آسانی یہ رکھی گئی ہے کہ عمر بھر میں ایک مرتبہ جب سہولت ہو جا سکتے ہو اور اگر راستہ میں لڑائی ہو رہی ہو یا بدامنی ہو کہ جان کا خطرہ غالب ہو تو حج کا ارادہ ملتوی کر سکتے ہو۔ اس کے ساتھ والدین کی اجازت بھی ضروری قرار دی گئی ہے تاکہ بوڑھے ماں باپ کو تمہاری غیر موجودگی میں تکلیف نہ ہو ان سب باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حق میں دوسروں کے حقوق کا کس قدر لحاظ رکھا ہے۔

اللہ کے حق پر انسانی حقوق کی سب سے بڑی قربانی جہاد میں کی جاتی ہے، کیونکہ ان میں انسان اپنی جان و مال بھی اللہ کی راہ میں فدا کرتا ہے اور دوسروں کی جان و مال کو بھی قربان کر دیتا ہے۔ مگر جیسا کہ ہم نے اوپر تمہیں بتایا ہے، اسلام کا اصول یہ ہے کہ بڑے نقصان سے بچنے کے لئے چھوٹے نقصان کو گوارا کرنا چاہیے۔ اس اصول کو پیش نظر رکھو اور پھر دیکھو کہ چند سو یا چند ہزار یا چند لاکھ آدمیوں کے ہلاک ہو جانے کی بہ نسبت بدرجہ زیادہ بڑا نقصان یہ ہے کہ حق میں مقابلہ میں باطل کو فروغ ہو، خدا کا دین کفر و شرک و دہریت کے مقابلہ میں دب کر رہے اور دنیا میں گمراہیاں و بد اخلاقیاں پھیلیں۔ لہٰذا اس بڑے نقصان سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ جان و مال کے کم تر نقصان کو ہماری خوشنودی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے گوارا کر لو، مگر اس کے ساتھ یہ بھی کہہ دیا کہ جتنی خونریزی ضروری ہے اس سے زیادہ نہ کرو۔ بوڑھوں، بچوں اور عورتوں اور زخمیوں اور بیماروں پر ہاتھ نہ اٹھاؤ۔ صرف ان لوگوں سے لڑو جو باطل کی حمایت میں تلوار اٹھاتے ہیں۔ دشمن کے ملک میں بلا ضرورت تباہی و بربادی نہ پھیلاؤ۔ دشمنوں پر فتح پاؤ توان کے ساتھ انصاف کرو، کسی بات پر ان سے معاہدہ ہو جائے تو اس کی پابندی کرو جب وہ دشمنی سے باز آجائیں تو لڑائی بند کر دو۔ یہ سب باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ اللہ کا حق ادا کرنے کے لئے انسانی حقوق کی جتنی قربانی ضروری ہے اس سے یادہ قربانی کو جائز نہیں رکھا گیا۔

نفس کے حقوق

اس سے مراد انسان پر خود اس کے اپنے نفس اور جسم کے حقوق ہیں۔

دراصل انسان سب سے بڑھ کر خود اپنے اوپر ظلم کرتا ہے۔ کیونکہ ظاہر میں تو ہر شخص یہ محسوس کرتا ہے کہ اس کو سب سے زیادہ اپنے آپ سے محبت ہے اور شاید کوئی شخص بھی اس بات کا اقرار نہ کرے گا کہ وہ اپنا آپ ہی دشمن ہے۔

انسان میں ایک بڑی کمزوری یہ ہے کہ اس پر جب کوئی خواہش غالب ہو جاتی ہے تو وہ اس کا غلام بن جاتا ہے اور اس کی خاطر جان بوجھ کر یا بے جانے بوجھے اپنا بہت کچھ نقصان کر لیتا ہے۔ مثلاً ایک شخص کو نشہ کی چاٹ لگ گئی ہے تو وہ اس کے پیچھے دیوانہ ہو رہا ہے اور صحت کا نقصان، روپے کا نقصان، عزت کا نقصان، غرض ہر چیز کا نقصان گوارا کئے جاتا ہے۔ ایک دوسرا شخص کھانے کی لذت کا ایسا دلدادہ ہے کہ ہر قسم کی الابلا کھا جاتا ہے اور اپنی جان کو ہلاک کئے ڈالتا ہے، ایک تیسرا شخص شہوانی خواہشات کا بندہ بن گیا ہے اور ایسی حرکتیں کر رہا ہے جن کا لازمی نتیجہ اس کی تباہی ہے، ایک چوتھے شخص کو روحانی ترقی کی دھن سمائی ہے تو وہ اپنی جان کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گیا ہے اور اپنے نفس کی تمام خواہشات کو دبا رہا ہے اپنے جسم کی ضروریات کو پورا کرنے سے انکار کر رہا ہے شادی سے بچتا ہے کھانے پینے سے پرہیز کرتا ہے، کپڑے پہننے سے انکار کرتا ہے حتی کہ سانس لینے پر بھی راضی نہیں، جنگلوں اور پہاڑوں میں جا بیٹھتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ دنیا اس کے لئے بنائی ہی نہیں گئی ہے یہ محض مثال کے طور پر انسان کی انتہاپسندی کے چند نمونے ہیں۔ ورنہ اسکی بے شمار صورتیں ہیں جن کو ہم رات دن اپنے گردوپیش دیکھ رہے ہیں۔

اسلامی شریعت چونکہ انسان کی فلاح و بہبود چاہتی ہے اس لئے وہ اس کو خبردار کرتی ہے کہ

لنفسك عليك حق (تیرے اوپر خود تیرے اپنے بھی حقوق ہیں)

وہ ان تمام چیزوں سے اس کو روکتی ہے جو اس کو نقصان پہنچانے والی ہیں مثلاً شراب، تاڑی،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افیون اور دوسری نشہ آور چیزیں، سور کا گوشت، درندے اور زہریلے جانور ،ناپاک حیوانات، خون اور مردار جانور وغیرہ۔ کیونکہ انسان کی صحت اور اخلاق اور عقلی وروحانی قوتوں پر ان چیزوں کا بہت برا اثر ہوتا ہے ان کے مقابلہ میں وہ پاک اور مفید چیزوں کو اس کے لئے حلال کرتی ہے اور اس سے کہتی ہے کہ تو اپنے جسم کو پاک غذاؤں سے محروم نہ کر کیونکہ تیرے جسم کا تیرے اوپر حق ہے۔

وہ اس کو ننگا رہنے سے روکتی ہے اور اسے حکم دیتی ہے کہ اللہ نے تیرے جسم کے لئے جو زینت (لباس) اتاری ہے اس سے فائدہ اٹھا اور اپنے جسم کے ان حصوں کو ڈھانپ کر رکھ جنہیں کھولنا بے شرمی ہے۔

وہ اس کو روزی کمانے کا حکم دیتی ہے اور اس سے کہتی ہے کہ بیکار نہ بیٹھ بھیک نہ مانگ، بھوکا نہ مر، اللہ نے جو قوتیں تجھے دی ہیں ان سے کام لے اور جس قدر ذرائع زمین وآسمان میں تیری پرورش اور آسائش کے لئے پیدا کئے گئے ہیں ان کو جائز طریقوں سے حاصل کر۔

وہ اسکو نفسانی خواہشات کے دبانے سے روکتی ہے اور اسے حکم دیتی ہے کہ اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے نکاح کر۔

وہ اس کو نفس کشی سے منع کرتی ہے اور اس سے کہتی ہے کہ تو آرام و آرائش اور زندگی کے لطف کو اپنے اوپر حرام نہ کر لے ،اگر تو روحانی ترقی اور اللہ سے قربت اور آخرت میں نجات چاہتا ہے تو اس کے لئے دنیا چھوڑنے کی ضرورت نہیں۔ اسی دنیا میں پوری اور دنیاداری کرتے ہوئے اللہ کو یاد کرنا اور اس کی نافرمانی سے ڈرنا اور اس کے بتائے ہوئے قوانین کی پیروی کرنا دنیا اور آخرت کی تمام کامیابیوں کا ذریعہ ہے۔

وہ خودکشی کو حرام کرتی ہے اور اس سے کہتی ہے کہ تیری جان دراصل اللہ کی ملک ہے اور یہ امانت تجھے اس لئے دی گئی ہے کہ تو اللہ کی مقرر کی ہوئی مدت تک اس سے کام لے نہ اس لئے کہ اس کو ضائع کر دے۔

بندوں کے حقوق

ایک طرف شریعت نے انسان کو اپنے نفس اور جسم کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیا ہے تو دوسری طرف یہ بھی قید لگا دی ہے کہ ان حقوق کو ادا کرنے میں وہ کوئی ایسا طریقہ نہ اختیار کرے جس سے دوسرے لوگوں کے حقوق متاثر ہوں۔ کیونکہ اس طرح اپنی خواہشات اور ضرورتیں پوری کرنے سے انسان کا اپنا نفس بھی گندہ ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی طرح طرح کے نقصانات پہنچتے ہیں۔ چنانچہ شریعت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے چوری، لوٹ مار، خیانت، سود خواری اور جعل سازی کو حرام کیا ہے۔ کیونکہ اس ذرائع سے انسان جو کچھ بھی فائدہ اٹھاتا ہے وہ دراصل دوسروں کے نقصان سے حاصل ہوتا ہے۔ جھوٹ، غیبت، چغل خوری اور بہتان تراشی کو بھی حرام کیا ہے۔ کیونکہ یہ سب افعال دوسروں کے لئے نقصان رساں ہیں۔ جوئے، سٹے اور لاٹری کو بھی حرام کیا ہے۔ کیونکہ اس میں ایک شخص کا فائدہ ہزاروں آدمیوں کے نقصان پر مبنی ہوتا ہے۔ دھوکے اور فریب کے لین دین اور ایسے تمام تجارتی معاہدات کو بھی حرام کیا ہے جن میں کسی ایک فریق کو نقصان پہنچنے کا امکان ہو قتل اور فتنہ و فساد کو بھی حرام کیا ہے کیونکہ ایک شخص کو اپنے کسی فائدے یا اپنی کسی خواہش کی تسکین کے لئے دوسروں کی جان لینے یا ان کو تکلیف پہنچانے کا حق نہیں ہے۔ زنا اور عمل قوم لوط کو بھی حرام کیا ہے کیونکہ یہ افعال ایک طرف خود اس شخص کی صحت کو خراب اور اس کے اخلاق کو گندہ کرتے ہیں جو ان کا ارتکاب کرتا ہے اور دوسری طرف ان سے تمام سوسائٹی میں بے حیائی اور بد اخلاقی پھیلتی ہے، گندی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں، نسلیں خراب ہوتی ہیں، فتنے برپا ہوتے ہیں، انسانی تعلقات بگڑتے ہیں، اور تہذیب و تمدن کی جڑ کٹ جاتی ہے۔

معاشرے کے حقوق

یہ تو وہ پابندیاں ہیں جو شریعت نے اس غرض سے لگائی ہیں کہ ایک شخص اپنے نفس اور جسم کے حقوق ادا کرنے کے لئے دوسروں کے حقوق تلف نہ کرے، مگر انسانی تمدن کی ترقی اور فلاں و بہبود کے لئے صرف اتنا ہی کافی نہیں ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص کو نقصان نہ پہنچائے بلکہ اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ لوگوں میں باہمی تعلقات اس طرح قائم کئے جائیں کہ وہ سب ایک دوسرے کی بہتری میں مددگار ہوں۔ اس غرض کے لئے شریعت نے جو قوانین بنائے ہیں ان کا محض ایک خلاصہ یہ ہے۔

انسانی تعلقات کی ابتدا خاندان سے ہوتی ہے اس لئے سب سے پہلے اس پر نظر ڈالو۔ خاندان دراصل اس مجموعہ کو کہتے ہیں جو شوہر، بیوی اور بچوں پر مشتمل ہوتا ہے اس کے لئے اسلامی قاعدہ یہ ہے کہ روزی کمانا اور خاندان کی ضروریات مہیا کرنا اور اپنے بیوی بچوں کی حفاظت کرنا مرد کا فرض ہے اور عورت کا فرض یہ ہے کہ مرد جو کچھ کما کر لائے اس سے وہ گھر کا انتظام کرے شوہر اور بچوں کو زیادہ سے زیادہ آسائش بہم پہنچائے اور بچوں کی تربیت کرے اور بچوں کا فرض یہ ہے کہ ماں باپ کی اطاعت کریں ان کا ادب ملحوظ رکھیں اور جب بڑے ہوں تو ان کی خدمت کریں، خاندان کے اس انتظام کو درست رکھنے کے لئے اسلام نے دو تدبیریں اختیار کی ہیں۔ ایک یہ کہ شوہر اور باپ کو گھر کا حاکم مقرر کر دیا ہے۔ کیونکہ جس طرح ایک شہر کا انتظام ایک حاکم کے بغیر اور ایک مدرسہ کا انتظام ایک ہیڈ ماسٹر کے بغیر درست نہیں رہ سکتا، اسی طرح گھر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا انتظام بھی ایک حاکم کے بغیر درست نہیں رہ سکتا۔ جس گھر میں ہر ایک اپنی مرضی کا مختار ہو گا اس گھر میں خواہ مخواہ افرا تفری مچے گی آسائش اور خوشی نام کو نہ رہے گی، شوہر ایک طرف تشریف لے جائیں گے، بیوی دوسری طرف کا راستہ لے گی اور بچوں کی مٹی پلید ہو گی، ان سب خرابیوں کو دور کرنے کے لئے گھر کا ایک حاکم ہونا ضروری ہے اور وہ مرد ہی ہو سکتا ہے کیونکہ وہ گھر والوں کی پرورش اور حفاظت کا ذمہ دار ہے۔ دوسری تدبیر یہ ہے کہ گھر سے باہر کے سب کاموں کا بوجھ مرد پر ڈال کر عورت کو حاکم بنایا گیا ہے کہ بلا ضرورت گھر سے باہر نہ جائے اس کو بیرون خانہ کے فرائض سے اسی لئے سبکدوش کیا گیا ہے کہ وہ سکون کے ساتھ اندرون خانہ کے فرائض انجام دے اور اس کے باہر نکلنے سے گھر کی آسائش اور بچوں کی تربیت میں خلل نہ واقع ہو اس کا مطلب یہ نہیں کہ عورتیں بالکل گھر سے باہر قدم ہی نہ نکالیں ضرورت پیش آنے پر ان کو جانے کی اجازت ہے مگر شریعت کی منشا یہ ہے کہ اس کے فرائض کا اصلی دائرہ ان کا گھر ہونا چاہئے اور ان کی قوت تمام تر گھر کی زندگی کو بہتر بنانے پر صرف ہونی چاہیے۔

خون کے رشتوں اور شادی بیان کے تعلقات سے خاندان کا دائرہ پھیلتا ہے اس دائرے میں جو لوگ ایک دوسرے سے وابستہ ہوتے ہیں ان کے تعلقات درست رکھنے اور ان کو ایک دوسرے کا مددگار بنانے کیلئے شریعت نے مختلف قاعدے مقرر کئے ہیں جو بڑی حکمتوں پر مبنی ہیں۔ ان میں سے چند قاعدے یہ ہیں۔

(۱) جن مردوں اور عورتوں کو فطرتاً ایک دوسرے کے ساتھ گھل مل کر رہنا پڑتا ہے ان کو ایک دوسرے کے لئے حرام کر دیا ہے، مثلاً ماں اور بیٹا، باپ اور بیٹی، سوتیلی بیٹی اور سوتیلا باپ، سوتیلی ماں اور سوتیلا بیٹا، بھائی اور بہن، دودھ شریک بھائی اور بہن، چچا اور بھتیجی، پھوپھی اور بھتیجا، ماموں اور بھانجی، خالہ اور بھانجا، ساس اور داماد، خسر اور بہو، ان سب رشتوں کو حرام کرنے کے لئے بے شمار فائدوں میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ ایسے مرد اور عورتوں کے تعلقات نہایت پاک رہتے ہیں اور وہ خالص محبت کے ساتھ بے لوث اور بے تکلف ایک دوسرے سے مل سکتے ہیں۔

(۲) حرام رشتوں کے علاوہ کنبے کے دوسرے مردوں اور عورتوں کے درمیان شادی بیاہ کو جائز قرار دیا گیا تا کہ آپس کے تعلقات اور زیادہ بڑھیں جو لوگ ایک دوسرے کی عادتوں اور خصلتوں سے واقف ہوتے ہیں ان کے درمیان شادی بیان کا تعلق زیادہ کامیاب ہوتا ہے۔ اجنبی گھرانوں میں جوڑ لگانے سے اکثر ناموافقت کی صورتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اسی لئے اسلام میں کف والے کو غیر کف پر ترجیح دی گئی ہے۔

(۳) کنبے میں غریب اور امیر، خوشحال اور بدحال سب ہی قسم کے لوگ ہوتے ہیں اسلام کا حکم یہ ہے کہ ہر شخص پر سب سے زیادہ حق اس کے رشتہ داروں کا ہے۔ اس کا نام شریعت میں صلہ رحمی ہے جس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی بہت تاکید کی گئی ہے، رشتہ داروں سے بے وفائی کرنے کو قطع رحمی کہتے ہیں اور یہ اسلام میں بہت بڑا گناہ ہے کوئی قرابت دار مفلس ہو یا اس پر کوئی مصیبت آئے تو خوشحال عزیزوں کا فرض ہے کہ اس کی مدد کریں صدقہ و خیرات میں خاص طور پر رشتہ داروں کے حق کو زیادہ ترجیح دی گئی ہے۔

(۴) وراثت کا قانون بھی اس طرح بنایا گیا ہے کہ جو شخص مال چھوڑ کر مرے، خواہ وہ کم ہو یا زیادہ، بہر حال وہ ایک جگہ سمٹ کر نہ رہ جائے بلکہ اس کے رشتہ داروں کو تھوڑا یا بہت حصہ پہنچ جائے۔ بیٹے، بیٹی، بیوی، شوہر، ماں، باپ، انسان کے سب سے زیادہ قریبی حقدار ہیں۔ اس لئے وراثت میں پہلے ان ہی کے حصے مقرر کیے گئے ہیں۔ یہ اگر نہ ہوں تو ان کے بعد جو رشتہ دار قریب تر ہوں ان کو حصہ پہنچتا ہے۔ اور اس طرح ایک شخص کے مرنے کے بعد اس کی چھوڑی ہوئی دولت بہت سے عزیزوں کے کام آتی ہے اسلام کا یہ قانون دنیا میں بے نظیر قانون ہے اور اب دوسری قومیں بھی اس کی نقل کر رہی ہیں۔ مگر افسوس کہ مسلمان اپنی جہالت اور نادانی کی وجہ سے اکثر اس قانون کی خلاف ورزی کرنے لگے ہیں۔ خصوصاً لڑکیوں کا حصہ نہ دینے کی رسم پاکستان اور ہندوستان کے مسلمانوں میں بہت پھیلی ہوئی ہے حالانکہ یہ بہت بڑا ظلم ہے اور قرآن کے صریح احکام کی مخالفت ہے۔

خاندان کے بعد انسان کے تعلقات اپنے دوستوں، ہمسایوں اور اہل محلہ، اہل شہر اور ان لوگوں کے ساتھ ہوتے ہیں جن سے اس کو کسی نہ کسی طرح کے معاملات پیش آتے ہیں، اسلام کا حکم یہ ہے کہ ان سب کے ساتھ راست بازی، انصاف اور حسن اخلاق برتو۔ کسی کو تکلیف نہ پہنچاؤ، کسی کی دل آزاری نہ کرو، فحش گوئی اور بد کلامی سے بچو، ایک دوسرے کی مدد کرو، بیماروں کی عیادت کے لئے جاؤ کوئی مر جائے تو اس کے جنازے میں شریک ہو کسی پر مصیبت آئے تو اس سے ہمدردی کرو، جو غریب محتاج معذور لوگ ہوں ان کو ڈھانک چھپا کر مدد پہنچاؤ، یتیموں اور بیواؤں کی خبر گیری کرو، بھوکوں کو کھانا کھلاؤ، ننگوں کو کپڑے پہناؤ بے کاروں کو کام پر لگانے میں مدد کرو، اگر تم کو اللہ نے دولت دی ہے تو اس کو صرف اپنے عیش میں نہ اڑادو، چاندی سونے کے برتن استعمال کرنا اور ریشمی لباس پہننا اور اپنے روپے کو فضول تفریحوں آسائشوں میں ضائع کرنا اسی لئے اسلام میں ممنوع ہے کہ جو دولت ہزاروں بندگان اللہ کو رزق بہم پہنچا سکتی ہے اسے کوئی شخص صرف اپنے ہی اوپر خرچ نہ کر دے، یہ ایک ظلم ہے کہ جس روپے سے بہتوں کے پیٹ پل سکتے ہوں وہ محض ایک زیور کی شکل میں تمہارے جسم پر لٹکا رہے یا ایک برتن کی شکل میں تمہاری میز پر سجا کرے، یا ایک قالین بنا ہوا تمہارے کمرے میں پڑا رہے یا آتش بازی بن کر آگ میں جل جائے، اسلام تم سے تمہاری دولت چھیننا نہیں چاہتا، جو کچھ تم نے کمایا ہے یا ورثہ میں پایا ہے اس کے وارث تم ہی ہو، وہ تمہیں اس بات کا پورا حق دیتا ہے کہ اپنی دولت سے لطف اٹھاؤ وہ اس کو بھی جائز رکھتا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ جو نعمت اللہ نے تم کو دی ہے اس کا اثر تمہارے لباس اور مکان اور سواری میں ظاہر ہو مگر اس کی تعلیم کا مقصد یہ ہے کہ تم ایک سادہ اور معتدل زندگی اختیار کرو اپنی ضرورتوں کو حد سے نہ بڑاؤ اور اپنے نفس کے ساتھ اپنے عزیزوں، دوستوں، ہمسایوں، اہل ملک اور اہل قوم اور عام انسانوں کے حقوق کا بھی خیال رکھو۔

ان چھوٹے دائروں سے نکل کر اب بڑے دائرے پر نظر ڈالو جو تمام دنیا کے مسلمانوں پر حاوی ہے، اس دائرے میں اسلام نے ایسے قوانین اور ضابطے مقرر کیے ہیں جن سے مسلمان ایک دوسرے کی بھلائی میں مددگار ہوں اور برائیوں رونما ہونے کی صورتیں جہاں تک ممکن ہو پیدا نہ ہونے دی جائیں۔ مثال کے طور پر ان میں سے چند کی طرف ہم یہاں اشارہ کرتے ہیں۔

(۱) قومی اخلاق کی حفاظت کے لئے یہ قاعدہ مقرر کیا یا ہے کہ جن عورتوں اور مردوں کے درمیان حرام رشتے نہیں ہیں وہ ایک دوسرے سے آزاد میل جول نہ رکھیں، عورتوں کی سوسائٹی الگ رہے اور مردوں کی سوسائٹی الگ، عورتیں زیادہ تر خانگی زندگی کے فرائض کی طرف متوجہ رہیں۔ اگر ضرورتاً باہر نکلیں تو بناؤ سنگھار کے ساتھ نہ نکلیں۔ سادہ کپڑے پہن کر آئیں، جسم کو اچھی طرح ڈھانکیں، چہرہ اور ہاتھ اگر کھولنے کی شدید ضرورت نہ ہو تو ان کو بھی چھپائیں اور اگر واقعی کوئی ضرورت پیش آجائے تو صرف اس کو پورا کرنے کے لئے ہاتھ منہ کھولیں اس کے ساتھ مردوں کو حکم دیا کہ غیر عورتوں کی طرف دیکھنے سے پرہیز کریں، اچانک نظر پڑے جائے تو نظر ہٹالیں۔ دوبارہ دیکھنے کی کوشش کرنا معیوب ہے اور ان سے ملنے کی کوشش معیوب تر۔ ہر مرد اور عورت کا فرض ہے کہ وہ اپنے اخلاق کی حفاظت کرے اور خدا نے خواہشات نفسانی کو پورا کرنے کے لئے نکاح کا جو دائرہ مقرر کر دیا ہے اس سے باہر نکلنے کی کوشش کیا معنی خواہش بھی اپنے دل میں پیدا نہ ہونے دیں۔

(۲) اخلاق ہی کی حفاظت کے لئے یہ قاعدہ مقرر کیا گیا ہے کہ کوئی مرد گھٹنے اور ناف کے درمیان کا حصہ اور کوئی عورت چہرے اور ہاتھ کے سوا اپنے جسم کا کوئی حصہ کسی کے سامنے نہ کھولے، خواہ وہ اس کا قریبی عزیز ہی کیوں نہ ہو۔ اس کو شریعت کی زبان میں ستر کہتے ہیں اور اس کا چھپانا ہر مرد اور عورت پر فرض ہے، اسلام کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں میں حیا کا مادہ پیدا ہو دیا ہو اور وہ بے حیائیں نہ پھیل سکیں جن سے آخر کار بد اخلاقی پیدا ہوتی ہے۔

(۳) اسلام ایسی تفریحوں اور مشغلوں کو بھی پسند نہیں کرتا جو اخلاق کو خراب کرنے والے اور بری خواہشات کو ابھارنے والے اور وقت اور صحت اور روپے کو ضائع کرنیوالے ہوں، تفریح بجائے خود نہایت ضروری چیز ہے، انسان میں زندگی کی روح اور عمل کی طاقت پیدا کرنے کے لئے کام اور محنت کے ساتھ اس کا ہونا بھی لازم ہے۔ مگر وہ ایسی ہونی چاہیے جو روح کو تازہ کرنے والی ہو نہ کہ اور زیادہ غلیظ اور کثیف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنانے والی بے ہودہ تفریحیں جس میں ہزاروں آدمی ایک ساتھ بیٹھ کر جرائم کے فرضی واقعات اور بے شرمی کے نظارے دیکھتے ہیں، تمام قوموں کے اخلاق وعادات کو بگاڑنے والی چیزیں ہیں، خواہ بظاہر کیسی ہی خوشنما ہوں۔

(۴) قومی اتحاد اور فلاح وبہبود کے لئے مسلمانوں کو تاکید کی گئی کہ آپس کی مخالفت سے بچیں، فرقہ بندی سے پرہیز کریں۔ کسی معاملہ میں اختلاف رائے ہو تو نیک نیتی کے ساتھ قرآن اور حدیث سے اس کا فیصلہ کرنے کی کوشش کریں۔ اگر تصفیہ نہ ہو سکے تو آپس میں لڑنے کے بجائے اللہ پر اس کا فیصلہ چھوڑدیں، قومی فلاح وبہبود کے کاموں میں ایک دوسرے کی معاونت کریں، اپنی قوم کے سرداروں کی اطاعت کرتے رہیں، جھگڑے برپا کرنے والوں سے الگ ہو جائیں اور آپس کی لڑائیوں سے اپنی طاقت کو برباد اور اپنی قوم کو رسوانہ کریں۔

(۵) مسلمانوں کو غیر مسلم قوموں سے علوم وفنون حاصل کرنے اور اس کے کار آمد طریقے سیکھنے کی پوری اجازت ہے، مگر زندگی میں ان کی نقالی کرنے سے روک دیا گیا ہے، ایک قوم دوسری قوم کی نقالی اسی وقت کرتی ہے جب وہ اپنی ذلت اور کمتری تسلیم کر لیتی ہے یہ غلامی کی بدترین قسم ہے، اپنی شکست کا کھلا ہوا اعلان ہے اور اس کی آخری نتیجہ یہ ہے کہ نقالی کرنے والی قوم کی تہذیب فنا ہو جاتی ہے اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے غیر قوموں کی معاشرت اختیار کرنے سے سختی سے منع فرمایاہے۔ یہ بات معمولی عقل کا آدمی بھی سمجھ سکتاہے کہ کسی قوم کی طاقت اس کے لباس یااس کے طرز زندگی کی وجہ سے نہیں ہوتی بلکہ اس کے علم اور اس کی تنظیم اور اس کے عمل کے سبب سے ہوتی ہے، پس اگر طاقت حاصل کرنا چاہتے ہو تو وہ چیزیں لو جن سے قومیں طاقت حاصل کرتی ہیں نہ کہ وہ چیزیں جن سے قومیں غلام ہوتی ہیں اور آخرکار دوسروں میں جذب ہو کر اپنی قومی ہستی ہی فنا کر دیتی ہیں۔

غیر مسلموں کے ساتھ برتاؤ کرنے میں مسلمانوں کو تعصب اور تنگ نظری کی تعلیم نہیں دی گئی ہے۔ ان کے بزرگوں کو برا کہنے یاان کے مذہب کی توہین کرنے سے منع کیا گیاہے ان سے خود جھگڑا نکالنے سے بھی روکا گیا ہے، وہ اگر ہمارے ساتھ صلح وآشتی رکھیں ہمارے حقوق پر دست درازی نہ کریں تو ہم کو بھی ان کے ساتھ صلح رکھنے اور دوستی کا برتاؤ کرنے اور انصاف کے ساتھ پیش آنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ ہمارے اسلامی شرافت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم سب سے بڑھ کر انسانی ہمدردی اور خوش اخلاقی برتیں ، کج خلقی اور ظلم اور تنگ دلی مسلمانوں کی شان سے بعید ہے، مسلمان دنیا میں اس لئے پیدا کیا گیا ہے کہ حسن اخلاق اور شرافت اور نیکی کا بہترین نمونہ بنے اور اپنے اصولوں سے دلوں کی تسخیر کرے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام مخلوقات کے حقوق

اللہ تعالیٰ نے اپنی بے شمار مخلوق پر انسان کو اختیارات عطا کئے ہیں، انسان اپنی قوت سے ان کو تابع کرتا ہے ان سے کام لیتا ہیان سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ بالاتر مخلوق ہونے کی حیثیت سے اس کو ایسا کرنے کا پورا حق ہے، مگر اس کے مقابلہ میں ان چیزوں کے حقوق بھی انسان پر ہیں اور وہ حقوق یہ ہیں کہ انسان ان کو فضول ضائع نہ کرے، ان کو بلا ضرورت نقصان یا تکلیف نہ پہنچائے، اپنے فائدے کے لئے ان کو کم سے کم اور اتنا ہی نقصان پہنچائے جو ضروری ہو اور ان کو استعمال کرنے کے لئے بہتر سے بہتر طریقے اختیار کے شریعت میں اس کے متعلق بکثرت احکام بیان ہوئے ہیں۔ مثلاً جانوروں کو صرف ان کے نقصان سے بچنے کے لئے یا غذا کے لئے ہلاک کرنے کی اجازت دی گئی ہے مگر بلا ضرورت کھیل اور تفریح کے ئے ان کی جان لینے سے روکا گیا ہے، کھانے کے جانوروں کو ہلاک کرنے کے لئے ذبح کا طریقہ مقرر کیا گیا ہے۔ جو حیوان سے مفید گوشت حاصل کرنے کا سب سے زیادہ بہتر طریقہ ہے اس کے سوا جو طریقے ہیں وہ اگر کم تکلیف دہ ہیں تو گوشت کے بہت سے فائدے ان میں ضائع ہو جاتے ہیں۔ اور اگر گوشت کے فائدے محوظ رکھنے والے ہیں تو ذبح کے طریقہ سے زیاہ تکلیف دہ ہیں، اسلام ان دونوں پہلوؤں سے بچنا چاہتا ہے۔ اسلام میں جانوروں کو تکلیف دے دے کر بے رحمی کے ساتھ مارنا سخت مکروہ ہے، وہ زہریلے جانوروں اور درندوں کو صرف اس لئے مارنے کی اجازت دیتا ہے کہ انسانی جان ان کی جان سے زیادہ قیمتی ہے مگر ان کو بھی عذاب دے کر مارنا جائز نہیں رکھتا۔ جو حیوانات سواری اور بار برداری کے کام آتے ہیں ان کو بھوکا رکھنے اور ان سے سخت مشقت لینے اور ان کو بے رحمی کے ساتھ مارنے پیٹنے سے منع کرتا ہے۔ پرندوں کو خواہ مخواہ قید کرنا بھی مکروہ قرار دیتا ہے۔ جانور تو جانور اسلام اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ درختوں کو بے فائدہ نقصان پہنچایا جائے تم ان کے پھل پھول توڑ سکتے ہو، مگر انہیں خواہ مخواہ برباد کرنا کا تمہیں کوئی حق نہیں۔ نباتات تو پھر بھی جان رکھتے ہیں، اسلام کسی بے جان چیز کو بھی فضول ضائع کرنا جائز نہیں رکھتا، حتیٰ کہ پانی کو بھی خواہ مخواہ بہانے سے منع کرتا ہے۔

عالمگیری اور دائمی شریعت

یہ اس شریعت کے احکام اور قوانین کا ایک بہت ہی سرسری خلاصہ ہے جو حضرت محمد ﷺ کے ذریعے سے تمام دنیا کے لئے اور ہمیشہ کے لئے بھیجی گئی ہے۔ اس شریعت میں انسان اور انسا کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درمیان بجز عقیدے اور عمل کے کسی اور چیز کی بناء پر فرق نہیں کا ئی گیا ہے۔ جن مذہبوں اور شریعتوں میں نسل اور ملک اور رنگ کے لحاظ سے انسانوں میں امتیاز کیا گیا ہے وہ کبھی عالمگیری نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ ایک نسل کا انسان دوسری نسل کا انسان نہیں بن سکتا، نہ ساری دنیا سمٹ کر ایک ملک میں سما سکتی ہے، نہ حبشی کی سیاہی اور چینی کی زردی اور فرنگی کی سپیدی کبھی بدل سکتی ہے۔ اس لئے اس قسم کے مذاہب اور قوانین لازمی طور پر ایک ہی قوم میں رہتے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں اسلام کی شریعت ایک عالمگیری شریعت ہے۔ ہر شخص جو لا اله الا الله محمد رسول الله پر ایمان لائے وہ شریعت کی رو سے مسلمان کی قوم میں بالکل مساوی حقوق کے ساتھ داخل ہو سکتا ہے۔ یہاں نسل، زبان، ملک، وطن، رنگ کسی بھی چیز کا کوئی امتیاز نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقوق العباد کا بیان

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ یاایھا الذین امنو اتقو اللہ حق تقتہ ولا تموتن الاو انتم مسلمون ٥ واعتصمو ا بحبل اللہ جمعیًا ولاتفرقوا واذکرو نعمتہ اللہ علیکم اذکنتم اعداء فانو بین قلوبکم فاصبحتم بنمتہ احوانا و کنتم علی شفاحفر من النار فانقذکم منھا کذلک یبین اللہ لکم ایاتہ لعلکم تھتدون(آل عمران)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ایمان والو ! اللہ تعالیٰ سے ڈرو، جتنا اس سے ڈرنے کا حق ہے، دیکھو مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا اللہ کی رسی سب مل کر مضبوط تھام لو اور پھوٹ نہ ڈالو اور خدا کی اس وقت کی نعمت کو یاد رکھو، جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال کر اپنی مہربانی سے تمہیں بھائی بھائی بنادیا اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تک پہنچ گئے تھے، اس نے تمہیں بچالیا اللہ تعالیٰ اسی طرح تمہارے لئے اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے تاکہ تم راہ پاؤ۔

اللہ تعالیٰ سے پورا پورا ڈرنا یہ ہے کہ اس کی اطاعت کی جاوے اس کی نافرمانی نہ کی جائے اس کا ذکر کیا جائے اور اس کی یاد نہ بھلائی جائے اس کا شکر کیا جائے اور کفر نہ کیا جائے اور مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا چاہیے اللہ کی رسی کو مل کر مضبوطی سے تھامے رہنا چاہئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں میں محبت و الفت ڈال دی ہے جس کی وجہ سے سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں، یہ بھی اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے اس احسان کا بدلہ احسان ہے کہ آپس میں مل جل کر رہے اور دشمنی اور بغض نہ رکھیں اور انسانی حقوق کو انسان ہونے کے تعلق سے ایک دوسرے پر ہیں انہیں ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے کسی کی حق تلفی کرنا ظلم اور جرم عظیم ہے جسکا جیسا کچھ حق ہے رتی رتی ادا کرنا چاہئے کیونکہ جب انسان اپنے نفس کا حق ادا کرے گا تو دوسرے کے حق کو فراموش نہیں کرے گا۔

(۱) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نفلی روزے رکھتا اور نفلی نمازیں پڑھتا تھا جب آنحضرت ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو فرمایا:

ولا تفعل صم وافطر و قم و تم فان لجسد ك علیك حقاً و ان لعینك علیك حقاً و ان لزوجك علیك حقاً و ان لزورك علیك حقا و ان یحسبك ان تصوم کل شھر ثلثة ایام فان لك بکل حسنة عشر امثالھا فان ذالك صیام الذھر کله(بخاری)

تو ایسا مت کر، روزہ رکھ اور افطار بھی کر، رات کو کھڑا ہو اور سو بھی، کیونکہ تیرے بدن کا تجھ پر حق ہے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیری آنکھ کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے تیرے مہمان کا بھی تجھ پر حق ہے اور تجھے ہر مہینے میں تین روزے بس کرتے ہیں، کیونکہ ہر نیکی کا بدلہ دس گنا ملے گا (تین کے تیس ہوئے) تو گویا ساری عمر روزے رکھے۔

(۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من كانت له مظلمة لا فيه من عرضه اوشئی فليتحلله منها اليوم قبل ان لا يكون دينار ولا درهم ان كان له عمل صالح اخذ منه بقدر مظلمة و ان لم يكن له حسنات اخذ من سيات صاحبين فحمل عليه (بخاری)

جس نے اپنے کسی بھائی پر کسی طرح کا ظلم کیا ہو یعنی اس کی آبروریزی کی ہو یا مال وغیرہ چھین لیا ہو تو آج اس سے اس ظلم کو معاف کرالے اس سے پہلے کہ دینار و درہم کچھ پاس نہ ہوں گے اور معاف نہ کرایا تو قیامت کے دن اگر اس (ظالم) کے پاس نیک عمل ہوں گے تو بقدر ظلم اس سے چھین لئے جائیں گے اور نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کے گناہ اس پر لاد دیئے جائیں گے۔

(۳) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لتودن الحقوق الى اهلها يوم القيمة حتى يقاد للشاة الجلجاء من الشاة القرآن (مسلم)

(قیامت کے دن) حق داروں کے حقوق ضرور ادا کئے جائیں گے یہاں تک کہ بے سینگ کی بکری کا سینگ دار بکری سے قصاص لیا جائے گا۔

جب جانوروں تک کا حساب ہوگا تو انسانوں سے تو ضرور ہی حساب لیا جائے گا۔

(۴) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الدو دين چلاثة ديوان لا يغفرالله الا شراك بالله يقول الله عزوجل ان الله لا يغفر ان يشرك به ديوان لا يتركه الله تعالىٰ ظلم العباد فيمابينهم حتى يقتض بعضهم من بعض و ديوان لا يعبه الله به ظلم العباد فيما بينهم و بين الله فذاك الى الله ان شاء عذبه و ان شاء تجاوز عنه (مشكوة)

(قیامت کے روز) جو صحائف (کھولے جائیں گے) تو تین طرح کے لوگ ہوں گے ایک وہ صحیفہ ہوگا کہ (جو کچھ اس میں لکھا ہے) خدا اسے ہرگز نہیں بخشے گا اور وہ خدا کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہراتا ہے، خدائے بزرگ و برتر فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جرم کو معاف کرنے والا نہیں ہے کہ اس کے ساتھ (کسی کو) شریک کیا جائے اور ایک صحیفہ وہ ہوگا جسے خدا تعالیٰ مہمل نہیں چھوڑے گا (بلکہ صاف صاف حکم فرمائیگا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور وہ) بندوں کا باہم ایک دوسرے پر ظلم کرنا ہے حتیٰ کہ ایک دوسرے سے (بحکم الٰہی) بدلہ لے لے گا اور ایک صحیفہ وہ ہوگا جس کی خدا چنداں پروانہ کرے گا (اور وہ) بندوں کا خدا پر ظلم کرنا (یعنی) اس کے حقوق میں تقصیر کرنا ہے تو یہ خدا کے حوالے ہے چاہے (ایسے بندوں کو) عذاب دے چاہے ان سے درگذر کرے۔

(۵) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جانتے ہو کہ مفلس کسے کہتے ہیں؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہم میں مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نقد جنس کچھ نہ ہو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میری امت میں در حقیقت وہ مفلس ہے جو قیامت کے روز نیک اعمال نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ لے کر حاضر ہوگا اور ایسی حالت میں حاضر ہوگا کہ کسی کو دنیا میں گالی دی ہوگی کسی کو تہمت لگائی ہوگی کسی کا مال ہضم کر لیا ہوگا کسی کی خونریزی کی ہوگی یا کسی کو ناحق مارا پیٹا ہوگا تو جس شخص کو مثلاً اس نے گالی دی ہوگی اسے اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی اور دوسرے کو مثلاً جس کو اس نے مارا پیٹا تھا باقی نیکیاں دے دی جائیں گی پھر اگر ان مظالم کے ادا ہونے سے پہلے جو اس پر ہیں اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں تو ان مظلوموں کے گناہ ان ظالموں کے سر ڈال دیئے جائیں پھر اس کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا ۔(ترمذی، مسلم)

دنیا میں جو دوسروں کی حق تلفی کریں گے اور کسی حیلہ بہانے سے دوسروں کی چیزوں کو اپنا لیں گے تو قیامت کے روز وہی چیز لے کر حاضر ہوں گے جس کا اسے پورا پورا بدلہ ملے گا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ومن يغلل يات بما غل يوم القيمة ثم توفى كل نفس بسماكبت و هم لا يظلمون (سوره آل عمران)

جو شخص خیانت کرے گا، وہ خیانت کردہ چیز قیامت کے دن لے کر آئے گا پھر ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا ذرہ برابر حق تلفی نہ کی جائیگی۔

(۶) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز وعظ کے لئے کھڑے ہوئے تو اس وعظ میں خیانت و چوری کا خصوصیت کے ساتھ ذکر فرمایا اور اس کا گناہ اور اس کی بڑی مذمت بیان فرمائی ، چنانچہ ارشاد فرمایا، میں تم کو قیامت کے دن اس حال میں ہرگز نہ پاؤں کہ تم میں کوئی (اپنی گردن) پر اونٹ لادے ہوئے آرہا ہو اور وہ بلبلاتا ہو، یعنی غنیمت وغیرہ کے مال میں سے اونٹ کی خیانت کی ہوگی اور چرالیا ہوگا تو تو اس اونٹ کو اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے میرے سامنے سفارش کے لئے آئے گا اور کہے گا یا رسول اللہ! میری امداد فرمایئے، تو اس وقت میں اس کو صاف جواب دے دوں گا کہ میں تیرے لئے کسی چیز کا مالک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہوں اور نہ تیری امداد کر سکتا ہوں، دنیا میں میں نے یہ بات پہنچادی تھی کہ جو چوری کرے گا وہ اسی چیز کو لے کر خدا کے سامنے حاضر ہوگا میں اس کی حمایت نہ کروں گا اور ہر گز نہ پاؤں میں تم میں سے کسی کو کہ وہ قیامت کے دن اپنی گردن پر گھوڑا لئے ہوئے آرہا ہو اور گھوڑا ہنہنا کر آواز کرتا ہو کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ چوری کا گھوڑا ہے وہ میرے پاس آکر کہے گا یارسول الہ! میری امداد کیجئے تو میں اس سے کہوں گا میں تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں میں دنیا میں تم کو حکم پہنچا چکا تھا۔

پھر آپ نے فرمایا کہ میں تم کو ہر گز نہ پاؤں کہ کوئی قیامت کے دن اپنی گردن پر بکری لادے ہوئے آرہا ہو اس بکری کی آواز ہوگی وہ میرے پاس آئے گا اور کہے گا یارسول اللہ! میری امداد فرمائیں، میں کہوں گا کہ میں تیری کچھ امداد نہیں کر سکتا، میں یہ حکم تجھ کو پہنچا چکا ہوں پھر فرمایا ہر گز تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن کسی انسان غلام وغیرہ کو لادے ہوگا، وہ چیختا ہوگا میرے پاس آکر کہے گا یارسول اللہ! میری امداد کیجئے میں کہوں گا میں تیرے لئے کچھ نہیں کر سکتا میں یہ حکم دنیا میں تجھے پہنچا چکا تھا، پھر ارشاد فرمایا میں ہر گز نہ پاؤں تم کو اس حالت میں کہ قیامت کے دن اپنی گردن پر کپڑا لادے ہوئے آئے گا یعنی دنیا میں اس نے غنیمت کے مال میں سے کپڑے کی خیانت کرلی تھی یا کسی کا کپڑا چرا لیا تھا یا بغیر حق کے غیروں کے کپڑے پہنے تھے وہ کپڑے ہلتے اور حرکت کرتے ہوں گے وہ کہے گا یارسول اللہ میری امداد کیجئے میں کہوں گا کہ میں تیرے لئے کچھ نہیں کر سکتا ہوں میں یہ حکم دنیا میں ہی پہنچا چکا تھا پھر فرمایا میں تم کو قیامت کے دن اس حالت میں نہ پاؤں کہ اپنی گردن پر بے زبان چیزیں مثلاً سونا، چاندی وغیرہ لادے ہوئے آئے گا وہ کہے گا یارسول اللہ میری امداد کیجئے تو میں کہوں گا کہ میں تیرے لئے کچھ نہیں کر سکتا دنیا میں یہ حکم میں پہنچا چکا تھا۔ (بخاری)

(۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ جب جہاد میں غنیمت کا مال حاصل ہوتا تھا آپ حضرت بلالؓ کو ارشاد فرماتے تھے کہ لشکر میں اعلان کردو کہ جس کے پاس غنیمت کے مال میں سے کچھ بھی ہو وہ لا کر جمع کردے، چنانچہ سب لا کر جمع کر دیتے تھے، آپ پانچواں حصہ نکال کر باقی کو سب میں تقسیم کر دیتے تھے، ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ آپ کے تقسیم کرنے کے بعد ایک صاحب بال کی لگام لئے ہوئے حاضر ہوئے، اور عرض کیا کہ یہ غنیمت میں سے لی تھی، آپ نے فرمایا اسمعت بلا لانا دی ثلاثا الخ کیا تم نے بلالؓ کی تین مرتبہ منادی سنی تھی، اس نیعرض کیا یا رسول الل سنی تھی، آپ نے فرمایا اس وقت لانے سے کس چیز نے منع کیا تھا، اس نے کوئی معذرت بیان کی جو قابل قبول نہیں تھی آپ نے فرمایا:

کن انت تجیی به یوم القیامة فلم اقبلم عنك (ابوداؤ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی تم ہی اسکو اپنے پاس رکھو، قیامت کے دن اس کو لاؤ گے آج میں اس کو قبول نہیں کرتا۔

اس طرح ایک مرتبہ آپکے ایک خادم نے غنیمت کے مال میں سے ایک چادر چرالی تھی جہاد میں تیر لگنے سے شہید ہو گیا لوگوں نے اس کے مرنے پر یعنی شہید ہونے پر پوچھا یا رسول اللہ جنت میں جائے گا حضور ﷺ نے فرمایا ہر گز نہیں خدا کی قسم! جس چادر کو خیبر کی جنگ میں اس نے چرا لیا تھا اس حال میں کہ وہ تقسیم نہیں ہوئی تھی وہ چادر اس غلام پر دوزخ کی آگ بھڑکا رہی ہے۔

یعنی ایک چادر کی خیانت کی وجہ سے وہ دوزخ میں گیا جب لوگوں نے اس کو سنا تو ایک صاحب اٹھے چمڑے کے ایک یا دو تسمے حضور ﷺ کے سامنے پیش کر دیئے، آپ نے فرمایا یہ ایک یا دو آگ کے تسمے لینے ہیں (بخاری)

(۹) حضرت اسحٰق بن مانع ؒ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چار قسم کے ایسے دوزخی ہیں جو دیگر دوزخیوں کو بھی ایذا پہنچائیں گے، حالانکہ یہ خود اپنی نافرمانیوں کی وجہ سے گرفتار ہوں گے، یہ چار قسم کے دوزخی ہیں۔

یسعون مابین الحمیم و الجحیم۔ کھولتے پیپ کے تالاب اور جہنم کے درمیان دوڑتے بھاگتے ہوئے چلائیں گے اور آہ و ہلاکت و بربادی کی صدا لگاتے پھریں گے جس سے دوسرے دوزخیوں کو تکلیف پہنچے گی تو یہ دوزخی آپس میں کہیں کہ ما بال ھولاء قد اذونا علی ما بنا من الاذی ان کمبختوں کو کیا ہو گیا ہے کہ ہم اپنی تکلیفوں میں ہیں لیکن اس کے باوجود یہ لوگ ہم کو اور ایذا پہنچا رہے ہیں کیسے لوگ ہیں، جنہیں یہ سخت سزا دی جا رہی ہے، آپ نے فرمایا ان چاروں میں سے ایک شخص ایسا ہوگا جس پر آگ کے انگارے کی صندوق معلق ہوگی (۲) وہ ہے جو دوزخ میں اپنی انتڑیاں گھسیٹتا پھریگا (۳) وہ ہے جس کے منہ سے خون پیپ بہہ رہا ہے (۴) وہ ہے جو انسان کا گوشت کھاتا ہوا ہوگا۔

صندوق والے کے متعلق کہا جائے گا کہ اس کم بخت نے کون سا کام کیا تھا جس کے بدلے میں اسے یہ سزا ملی ہے جواب ملے گا یہ کمینہ جب مرا تھا اس وقت اس کی گردن پر لوگوں کا مال تھا، یعنی لوگوں کی حق تلفی کی تھی اور غصب و خیانت کر رکھی تھی انسانی حقوق کو ادا نہیں کیا تھا (۲) انتڑی گھسیٹنے والے کے بارے میں کہا جائے گا کہ یہ پیشاب سے بچتا نہیں تھا اور نہ اس کی پرواہ کرتا تھا کہ بدن پر کہاں کہاں پڑ جاتا ہے (۳) جس کے منہ سے خون اور پیپ جاری ہے وہ ہے جو لوگوں کی بری باتوں سن کر اس طرح لذت حاصل کرتا تھا جس طرح جماع سے لذت حاصل کی جاتی ہے (۴) گوشت کھانے والا چغلخور اور غیبت کرنے والا ہے جو لوگوں کی غیبت کر کے اپنا گوشت کھا رہا ہے۔ (ترغیب، ج ۳)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حق تلفی کرنے والے کو اتنی سزا دوزخ میں ملے گی کہ اس کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سزائے دیگر دوزخیوں کو بھی تکلیف پہنچے گی (العیاذ باللہ)

یہ عام حق تلفیوں کا بیان تھا، اب بعض بعض لوگوں کی حق تلفیوں کا بیان کیا جارہا ہے جن کی ادائیگی ہر انسان پر ضروری ہے، خدا کا حق ادا کرنا، اور رسول کا حق ادا کرنا، ماں باپ کا حق ادا کرنا اور خویش و اقارب کا حق ادا کرنا تو فرض ہے ہی لیکن انسانی حیثیت سے ہمسایہ اور پڑوسی کا بھی حق ادا کرنا انسانی فریضہ ہے۔

ہمسایہ اور پڑوسی وہ ہے جو ایک دوسرے کے قریب رہتے سہتے ہوں اور جن کا مکان ایک دوسرے سے ملا جلا ہو جس کی حد چالیس گھروں تک ہے حدیث شریف میں ہے۔

لا ان اربعین دارا جار (طبرانی)

ہمسائیگی کی حد چالیس گھروں تک ہے۔

پڑوسی اپنا رشتہ دار ہو یا غیر رشتہ دار، مسلمان ہو یا غیر مسلم ہمسائیگی اور پڑوس میں سب برابر اور ہمسائیگی کے حقوق بھی ایک دوسرے پر ہیں جن کا ادا کرنا نہایت ضروری ہے۔ قرآن اور حدیث میں اس کی بڑی اہمیت آئی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

و الجار ذی القربیٰ و الجار الجنب و الصاحب بالجنب (النساء)

اور خدا نے ہمسایہ قریب اور ہمسایہ بے گانہ اور پہلو کے ساتھی کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

www.KitaboSunnat.com

من کان یومن باللہ و الیوم الاخر فلا یوذجارہ و من کان یومن باللہ و الیوم الاخر فلیکر مضیفہ و من کان یومن باللہ والیوم الاخر فلیقل خیر اولسکت (بخاری مسلم)

جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے تو وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے (بلکہ اس کے ساتھ نیک سلوک کرے اور مہربانی سے پیش آئے) اور جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے تو اسے چاہئے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، وہ نیک بات کہے یا چپ رہے۔

اپنے پڑوسی اور ہمسایہ کو تکلیف پہنچانا حرام ہے اور جو پڑوسی کو تکلیف پہنچاتا ہے تو وہ گویا خدا اور رسول کو تکلیف پہنچاتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من اذی جارہ فقد اذانی و من اذا نی فقد اذی اللہ و من حارب جارہ فقد حاربنی و من حاربنی فقد حارب اللہ عزوجل (ترغیب)

جس نے اپنے پڑوسی کو ایذا پہنچائی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے خدا کو تکلیف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دی اور جس نے اپنے پڑوسی سے لڑائی کی اس نے مجھ سے لڑائی کی اور جس نے مجھ سے لڑائی کی اس نے خدا سے لڑائی کی۔

اس سے معلوم ہوا کہ پڑوسی کو ستانا حرام ہے، پڑوسی کو ستانے والا جنت میں نہیں جائے گا آپ نے فرمایا:

لا يدخل الجنة عبد لا يامن جاره بوا ئقه (احمد)

وہ بندہ جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کا پڑوسی اس کی ایذاؤں سے امن میں نہ ہو۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر عرض کیا کہ فلاں عورت زیادہ نماز پڑھتی ہے اور صدقہ و خیرات کرتی ہے اور زیادہ روزے رکھتی ہے لیکن وہ اپنے ہمسائے کو زبان سے تکلیف پہنچاتی ہے تو آپ نے فرمایا وہ عورت جہنمی ہے (احمد، ترغیب)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ليس المومن الذی يشبع و جاره جائع (طبرانی)

وہ مومن کامل نہیں ہے جو خود آسودہ ہو اور اس کا پڑوسی بھوکا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل نے مجھے پڑوسی کے حقوق کی اتنی تاکید فرمائی کہ میں نے سمجھا کہ اس کو وراثت کا حق دلادیں گے (بخاری)

اور آپ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک ساتھیوں میں سے وہ افضل ہے جو اپنے ساتھی کے لئے بہتر ہو اور پڑوسیوں میں سے وہ بہتر ہے جو اپنے پڑوسی کے لئے بہتر ہو (ترمذی)

بہر حال ہمسائے کے بڑے حقوق ہیں (۱) اسے کسی قسم کی تکلیف نہ دی جائے (۲) نہ اس سے بیہودہ گوئی کی جائے (۳) خوشی کے وقت اسے مبارک باد دی جائے (۴) اس کی بیماری میں تیمارداری کی جائے (۵) مصیبت میں اسکی مدد کی جائے (۶) اس کو تحفہ تحائف سے نوازا جائے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اپنے دروازے کو بند رکھتا ہو تاکہ اس کا پڑوسی اور اس کے بال بچے اس کے گھر میں نہ آنے پائیں تو وہ مومن نہیں ہے، اور پڑوسی کو تکلیف دینے والا بھی مومن نہیں ہے، آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ ہمسائے کا کیا حق ہے! اس کا حق یہ ہے کہ جب وہ تم سے مدد طلب کرے تو مدد دو جب قرض مانگے تو قرض دو اور جب بیمار پڑے تو بیمار پرسی کرو اور جب اس کو بھلائی پہنچے تو مبارک باد دو اور جب مصیبت پہنچے تو تسلی دو اور جب وہ مر جائے تو اس کے جنازے میں شریک ہو اور بغیر اس کی اجازت کے اپنے مکان کی دیوار کو اس کے مکان کی دیوار سے اونچی نہ رکھو کہ ہوا رک جائے اور اپنی ہنڈیا کے بگھار کی خوشبو سے اس کو ستاؤ مگر یہ کہ اس میں سے اس کو بھی دو ایک چمچہ ہی دے دو اور جب پھل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فروٹ خریدو تو اس کے یہاں بھی کچھ تحفہ ہدیہ بھیج دو اور اگر یہ کام نہ کر سکو تو اسے خوش رکھنے کی کوشش کرو اور تمہاری کوئی اولاد پھل فروٹ لے کر باہر نہ نکلے کہ پڑوسی کے بچے کو اس کے نہ ملنے کی وجہ سے صدمہ ہو اور وہ ناخوش ہو (ترغیب ترغیب)

یتیموں کا مال

دیگر انسانی حقوق کے ساتھ ساتھ یتیموں کا حق ادا کرنا ضروری ہے یتیم وہ کمسن بچہ ہے جو اپنے باپ کے سایہ سے محروم ہو گیا ہو، یعنی باپ کا انتقال ہو گیا ہو، باپ کے مرنے سے یتیم بچوں کی زندگی بے سہارا اور بے یارومددگار ہو جاتی ہے ان کی تعلیم وتربیت کرنے والا ان کے سر پر دست شفقت پھیرنے والا اور ان کا پرسان حال کوئی نہیں ہوتا اس لئے ان کی دلجوئی اور خدمت کرنا اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا ہر مسلمان کا فرض اولین ہے اور اس کا بہت بڑا ثواب اور مرتبہ ہے، یتیم کی خدمت کرنے والے جنت میں رسول اللہ ﷺ کے مہمان ہونگے حدیث شریف میں ہے کہ:

(۱) انا وکافل الیتیم فی الجنة هکذا و اشار بالسبابة و الوسطی و فرج بینهما (بخاری)

میں اور یتیم کی پرورش کا ذمہ دار دونوں جنت میں اس طرح ساتھ رہیں گے جس طرح یہ دونوں انگلیاں ہیں یعنی شہادت والی اور درمیان کی انگلی اور ان دونوں کے درمیان فاصلہ رکھا۔

(۲) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من قبض یتیما من بین المسلمین الی طعامه و شرابه ادخله الله الجنة البتسة الا ان یعمل ذنبا لا یغفر (ترمذی)

جو کسی مسلمان یتیم کے بچے کو اپنے ساتھ کھلائے گا پلائے گا اس کو یقیناً اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرمائے گا سوائے اس صورت کے کہ کوئی ایسا گناہ کرے جو معاف ہی نہ ہو (جیسے شرک وکفر وغیرہ)

(۳) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان احب البیوت الی الله بیت فیه یتیم مکرم()

اللہ کے نزدیک سب گھروں سے پیارا وہ گھر ہے جس میں یتیم کی عزت اور آؤبھگت کی جائے۔

نیز فرمایا جو یتیم کے ساتھ نیکی کرے گا میں اور وہ دونوں جنت میں ساتھ ساتھ رہیں گے اور فرمایا:

من مسح علی راس یتیم لم یمسحه الا لله کان له فی کل شعرة مرت علیها یده حسنات (احمد/ ترغیب)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو اللہ کے لئے کسی یتیم کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرے گا تو اس کے ہاتھ کے نیچے سے جتنے بال گذریں گے ہر بال کے بدلے میں کئی نیکیاں ملیں گی۔

ایک حدیث میں ہے کہ:

(٥)ان رجلا شکی الی رسول اللہ ﷺ قسوۃ قلبہ فقال امسح راس الیتیم و اطعم المسکین۔(احمد، ترغیب)

ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی سخت دل کی شکایت کی تو آپ ؐ نے فرمایا تم یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو اور مسکین کو کھانا کھلایا کرو اس سے تمہارا دل نرم ہو جائے گا۔

(٦) و الذی بعثنی بالحق لا یعذب اللہ یوم القیامۃ من رحم الیتیم و لانہ الکلام (طبرانی)

اس ذات پاک کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ دنیا میں بھیجا ہے قیامت کے دن خدا اس کو عذاب نہیں کرے گا جو یتیم پر رحم کرے اور نرمی سے گفتگو کرے۔

یہ رسول اللہ ﷺ کی چند حدیثیں یتیم کی خدمت کے بارے میں ہیں ان احادیث سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان کی خدمت کرنا کتنا بڑا ثواب ہے قرآن مجید میں بھی متعدد جگہ یتیم کا بیان آیا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فاما الیتیم فلا تقھر (سورۃ الضحیٰ)

یتیم کو مت دباؤ اور اس کے ساتھ سختی سے پیش نہ آؤ۔

اور ان کے مال مت کھاؤ، جو لوگ یتیم کی خدمت اور عزت نہیں کرتے ان کے اوپر عذاب نازل ہوتا ہے اور ان کی روزی تنگ ہو جاتی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

و اما اذا ما ابتلاہ فقدر علیہ رزقہ فیقول ربی اھانن ؁ کلا بل لا تکرمون الیتیم ؁ ولا تحاضون علی طعام المسکین ؁ (سورۃ الفجر)

جب خدا انہیں آزماتا ہے اور ان کی روزی تنگ کر دیتا ہے تو وہ کہتا ہے میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا ہرگز نہیں بلکہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے اور نہ مسکین کے کھلانے پر کسی کو آمادہ کرتے ہو۔

جو لوگ یتیموں اور مسکینوں کی عزت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی بڑی تعریف فرماتا ہے ارشاد ہے۔

و یطعمون الطعام علی حبہ مسکینا و یتیما و اسیرا(سورۃ الدھر)

نیک بخت وہ لوگ ہیں جو اللہ کی محبت اور اس کی راہ میں یتیم و مسکین اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جو لوگ ناجائز طور پر یتیم کے مال پر قبضہ کر کے کھا جاتے ہیں ان کے لئے سخت وعید ہے جیسا کہ فرمایا۔

ان الذین یاکلون اموال الیتا می ظلما انما یا کلون فی بطونهم نارا و سیصلون سعیرا (سورۃ النساء)

یتیم بچوں کے مال کو خیانت اور اسراف سے خرچ نہیں کرنا چاہئے اور نہ ان کو بے سمجھی کے زمانے میں ان کے سپرد کرنا چاہئے تاکہ وہ انی نادانی سے اس کو ضائع نہ کریں سرپرستوں اور متولیوں کو زیادہ خیال رکھنا چاہئے، جب بچے شعور وبلوغ کی عمر کو پہنچ جائیں، اس وقت ان کا مال ان کے حوالے کیا جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے:

و اتو الیتامی اموالهم ولا تبتدلو الخبیث بالطیب ولا تاکلو اموالهم الی اموالکم انه کان حوبا کبیرا ط (النساء)

اور یتیموں کو ان کا مال دے دو اور حرام کو حلال کے عوض نہ لو اور ان کے مالوں کو اپنے مالوں کے ساتھ ملا کر نہ کھاؤ یہ بڑا گناہ ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

و اذا خذالله میثاق بنی اسرائیل لا تعبدون الا الله و بالوادین احسانا و بذی القربیٰ و الیتامی و المساکین وقولو اللنساس حسنا و اقیمو الصلوۃ و اتوا الزکوۃ ثم تولیتم الا قلیلا منکم و انتم معرضون (البقرۃ)

اور وہ وقت یاد کرو جب ہم نے اگلے بنی اسرائیل یعنی تمہارے بڑے سے یہ پکا قول لیا کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ سلوک کرنا اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں کے ساتھ بھی سلوک کرنا اور لوگوں سے اچھی طرح نرمی سے بات کرنا اور نماز پڑھتے رہنا اور زکوۃ دیتے رہنا پھر تم میں سے تھوڑے آدمیوں کے سوا باقی سب پھر گئے اور تم لوگ ہو ہی کچھ بے پرواہ کہ نصیحت کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ ارشاد فرمایا ہے:

یسئلونك ما ذا ینفقون قل ما انفقتم من خیر فللوالدین و الاقربین و الیتامی و المساکین و ابن النسیل وما تفعلو من خیر فان الله به علیم (سورۃ البقرۃ)

اے پیغمبر! تم سے لوگ پوچھتے ہیں کہ خدا کی راہ میں کیا خرچ کریں، تو ان کو سمجھا دو کہ خیر خیرات کے طور پر جو بھی مال خرچ کرو گے وہ تمہارے ماں باپ کا حق ہے اور قریب کے رشتہ داروں، یتیموں، محتاجوں اور مسافروں کا حق ہے اور تم جو بھی بھلائی لوگوں کے ساتھ کرو گے تو اللہ اسے جانتا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری جگہ فرمایا:

و اعلموا انما غنمتم من شئی فان لله خمسه و للرسول و لذی القربیٰ و الیتامی و المساکین و ابن السبیل ط (سورۃ الانفال)

اور مسلمانو! جان رکھو کہ جو چیز تم لڑائی میں غنیمت حاصل کرو اس کا پانچواں حصہ خدا کا اور رسول کا اور رسول کے قرابت داروں کا اور یتیموں کا اور محتاجوں کا اور مسافروں کا ہے۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ما افاء الله علی رسوله من اهل القریٰ فالله و للرسول و لذی القربیٰ و الیتمیٰ و المساکین و ابن السبیل کی لا یکون دولة بین الا غنیام منکم وما اتکم الرسول فغذوه وما نهکم عنه فانتهو و اتقو الله ان الله شدید العقاب (سورۃ الحشر)

جو مال اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو ان بستیوں کے لوگوں سے بے لڑے مفت میں دلوادے تو وہ اللہ کا حق ہے اور رسول ﷺ کا اور رسول کے قرابت داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور (بے توشہ) مسافروں کا ہے یہ (حکم) اس لئے دیا گیا ہے کہ جو لوگ تم میں مالدار ہیں یہ (مال) ان ہی میں چلتا پھرتا نہ رہے اور مسلمانو! جو چیز تم کو پیغمبر ہاتھ اٹھا کر دے دیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز کے لینے سے تم کو منع کر دیں اس سے دست کش رہو اور خدا کے غضب سے ڈرتے رہو کیونکہ خدا کی مار بڑی سخت ہے۔

بیواؤں کا حق

رانڈ اور بیوہ عورت کا حق بھی ادا کرنا نہایت ضروری ہے، بیوہ وہ عورت ہے جس کا خاوند مر چکا ہو اور اپنے شوہر کے ظل عاطفت سے محروم ہو گئی ہو اس کی زندگی کا سہاگ لٹ چکا، وہ اپنے سر تاج کے مرنے سے غم والم کے سمندر میں غوطہ زن رہتی ہے کوئی مونس و غم خوار نہیں، یار و مددگار نہیں، کوئی مربی و پرسان حال نہیں، وہ بہت سی مشکلات میں ڈوبی رہتی ہے، مخالفین ستاتے اور تنگ کرتے ہیں بلکہ بے حامی اور بے محافظ دیکھ کر روحانی اور جسمانی تکالیف کے درپے ہوتے ہیں، ایسی حالت میں بیوہ کا خدمت کرنا انسانی اور اسلامی فریضہ ہے، اس کی اعانت سے دنیا کے لوگ خوش اور خدا اور رسول بھی خوش ہوتے ہیں اور اس کی مدد کرنے سے بڑے بڑے درجے ملتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الساعی علی الا رملة و المسکین کا لسماعی فی سبیل الله واحسبه قال کالقائم ایفترولا کالصائم لا یفطر (بخاری شریف)

بیوہ اور مسکین کے لئے دوڑ دھوپ کرنے والا، اور ان کی خدمت کرنے والا ایسا ہے، جیسے کہ خدا کے راستے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں جہاد کرنے والا، جیسا وہ تہجد گذار عابد جو نماز سے نہیں تھکتا اور وہ روزہ دار جو کبھی روزہ سے ناغہ نہیں کرتا۔

دوڑ دھوپ سے مراد خدمت ہے اور اگر اس کی رضامندی ہو تو نکاح ثانی کر دینا چاہئے تاکہ وہ سہاگن بن جائے، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

وانکحوا الا یامی منکم (سورۃ النور)

اور اپنے ہی سے بے شوہر والی عورتوں کا نکاح کر دو۔

مگر لیکن اگر کوئی بیوہ عورت اپنی عصمت و عفت کو برقرار رکھنے کے ساتھ ساتھ چھوٹے بچوں کی پرورش میں لگی رہے اور نکاح کے بندھن سے آزاد رہے تو اس کی بڑی فضیلت اور ثواب ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

انا و امراۃ سعفاء الخذین کھاتین یوم القیامۃ و اوما یزید بالوسطی و السبابۃ امراۃ امت من زوجھا ذات منصب و جمال حسبت نفسھا علی قیاما ھا حتی بانوا وما توار(ابوداؤد)

میں اور وہ شریف اور حسن و جمال اور عزت والی بیوہ عورت جو شوہر کے انتقال کے بعد اپنے یتیم بچوں کی خاطر اپنے نفس کو نکاح سے روکے رہے اور محنت و شفقت کرنے کی وجہ سے اس کی رنگت کالی ہو گئی ہو۔ قیامت کے دن وہ اور میں مرتبہ میں ان دو انگلیوں کی طرح ہوں گے مزید نے (جو اس حدیث کے راوی ہیں) وسطی و سبابہ انگلی کا اشارہ کر کے سمجھایا۔

غرض کہ بیوہ عورت کو قرآن اور اسلام نے بہترین مقام عطا کیا ہے اور بوجہ اللہ اس کی خدمت کرنے والا بڑا ہی سعادت نصیب ہے یاد رہے کہ اسلام آنے سے پہلے زمانہ جاہلیت میں اگر کوئی عورت بیوہ ہو جاتی تھی تو اس سے بے چاری کی زندگی جیتے جی جہنم بن جاتی تھی، بیوہ ہونے کے بعد نہ اسے سسرال میں رہنے دیا جاتا اور نہ اسے میکے میں جگہ ملتی تھی، ہر جگہ سے اسے دھکے دے کر نکال دیا جاتا تھا کیونکہ وہ لوگ اسے ڈائن ناگن ابھاگن اور قابل نفرت سمجھ کر اس کے سائے تک سے بچنا چاہتے تھے، اسلام نے آکر بیوہ کو جینے کا حق اور عزت کا مقام عطا کیا جس کا اعتراف یورپین مفکروں اور فرانسیسی مورخوں نے بھی کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہمانوں کا حق

تم یہ جانتے ہو کہ ہر انسان کسی نہ کسی وقت کسی نہ کسی شخص کا مہمان ضرور ہوتا ہے اس لئے اگر تم اپنے مہمانوں کی عزت و احترام اور خدمت کرو گے تو جب تم ان کے یہاں جاؤ گے تو وہ بھی تمہاری خدمت کریں گے، دنیا کا عام دستور یہی ہے لیکن مسلمانوں میں اس کی بہت اہمیت ہے صفات عالیہ کی تکمیل اور مکارم اخلاق کی بلندی کے لئے یہ بات بھی ضروری ہے کہ مہمان کی عزت و احترام کے ساتھ خاطر تواضع کی جائے مہمان کی خدمت اتنی اہم ہے کہ اس کی ایمان کا جزو بتایا گیا ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا

من كان يومن بالله و اليوم الاخر فليكرم صيفه و من كان يومن بالله و اليوم الاخر فليصل رحمه و من كان يومن بالله و اليوم الخر فليقل خير ا اويصمت (بخاری)

جو خدا اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو اللہ اور قیامت کے دن پر یقین رکھتا ہو اس کو چاہئے کہ اپنے قرابداروں کے حقوق ادا کرے اور جو اللہ اور قیامت کے دن کو سچا جانتا ہو، اس کو چاہئے کہ وہ بھلی بات کہے ورنہ چپ رہے۔

اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی، کہ مہمانوں کی عزت و خدمت کرنا ایمان کامل کا ایک جزو ہے مہمانوں کی پوری عزت و خدمت نہ کرنے والے پورے مومن نہیں ہیں مہمانوں کا بہت بڑا حق ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

و ان لزورك عليك حقا (بخاری)

اسی لئے صحابہ کرامؓ نے اپنے مہمانوں کی بڑی خدمت کرتے تھے بعض دفعہ وہ خود نہیں کھاتے تھے مگر اپنے مہمانوں کو ضرور کھلاتے تھے جیسا کہ تم پہلے پڑھ چکے ہو، خود انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اپنے مہمانوں کی بڑی عزت کرتے تھے، چنانچہ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مہمان نوازی کا بیان قرآن مجید میں کئی جگہ پر آیا ہے ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

هل اتاك حديث صيف ابراهيم المكرمين٥ اذدخلو اليه فقالو سلاماء قال سلام قوم منكرون ٥فراغ الى اهله فجاء بعجل سمين ٥ فقر به اليهم قال الا تاكلون ٥ فاوحبس منهم خيفة ط قالو الا تخف و بشروه بغلام عليم ٥ (الذاريات)

اے ہمارے نبی! کیا آپ کے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر پہنچی ہے کہ جب یہ لوگ ان کے پاس آئے تو سب سے پہلے سلام کیا، ابراہیم نے ان کے سلام کا جواب دیا اور اپنے دل میں سوچنے لگے کہ یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجنبی لوگ ہیں کبھی ان سے ملاقات نہیں ہوئی پھر اپنے گھر جا کر موٹے تازے بچھڑے کا گوشت بھوا کر مہمانوں کے سامنے رکھا ان مہمانوں نے کھانے میں تامل کیا تو ابراہیم نے کہا کہ آپ لوگ کیوں نہیں کھاتے ہیں اس پر بھی مہمانوں نے نہ کھایا تب ابراہیم اپنے جی میں ڈرے ان کی یہ احالت دیکھ کر مہمانوں نے کہا آپ کسی قسم کا اندیشہ نہ کریں ہم لوگ فرشتے ہیں کھاتے پیتے نہیں ہیں ہم آپ کو ایک ہشیار اور ذی علم فرزند کی

خوشخبری دینے آئے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے حضرت ابراہیم کو لڑکے کی خوشخبری دی۔

یہ مہمان فرشتے تھے جو انسانی شکل میں آئے تھے حضرت ابراہیم نے انہیں انسان سمجھ کر ضیافت کا حق ادا فرمایا اس واقعہ سے مہمان اور میزبان کے آداب پر آپ خود ہی غور کر لیں۔

مہمان کو بلا ضرورت کسی کے یہاں تین دن سے زیادہ نہیں ٹھہرنا چاہئے کیونکہ اس سے میزبان کو تکلیف ہوگی اور اس پر بار پڑے گا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من کان یومن باللہ و الیوم الخر فلیکرم مرضیفه جائزته یوم و لیلة والضیافة ثلاثة ایام فما کان بعد ذلك فهو صدقة ولا یحل له ان یثوی عنده حتی یحرجه (مالك ،بخاری)

جو شخص اللہ اور قیامت کے دن کو سچا جانتا ہے اس کو چاہئے کہ اپنے مہمانوں کا جائز وہ عزت کے ساتھ ایک دن، ایک رات کرے اور مہمان کا حق تین دن ہے اس سے زیادہ ٹھہرے گا تو مہمان صدقہ کھائے گا اور اتنا زیادہ ٹھہرنا اس کے لئے حلال نہیں کہ اپنے میزبان کو تنگی میں ڈال دے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حق کو رسول ﷺ کے حق کو، اور بندوں کے حق کو ہم سے ادا کروانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقوق الوالدین

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ و قضی ربك الا تعبدو ا الا ایاہ و بالوالدین احسانا ۔ اما یبلغن عندك الکبرا حدھما وکلا ھما فلا تقل لھما اف ولا تنھر ھما و قل لھما قولا کریما و اخفض لھما جناح الذکل من الرحمة وقل رب الرحھما کما ربیٰا نی صغیرا (سورہ بنی اسرائیل)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور تیرے رب نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کو مت پوجو، اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو، اگر ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو تم ان کو اونہ، اف بھی مت کہو اور نہ ان پر خفا ہو اور نہ ان کو جھڑکو اور ان سے ادب، عزت اور نرم لہجے میں بات چیت کرو اور ان کے لئے اطاعت کا بازو محبت سے بچھادو اور کہوائے پروردگار تو ان کی کمزوری میں ان پر ایسا ہی رحم فرما جس طرح انہوں نے میرے بچپن میں مجھے مہربانی سے پالا پوسا ہے۔

اللہ تعالیٰ مربی حقیقی ہے، والدین یعنی ماں باپ مربی مجازی ہیں اور پرورش کرنیوالے ہیں، اولاد پر ماں باپ کا بڑا احسان ہے کہ بچپن سے بچوں کی پرورش کرتے اور پالتے ہیں اور اس سلسلہ میں ہر قسم کی تکلیفیں اٹھاتے ہیں اس لئے اولاد پر حق ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کی خدمت کریں اور ہر طرح سے آرام پہنچانے کی کوشش کریں اور کسی قسم کی تکلیف نہ دیں اس خدمت گذاری کو اللہ تعالیٰ نے فرض کر دیا ہے جیسا کہ مندرجہ بالا آیت میں فرمایا:

والدین کی اطاعت اور خدمت گذاری فرض ہے، اگر وہ کافر مشرک بھی ہوں تب بھی ان کی دیناوی خدمت کی جائے، لیکن شرک اور کفر کے متعلق ان کی بات قابل تسلیم نہ ہو گی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(۱) ووصینا الانسان بوالدیہ حسنا و ان جاھد لنشرتشرك بی مالیس لك بہ علم فلا تطعما الی مرجعکم و انبئکم بما کنتم تعملون (عنکبوت)

ور ہم نے انسان کو جتادیا کہ ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو، اور اگر وہ تجھ کو مجبور کریں کہ خدا کے ساتھ اس کو شریک کر جس کا تجھ کو علم نہیں ہے تو تو ان کا کہنا نہ مان تم سب کو میرے پاس لوٹ کر آنا ہے اور میں تم کو تمہارے کرتوت سے آگاہ کروں گا۔

اور دوسری جگہ فرمایا:

(۲) و وصینا الا نسان بولدیہ حملتہ امہ و ھنا علی وھن وفصالہ فی عامین ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشکرلی و لوالیدیات الی المصیر و ان جاهداك علی ان انتشرك بی مالیس لك به علم فلا تطعهما و صاحبها فی الدینا معروفا (سورة لقمان)

اور ہم نے انسان کو جتادیا کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اس کی ماں نے اس کو تھک تھک کر پیٹ میں رکھا اور دو سال میں اس کا دودھ چھڑایا کہ وہ میرا اور اپنے ماں باپ کا احسان مانے میرے ہی پاس پھر آنا ہے اگر وہ دونوں تجھ کو اس پر مجبور کریں کہ میرے ساتھ اس کو شریک کر جس کو تو نہیں جانتا تو ان کا کہنا نہ مان اور دنیا میں ان کے ساتھ بھلائی سے گذران کر۔

جو لوگ والدین کیساتھ حسن سلوک کرتے ہیں ان کی خدمت بجالاتے ہیں ان اور ان کے لئے خدا سے دعائے خیر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس نیکی کے بدلہ میں ان کے سارے گناہ معاف کردیتا ہے اور اپنی خوشنودی کی لازوال دولت ان کو عطا فرماتا ہے۔

ترجمہ: اور ہم نے انسان کو تاکید کر کے کہہ دیا کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا اس کی ماں نے اس کو تکلیف کر کے پیٹ میں اٹھایا اور تکلیف کر کے جنا اور تیس مہینوں تک اس کو پیٹ میں رکھا اور دودھ چھڑایا۔ یہاں تک کہ وہ بچے سے بڑھ کر جوان ہوا اور چالیس برس کا ہوا اس نے کہا اے میرے پروردگار! مجھ کو توفیق دے کہ تیرے اس احسان کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیا اور اس کی کہ میں وہ کام کروں جس کو تو پسند کرے اور میری اولاد کو نیک کر، میں تیری طرف لوٹ کر آیا اور میں تیرے فرمانبرداروں میں سے ہوں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے اچھے کام ہم قبول کرتے ہیں اور برے کاموں سے درگذر کرتے ہیں، یہ جنت والوں میں ہونگے یہ سچائی کا وعدہ ہے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا۔

نبی ﷺ نے اس کی مزید تاکید فرمائی، ایک شخص نے آکر آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ یارسول اللہ! حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے، آپؐ نے فرمایا تیری ماں، تین دفعہ آپ نے یہی جواب دیا، چوتھی دفعہ اس نے پوچھا؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا تیرا باپ (بخاری، ترمذی)

خدا نے ماؤں کی نافرمانی حرام کردی ہے، آپ نے فرمایا:

ان الله حرم علیکم عقوق الامهات (بخاری)

خدا نے ماؤں کی نافرمانی پر حرام کردی ہے۔

اور فرمایا کہ ماں باپ کا نافرمان جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

ثلثة لا ید خلون الجنة العاق لوالدیه و الدیوث و الترجلة (نسائی ،ترغیب)

تین قسم کے لوگ جنت میں داخل نہیں ہونے پائیں گے (۱) ماں باپ کا نافرمان (۲) دیوث (۳) مردوں سے مشابہت کرنیوالی عورت۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام اس مخلوقات انسانی میں والدین اور ماں باپ کی بڑی اہمیت ہے کیونکہ یہی دونوں تخلیق انسانی کی ظاہر علت مادی ہیں لیکن ان میں ماں کو باپ سے زیادہ تفوق اور برتری حاصل ہے، کیونکہ ماں نے اپنے بچے کو اپنا خون پلا پلا کر بڑھایا اور نو مہینے اس کی مشکل سہہ کر اور سختی اٹھا کر اپنے پیٹ میں رکھا اور پھر اس سے جننے کے نا قابل برداشت تکلیف کو بھی خوشی برداشت کیا، پھر اس نو پید مضغہ گوشت کو اپنی چھاتیوں سے لگا کر اپنا خون پانی ایک کر کے پلایا اور اس کی پرورش اور غور و برداخت میں اپنی ہر راحت قربان، اپنا آرام ترک اور اپنی ہر خوشی نثار کر دی ایسی حالت میں کیاں ماں سے بڑھ کر انسان اپنے وجود میں مخلوقات میں کسی اور کا محتاج ہے ؟

اسی لئے شریعت محمدیؐ نے اپنی تعلیم میں جو بلند سے بلند مرتبہ اس کو عنایت کیا ہے وہ اس کی سزا اور ہے، ماں کے ساتھ جو دوسری ہستی بچہ کی توحید و تکوین میں شریک ہے، وہ باپ ہے اور اس میں شک نہیں کہ اس کی نشو و نما اور تربیت میں ماں کے بعد باپ ہی کی جسمانی اور مالی کوششیں شامل ہیں اس لئے جب بچہ ان کی محنتوں اور کوششوں سے قوت کو پہنچے تو اس پر فرض ہے کہ وہ اپنے ماں باپ سے حاصل کی ہوئی قوت کا شکرانہ ماں باپ کی خدمت کی صورت میں ادا کرے، چنانچہ اسلام نے نہ صرف پہلے صحیفوں کی طرح ان کی عزت کرنے اور ان سے ڈرتے رہنے کے وعظ پر اکتفا کی بلکہ ان کی خدمت ان کی اطاعت اور ان کی امداد ان کی دلدہی وغیرہ ہر چیز فرض قرار دی بلکہ یہاں تک تاکید کی کہ ان کی کسی بات پر اف تک نہ کرو ان کے سامنے ادب سے جھکے رہو ان کی دعاؤں کو اپنے حق میں قبول سمجھو ان کی خدمت انسان کا سب سے بڑا جہاد ہے بلکہ ان ہی کی خوشنودی سے خدا کی خوشنودی ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

رضى الرب فى رضى الوالد و سخط الرب فى سخط الوالد (ترمذى)

خدا کی خوشنودی باپ کی خوشنودی میں ہے اور خدا کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔

حضرت ابو امامہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا:

يا رسول الله ما حق الوالدين على و لد هما قال هما جنتك ونا رك (ابن ماجه)

یا رسول اللہ ﷺ ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے فرمایا تیری جنت اور دوزخ وہی دونوں ہیں۔

یعنی ماں باپ کا اولاد پر بہت حق ہے، ان کے ساتھ نیکی کرنا اور رنج نہ پہنچانا اور ماں باپ کے ساتھ سلوک کرنا، دخول بہشت کا سبب ہے اور انہیں رنجیدہ کرنا دوزخ میں جانے کا موجب ہے اس لئے فرمایا کہ تیری جنت اور دوزخ وہی دونوں ہیں اور ماں باپ کو شفقت اور رحمت اور پیار سے دیکھنے سے حج مقبول کا ثواب ملتا ہے حضرت ابن عباسؓ سے بیان کرتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان رسول الله ﷺ قال ما من ولد باریتظر الی والدیه نظرة رحمة الا کتب الله له بکل نظرة حجة مبرورة قالوا وان نظر کل یوم ما ئة مرة قال نعم و الله اکبر و اطیب (مسلم)

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ماں باپ کے ساتھ جو نیکی کرنے والا فرزند اپنے ماں باپ کو محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو خدا اس کے لیئے ہر مرتبہ دیکھنے کے بدلے میں اس کے اعمال نامے میں ایک حج مقبول کا ثواب لکھتا ہے، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا اگر چہ وہ دن میں سو مرتبہ دیکھے آپ نے فرمایا ہاں! اللہ بہت بڑا اور پاکیزہ تر ہے۔

اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اگر اولاد ماں باپ کو پیار و محبت سے دیکھے تو حج مقبول کا ثواب پائے گی، دن میں سو مرتبہ دیکھے تو سو مرتبہ حج کا ثواب ملے گا، اطاعت اور خدمت گذاری کا اس سے بھی کہیں زیادہ ثواب ہے حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: جو شخص والدین کے حق اطاعت ادا کرنے میں خدا کا فرمانبردار ہوتا ہے، اس کے لئے جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اگر والدین میں سے ایک زندہ ہوتا ہے تو ایک دروازہ کھلتا ہے اور جو شخص والدین کے حق میں خدا کا نافرمان ہوتا ہے تو اس کے لئے دوزخ کے دو دروازے کھل جاتے ہیں، اگر ماں باپ میں سے ایک زندہ ہوتا ہے تو ایک دروازہ کھل جاتا ہے۔ اس شخص نے عرض کیا کہ اگر چہ ماں باپ اولاد پر ظلم کریں آپ نے فرمایا اگر چہ ظلم کریں، اگر چہ ظلم کریں، اگر چہ ظلم کریں (یعنی تین بار یہی فرمایا)۔ (رواہ البیہقی)

ماں باپ کی اطاعت و معصیت چونکہ خدا کے حکم سے ہی ہے، اس لئے ان کی اطاعت خدا کی اطاعت اور ان کی نافرمانی خدا کی نافرمانی ہے اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الوالد اوسط ابواب الجنه فان شئت فحافظ علی الباب اوضیع (ترمذی ،ابن ماجه)

باپ جنت کے دروازوں کا عمدہ ترین دروازہ ہے یعنی بہشت میں جانے کا سبب باپ کی رضامندی کی نگہداشت ہے تو جو بہشت میں بہترین دروازے میں سے جانا چاہے اسے باپ کی رضامندی کی نگہداشت کرنی چاہیے۔

اسلام میں جہاد کی اہمیت جو کچھ ہے، وہ ظاہر ہے مگر والدین کی خدمت گذاری کا درجہ اس سے بھی بڑھ کر ہے ان کی اجازت کے بغیر جہاد بھی جائز نہیں کہ جہاد کے میدان میں سر ہتھیلی پر رکھ کر جانا ہوتا ہے اور ہر وقت جان جانے کا امکان رہتا ہے اس لئے والدین کی اجازت کے بغیر ان کو اپنے اس جسم و جان کو کھونے کا حق نہیں ہے جس کو ان کی خدمت گذاری کے لئے وقف ہونا چاہئے تھا۔ اسی لئے حدیث شریف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ہے کہ حضرت جاہمہؓ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر یہ عرض کیا:

یا رسولاللہ اردت ان اغروو قد جئت استشیرك فقال هل لك من ام قال نعم قال فالذمها مهافان الجنة تحت رجلها(احمد ، نسائی)

یا رسول اللہ میں جہاد کرنا چاہتا ہوں اور آپ کے پاس مشورہ لینے کی غرض سے حاضر ہوا ہوں فرمایا کیا تیری ماں موجود ہے، عرض کیا ہاں، فرمایا ان کی خدمت میں حاضر رہنے کو لازم پکڑ لے کیونکہ جنت اس کے پاؤں کے نیچے ہے۔

اعمال میں نماز کے بعد باپ کی خدمت گذاری کا درجہ ہے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا:

ای الا عمال احب الی الله قال الصلوة لوقتها قلت ثم ای قال برالوالدین قلت ثم ای قال الجهاد فی سبیل الله (بخاری ،مسلم)

کہ خدا کو کون سا عمل بہت پسندیدہ ہے، فرمایا وقت پر نماز پڑھنا ہے، میں نے عرض کیا پھر کون سا عمل؟ فرمایا ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنا، میں نے کہا پھر کون سا؟ فرمایا راہ خدا میں جہاد کرنا۔

ماں باپ کی نافرمانی گناہ کبیرہ اور حرام ہے اور ماں باپ کا نافرمان جنت میں نہیں جائے گا اس لئے کسی صورت میں بھی ماں باپ کی نافرمانی نہیں کرنی چاہئے معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں:

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے مجھے دس باتوں کی وصیت فرمائی (۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی حالت میں کسی کو بھی شریک نہ ٹھہراؤ اگرچہ تم کو مار ڈالا جائے اور جلا دیا جائے (۲) ماں باپ کی نافرمانی نہ کرنا اگرچہ وہ تم کو یہ حکم دیں کہ تم اپنے بیوی بچوں اور مال و دولت کو چھوڑ دو (۳) اور فرض نماز کو قصداً نہ چھوڑو کیونکہ جس نے قصداً نماز چھوڑ دی اللہ تعالیٰ کا ذمہ اس سے بری ہے، یعنی خدا کا امن باقی نہیں رہے گا (۴) اور شراب نہ پیو کیونکہ شراب تمام بے حیائیوں کی جڑ ہے (۵) گناہ سے اپنے آپ کو بچائے رہو کیونکہ گناہ کے ساتھ خدا کا غصہ اترتا ہے (۶) اور کافروں سے لڑائی کے دن بھاگنے سے اپنے آپ کو بچاؤ، اگرچہ لوگ لڑائی میں مر رہے ہوں (۷) اور جب لوگوں میں بیماری پھیل رہی ہو اور تم ان لوگوں میں موجود ہو تو تم وہاں ٹھہرے رہو یعنی موت کے خوف سے وہاں سے نہ بھاگو (۸) اپنے کنبے کے لوگوں پر اپنی طاقت کے مطابق کرو (۹) اور ادب کی لاٹھی ان سے نہ اٹھاؤ یعنی اپنے بال بچوں کو ادب سکھاؤ اسی ادب میں اگر لاٹھی سے مارنے کی نوبت آجائے تو ادب سکھانے کے لئے ان کو مارو (۱۰) اور خدا کے بارے میں ان کو ڈراؤ۔ (رواہ احمد)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ تین شخصوں کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا (۱) والدین کے نافرمان کی طرف (۲) شراب پینے والے کی طرف (۳) احسان جتانے والے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی طرف (ابن حبان)

اور فرمایا! آپ نے، کہ ماں باپ کا نافرمان نہ جنت میں جائے گا اور نہ جنت کی خوشبو پائیگا (ترغیب)

اور آپ نے فرمایا، کہ ماں باپ کو گالی دینے والے پر خدا کی لعنت برستی ہے لعن الله من سب و الدیه (ابن حبان، ترغیب)

ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے سے اور ان کی خدمت گذاری کرنے سے اللہ تعالی دنیا و آخرت کی مصیبتوں کو دور کر دیتا ہے، ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے والدین کی اطاعت کے ثواب کو ایک نہایت موثر حکایت میں فرمایا کہ تین مسافر راہ میں چل رہے تھے کہ اتنے میں موسلا دھار بارش برسنے لگی تینوں نے بھاگ کر ایک غار میں پناہ لی، اچانک ایک چٹان اوپر سے گری کہ اس سے اس غار کا منہ بند ہو گیا، اب ان کی بے کسی اور بے چارگی اور اضطراب اور بے قراری کا کون اندازہ کر سکتا ہے، ان کی موت سامنے کھڑی نظر آتی تھی، اسی وقت انہوں نے پورے خشوع اور خضوع کے ساتھ دربار الٰہی میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے ہر ایک نے کہا کہ اسی وقت ہر ایک کو اپنی خالص نیکی کا واسطہ خدا کو دینا چاہیئے۔

تو پہلے نے کہا، یاالٰہی! تو جانتا ہے کہ میرے والدین بوڑھے تھے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے تھے، میں بکریاں چرایا کرتا تھا اور اسی پر ان کی روزی کا سہارا تھا میں شام کو بکریاں لے کر جب گھر آتا، تو دودھ دھو کر پہلے اپنے ماں باپ کی خدمت میں لاتا تھا جب وہ پی لیتے تب میں اپنے بچوں کو پلاتا، ایک دن واقعہ ہے کہ میں بکریاں چرانے کو دور نکل گیا، لوٹا تو میرے والدین سو چکے تھے میں دودھ لے کر ان کے سرہانے کھڑا ہو گیا نہ ان کو جگاتا تھا، کہ ان کی راحت میں خلل آجاتا اور نہ ہٹتا تھا کہ خدا جانے کس وقت ان کی آنکھیں کھلیں اور دودھ مانگیں بچے بھوک سے بلک رہے تھے، مگر مجھے گوارا نہ تھا کہ میرے والدین سے پہلے میرے بچے سیر ہوں میں اسی طرح پیالے میں دودھ لئے رات بھر ان کے سرہانے کھڑا رہا اور وہ آرام کرتے رہے، خداوند تجھے معلوم ہے کہ میں نے یہ کام تیری خوشنودی کے لئے کیا ہے تو اس غار کے منہ سے چٹان کو ہٹا دے، یہ کہنا کہ کہ چٹان کو خود بخود جنبش ہوئی اور غار کے منہ سے تھوڑا سا سرک گئی اور اس کے بعد باقی دو مسافروں کی باری آئی اور انہوں نے بھی اپنے کاموں کو وسیلہ بنا کر دعا کی اور غار کا منہ کھل گیا اور وہ سلامتی کے ساتھ باہر نکل آئے۔ (بخاری)

والدین کے لیے دعا

نیک بخت اولاد کی سعادت مندی یہ ہے کہ ماں باپ کے حق میں نیک دعائیں کرے اور اس کی تعلیم قرآن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حدیث میں دی گئی ہے اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کے لئے دعا کرنے کا یہ طریقہ بتایا ہے کہ تم اس طرح دعا کیا کرو۔

(1) رب ارحمهما كما ربياني صغيرا۔(سورہ بنی اسرائیل پ ۱۰ ع ۳) اے میرے پروردگار جس طرح انہوں نے مجھے بچپن سے پالا ہے اور میرے حال پر وہ رحم کرتے رہے ہیں اس طرح تو بھی ان پر اپنا رحم کیجیو۔

(2) ربنا اغفرلي ولوالدي اللمؤمنين يوم يقوم الحساب۔(سورہ ابراهيم ع ٦ پ ١٣) (ابراہیم علیہ السلام نے دعا کرتے وقت یہ بھی کہا کہ اے ہمارے پرودگار جس دن اعمال کا حسب ہونے لگے مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور سب ایمان والوں کو بخش دیجیئو۔

(3) رب اغفرلي ولوالدي ولمن دخل بيتي مؤمناً و للمؤمنين و المؤمنا ت ولا تزد الظالمين الا تبارا (سورہ نوح پ ۲۹)۔ نوحؑ نے قوم کی طرف سے مایوس ہو کر یہ دعا کی کہ اے میرے پروردگار مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور جو شخص ایمان لا کر میرے گھر میں پناہ لینے آیا ہے اس کو اور عام با ایمان مردوں اور ایمان والی عورتوں کو بخش دے اور ایسا کر کہ ان ظالموں کی تباہی روز بروز بڑھتی چلی جائے۔

اولاد کی دعا و استغفار ماں باپ کے حق میں ان کے مرنے کے پیچھے اتنا اثر رکھتی ہے کہ اگر ماں باپ اولاد سے ناراض ہو گئے ہوں تو حق تعالیٰ ماں باپ کو اس اولاد سے راضی کرا دے گا اور اس کا نام ان لوگوں میں لکھ دے گا جو ماں باپ کے فرمانبردار ہیں۔ جیسا کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

ان العبد ليموت والداه اواحدهما وانه لهما لعاق فلا يزال يدعولهما ويستغفرلهما حتى يكتبه الله بارا(رواه البيهقي)۔ کہ بندے کے ماں باپ دونوں یا ان میں سے ایک مر جاتا ہے اور وہ انکا نافرمان ہوتا ہے پھر ان کے لئے دعا و استغفار کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ خدا اسے سعادت مندوں میں لکھ دیتا ہے۔

اسی طرح سے ماں باپ کے دوستوں کے ساتھ اور ان کے ملنے جلنے والوں کے ساتھ نیکی کرنا گویا ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا ہے۔ حضرت ابو اسید ساعدیؓ بیان کرتے ہیں :۔

ترجمہ: ایک دن ہم پیغمبر خدا ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ دفعتہً بنی سلمہ کے ایک شخص نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ کیا کوئی نیکی باقی ہے کہ میں اپنے والدین کے ساتھ ان کے مرنے کے بعد کر سکوں فرمایا ہاں! ان کے لیے دعائے رحمت اور استغفار کرنا اور ان کے بعد ان کے عہد و پیمان کو جاری کرنا اور صرف ان کی رضامندی اور خوشی کے لیے صلہ رحمی کرنا اور ان کے ملنے والوں کی تعظیم و توقیر کرنا۔ (ابوداؤد)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالی کے حق کی ادائیگی کے بعد ماں باپ کا حق ہے اللہ تعالی رب حقیقی ہے اور والدین رب مجازی ہیں اس لئے ان دونوں کے حقوق کی ادائیگی سے آدمی نجات کا مستحق ہو سکتا ہے۔ اور فلاح دارین حاصل کر سکتا ہے اللہ تعالی ہمارے بچوں کو سعادت مند اور ماں باپ کا مطیع اور فرمانبردار بنائے، آمین یارب العالمین۔

www.KitaboSunnat.com

حقوق الاولاد

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ط بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔والذین یقولون ربنا ھب لنامن ازواجنا و ذریا تنا قرۃ اعین و اجعلنا للمتقین اماماًo اولٓیٓئك یجزون الغرفۃ بما صبروا و یلقون فیھا تحیۃً و سلاماًo خالدین فیھا حسنت مستقرًا و مقاماًo (سورۃ الفرقان)۔

اللہ تعالی فرماتا ہے رحمان کے بندے وہ ہیں جو یہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار تو ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔ اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں انکے صبر کے بدلے جنت کے بلند بالا خانے دیئے جائیں گے جہاں انہیں دعا سلام پہنچایا جائے گا اس میں یہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت ہی اچھی جگہ اور عمدہ مقام ہے۔

اولاد کے لیے ہر شخص کو خواہش ہوتی ہے۔ حتی کہ نبیوں نے بھی طلب اولاد کے لئے دعا مانگی ہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے یہ دعا مانگی تھی :۔

رب ھب لی من لدنك ذریۃ طیبۃ انك سمیع الدعآءo (آل عمران)۔اے پروردگار! تو عطا فرما اپنی جانب سے نیک اولاد تو ہی تو دعاؤں کا سننے والا ہے۔

اور حضرت ابراہیم نے یہ دعا کی تھی :۔

رب ھب لی من الصالحین (الصافات)۔اے اللہ! تو ہمیں نیک اولاد عطا فرما۔

نیک اولاد اللہ تعالی کی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت ہے جسے قرۃ عین یعنی آنکھوں کی ٹھنڈک سے تعبیر کیا گیا ہے جنکے یہاں اولاد ہوتی ہے وہ بہت خوش و خرم رہتے ہیں اور جن کے اولاد نہیں ہوتی وہ ہمیشہ اسی صدمہ میں پڑے رہتے ہیں چہرے سے پژمردگی چھائی رہتی ہے نہ چہرے پر مسرت کے آثار ہیں، نہ گھر میں چہل پہل اور خوشی ہے کیونکہ دل کا سرور اور قرۃ العیون نہیں ہے اور جب اولاد ہو جاتی ہے تو گویا سب نعمتیں مل جاتی ہیں ماں حمل میں بڑی تکلیف اٹھاتی ہے اور وضع حمل کے وقت بھی بڑی پریشانی اٹھاتی ہے اور جب اولاد ہو جاتی ہے تو گویا سب نعمتیں مل جاتی ہیں اور وضع کے بعد ہی سے بچے کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیشاب پاخانہ میں برسوں گزارتی ہے باپ کو بھی بڑی محنت اور جفاکشی کرنی پڑتی ہے جب یہ نعمت یعنی بچہ اللہ تعالیٰ عطا فرمائے تو جب اسے صاف ستھرا کر کے نہلا دھلا چکیں تو کسی نیک اور دیندار آدمی سے اس کے دائیں کان میں اذان دلائیں اور بائیں کان میں تکبیر کہلوائیں اور پھر اس کے بعد تحنیک کریں یعنی کوئی میٹھی چیز مثلاً کھجور وغیرہ چبا کر بچے کے تالو میں لگا دیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ۔

یوتی بالصبیان فیبرك علیهم و یحنکهم(مسلم)

کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بچوں کو لایا جاتا آپ ان کے حق میں برکت کی دعا کرتے اور ان کے تالو میں کھجور چبا کر لگا دیتے۔

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کے بچہ پیدا ہوا تو انہوں نے اس بچہ کو رسول اللہ ﷺ کی گود مبارک میں دے دیا۔ آپ نے کھجور چبا کر اس کے منہ میں لعاب مبارک ڈال دیا اور اس کے حق میں برکت کی دعا فرمائی(بخاری) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :۔

من ولد له مولود فاذن فی اذنه لیمنی واقام فی الیسری لم تضره ام الصبیان (نیل لاوطار)

جس کے ہاں اولاد پیدا ہو تو دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنے سے بچے کو ام الصبیان تکلیف نہیں دیتا۔

حضرت حسینؓ کی پیدائش کے وقت آپ نے ان کے کان میں اذان دی تھی (ابو داؤد، ترمذی)

(2) بچے کی پیدائش پر خوشی ہوتی ہے۔ یعنی عموماً لڑکوں کے پیدا ہونے پر لوگ خوش ہوتے ہیں اور لڑکیوں کی پیدائش کے وقت ناخوش ہوتے ہیں یہ مشرکانہ اور جاہلانہ رسم ہے قرآن مجید میں ان کی اس حماقت کو یوں بیان کیا ہے۔

اذا بشر احدهم بالانثى ظل وجهه مسوداً وهو كظيم. (سورة النحل) اور جب ان میں سے کسی کے یہاں لڑکی پیدا ہونیکی خوش خبری دی جاتی ہے تو غم کی وجہ سے ان کا منہ کالا ہو جاتا ہے اور غصہ میں بھر جاتا ہے۔

حقیقت میں ان لوگوں کی نادانی ہے لڑکا اور لڑکی دونوں کا خالق خدا ہے اور دونوں رحمت کا سبب بنتے ہیں جس طرح لڑکوں سے فائدہ کی امید ہوتی ہے لڑکیوں سے بھی اس کی توقع ہو سکتی ہے جن لڑکوں کے پیدا ہونے پر لوگ خوش ہوتے ہیں۔ ممکن ہے کہ وہ انکے حق میں برے ثابت ہوں اور جن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لڑکیوں کی پیدائش سے ناخوش ہوتے ہیں وہ ان کے حق میں باعث خیر وبرکت ثابت ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

عسى ان تكرهوا شيئا وهوا خيرلكم وعسى ان تحبوا شيئا اهو شر لكم والله يعلم وانتم لاتعلمون (البقرة). یعنی کیا تعجب ہے کہ جس چیز کو تم برا سمجھتے ہو تمہارے حق میں بہتر ہو اور جس چیز کو اچھا سمجھتے ہو وہ تمہارے لئے بری ہو خدا ہی خوب جانتا ہے۔ تم نہیں جانتے۔

یعنی کہ ان دونوں لڑکوں اور لڑکیوں میں کون زیادہ نفع بخش ثابت ہوتا ہے اور کون زیادہ نقصان دینے والا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

اباء کم و ابناء کم لا تدرون ایھم اقرب لکم نفعاً (النساء). تم اپنے باپ اور بیٹوں میں سے یہ نہیں جانتے کہ نفع پہنچانے میں سب سے زیادہ کون قریب ہے۔

بعض دفعہ لڑکے ہی تکلیف اور نقصان کا سبب بنتے ہیں اور لڑکیاں خیر وبرکت کا سبب بنتی ہیں

حدیثوں میں لڑکیوں کی پرورش کی بڑی تعریف آئی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اپنی لڑکی کو زندہ درگور نہیں کیا اور نہ اس کو حقیر سمجھا اور بیٹے کی طرح اس سے محبت کی تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا (ابو داؤد)

اور فرمایا جس نے دو لڑکیوں کی بالغ ہونے تک پرورش کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا (مسلم)

بچے کی پیدائش کے بعد اگر ماں کے دودھ ہے اور وہ پلانے کے لئے خوشی سے تیار ہے تو وہی پلائے کیونکہ دودھ میں اچھائی اور برائی کا اثر آتا ہے۔

(4) بچے کی پیدائش کے وقت بعض جگہ خلاف شرع رسمیں ادا کی جاتی ہیں جن میں بعض شرک اور بعض بدعت ہوتی ہیں مثال کے طور پر چند رسمیں بیان کی جاتی ہیں۔ ان سے بچنا ضروری ہے ورنہ بچپن ہی سے بچے پر شرک وبدعت کا اثر پڑے گا۔

بعض جگہ بچے کے زندہ رہنے کے لئے بچے کو چھاج یا ٹوکری میں رکھ کر عورتیں گھسیٹتی ہیں یہ مشرکانہ شگون ہے جس سے بچنا ضروری ہے بعض جگہ زچہ کے پاس تلوار، چھری، لوہا وغیرہ دفع بلیات کے واسطے رکھ دیتی ہیں یہ بھی مشرکانہ ٹوٹکا ہے زچہ کو بالکل اچھوت سمجھا جاتا ہے۔ اس سے الگ بیٹھا جاتا ہے اور نہ اس کو چھوا جاتا ہے جس برتن کو وہ چھودے اس کو ناپاک سمجھا جاتا ہے بغیر دھوئے اس میں پانی نہیں پیا جاتا، بھنگیوں سے بدتر اسے سمجھا جاتا ہے۔ یہ بھی حماقت اور نہایت ہی لغو حرکت ہے زچہ کے کپڑوں وغیرہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو دائی کو دینا ضروری سمجھا جاتا ہے یہ بھی رسم بد ہے بعض جگہ یہ دستور ہے کہ ولادت کے وقت رشتہ دار وغیرہ عورتیں اس جگہ جمع ہو جاتی ہیں اور انعام کے طور پر دائی کی ٹھیکری میں کچھ ڈال دیتی ہیں ہاتھ نہیں دیتیں یہ بھی بری رسم ہے دینا ہو تو ہاتھ میں دو، پیشاب پاخانے میں پیسے کیوں ڈالو، بعض جگہ یہ رواج ہے کہ بچے کے پیدا ہونے کے بعد نائن کو گود میں کچھ اناج دے کر سارے رشتہ داروں میں بچے کا سلام کہلانے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ وہ سب عورتیں بھی اس کو اناج دیتی ہیں یہ بھی ایک ٹوٹکا ہے۔ بعض لوگ اس خوشی کی تقریب میں بھڑوؤں اور ہیجڑوں سے ناچ وغیرہ بھی کرواتے ہیں۔ یہ بھی حرام ہے۔

اس قسم کی اور بہت سی خلاف شرع رسمیں ہیں۔ بہر حال اس نعمت خداوندی کے حصول کے وقت یعنی بچے کی پیدائش کے وقت اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا چاہئے اور ہر کام سنت کے مطابق کرنا چاہیے۔

بچہ کے پیدا ہونے کے ساتویں روز بچہ کے سر کے بالوں کو منڈا کر چاندی کے برابر تول کر اس چاندی کو صدقہ و خیرات کر دینا چاہیے۔ اور اس کے بعد اللہ کے نام پر بچے کی طرف سے عقیقہ کیا جائے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

كل غلام رهين بعقيقة تذبح عنه يوم سابعه ويسمى رفئيه و يحلق راسه (ترمذى. منتقى)۔

(ترجمہ) ہر بچہ اپنے عقیقہ کے بدلے میں گروی رکھا ہوا ہے ساتویں روز اس کی طرف سے کوئی جانور ذبح کیا جائے اور اسی دن اس کا نام رکھا جائے اور اس کے بالوں کو مونڈ دیا جائے۔

عقیقہ اس جانور کو کہتے ہیں جو نوزائیدہ بچے کی طرف سے خدا کے شکریہ میں ذبح کیا جاتا ہے لڑکے کی جانب سے دو جانور خواہ بکری اور بکرا ہوں یا دونوں ہوں اور لڑکی کی طرف سے ایک ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

عن الغلا م شاتان مكافتان و عن الجادية شاة (ترمذى) لڑکے سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کی جائے۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسنؓ کا عقیقہ کیا تو حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کہ انکے بالوں کو منڈوا دو اور چاندی کے برابر تول کر صدقہ کرو (ترمذی)

لہذا بچے کے بال منڈا کر چاندی کے برابر وزن کر کے خیرات کرنا مسنون ہے اور سر کے منڈانے کے بعد سر پر زعفران کا ملنا بھی سنت ہے (ابو داؤد)

اگر کسی وجہ سے ساتویں دن عقیقہ نہیں ہو سکا تو چودھویں یا اکیسویں تاریخ یا جب ممکن ہو کر دینا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

العقيقة تذبح بسبع ولاربع عشرة ولاحدى و عشرين(نيل الاوطار) عقیقہ ساتویں روز یا چودھویں روز یا اکیسویں روز کیا جائے۔

عقیقہ بکری ہی کا ہونا ضروری نہیں بلکہ بھیڑ، دنبہ، اونٹ، گائے، بیل، بھینس کا بھی عقیقہ کیا جا سکتا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

یعق عنه من الابل والبقر والغنم(نیل الاوطار) اونٹ، گائے اور بکری کا عقیقہ ہو سکتا ہے۔

اور عقیقہ کے جانور میں قربانی کی شرطیں ضروری نہیں ہیں (نیل الاوطار) اور اگر بچپن میں کسی کا عقیقہ نہیں ہوا ہے تو جوانی میں بھی اپنی طرف سے اپنا عقیقہ کر سکتا ہے رسول اللہ ﷺ نے بعثت کے وقت اپنا عقیقہ کیا تھا (نیل الاوطار، بیہقی بسند ضعیف)

اور عقیقہ ذبح کرتے وقت قربانی والی دعا پڑھو اور آخر میں یہ پڑھو:۔اللهم منك ولك عقيقة فلان (فلاں کی جگہ بچہ کا نام لو) بسم الله الله اکبر۔ اے اللہ تیری طرف سے اور تیری رضامندی کے لئے فلاں بچے کی طرف سے ذبح کرتا ہوں۔ تیرے ہی نام پر تو سب سے بڑا ہے۔اور عقیقہ کے گوشت کو قربانی کے گوشت کی طرح ماں، باپ وغیرہ بھی کھا سکتے ہیں۔

اور عقیقہ کے دن بچے کا کوئی اچھا سا اسلامی نام رکھو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم قیامت کے دن اپنے ناموں اور اپنے باپ کے ناموں سے پکارے جاؤ گے۔اس لئے تم اچھا سا نام رکھو (احمد، ترمذی)

اور فرمایا سب سے زیادہ پسندیدہ نام اللہ کے نزدیک عبداللہ، عبدالرحمٰن ہیں (بخاری)

اگر کسی کا اچھا نام نہیں ہے تو اس کو بدل کر اچھا نام رکھ لینا چاہیے۔ عقیقہ میں مذکورہ بالا کام مسنون ہیں لیکن بعض جگہ اس عقیقہ میں بھی ناجائز رسمیں ادا کی جاتی ہیں انکو معلوم کر کے چھوڑنے اور چھڑانے کی کوشش کرو۔

بچہ کا ختنہ کرنا بھی سنت ہے اس سنت پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے۔اس زمانے میں گویا شعار اسلام سے ہے، اس سے مسلمان، غیر مسلمان سے پہچانا جاتا ہے اس لئے بعض لوگ ختنہ کو مسلمانی کہتے ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی برس کی عمر میں اپنے ہاتھ سے ختنہ کیا تھا (بخاری)

اور آپ نے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسحاق کا ختنہ ساتویں روز کیا تھا اور حضرت اسماعیل کا تیرھویں برس میں کیا تھا (سفر السعادت)

اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسنؓ و حسینؓ کا ختنہ ساتویں روز کیا تھا (نیل الاوطار بیہقی)

اگر کسی وجہ سے نابالغی کی حالت میں ختنہ نہیں ہو سکا تو بلوغت کے بعد بھی کیا جا سکتا ہے، ختنہ کے موقع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر بہت سی خراب رسمیں ادا کی جاتی ہیں ان سے بچنا ضروری ہے جیسے ختنہ کی دعوت اور ناچ اور گانا بجانا وغیرہ۔

حضانت اور پرورش کا حق ماں ہی کرے اپنے بچے کو صحیح طور پر وہی پرورش کر سکتی ہے وہی دودھ پلائے اور بدن اور کپڑے وغیرہ کی صفائی کرے، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

ترجمہ: مائیں اپنی اولادوں کو دو سال کامل دودھ پلائیں جن کا ارادہ دودھ پلانے کی مدت پوری کرنے کا ہو جن کے بچے ہیں ان کے ذمہ انکی روٹی کپڑا ہے جو مطابق دستور سو ہر شخص کو اس کی حیثیت کے مطابق تکلیف دی جاتی ہے۔ ماں کو اس کے بچہ کی وجہ سے یا باپ کو اولاد کی وجہ سے کوئی ضرر نہ پہنچایا جائے، وارث پر بھی اسی جیسی ذمہ داری ہے پس اگر دونوں یعنی ماں باپ اپنی رضامندی اور باہمی مشورہ سے دودھ چھڑانا چاہیں تو دونوں پر کچھ گناہ نہیں اور اگر تمہارا ارادہ اپنی اولاد کو دودھ پلوا لینے کا ہو تو بھی تم پر کوئی گناہ نہیں جبکہ تم مطابق دستور جوان کو دینا ہو ان کے حوالے کر دو، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ اور جانتے رہو کہ خدا تعالیٰ تمہارے اعمال کی دیکھ بھال کر رہا ہے۔ (البقرہ)

(1) ماں کا بچے کو دودھ پلانا ایک فطری محبت کی بنا پر ہے اسی طرح سے صفائی کرنا بھی ہے یعنی روزانہ بچے کا ہاتھ، منہ دھونا اور بدن صاف رکھنا ضروری ہے۔

(2) پیشاب، پاخانے کے بعد فوراً ہی پانی سے اس جگہ کو دھو ڈالنا ضروری ہے صرف کپڑے اور چیتھڑے سے پوچھنے سے بس نہیں کرنا چاہئے۔ اس سے بچے کے بدن میں خارش ہوتی ہے اگر سردی کا موسم ہے تو معمولی گرم پانی سے استنجا کرانا چاہئے۔ جو عورتیں پاخانے کی جگہ کو صرف خالی چیتھڑوں سے پونچھ دیتی ہیں اور پانی سے دھوتی نہیں وہ پھوہڑ کہلاتی ہیں۔

(3) گرمی کے زمانے میں بچے کو روزانہ نہلانا چاہیے۔ اس سے صفائی کے علاوہ چستی رہے گی اور صحت اچھی رہے گی اور سردیوں میں گرم پانی سے گاہے بگاہے ضرور نہلانا چاہیے، اور صابون سے نہلانا سب سے ضروری ہے۔

(4) کبھی کبھی تیل وغیرہ سے بدن کی مالش بھی کر دینا چاہئے اس سے اعضاء مضبوط ہو جاتے ہیں۔

(5) حتی الامکان بچے کو اپنے سے علیحدہ دوسری جگہ چارپائی پر سلایا جائے اور برابر اس کی نگرانی کرتے رہنا چاہئے۔ دونوں جانب تکیے رکھ دیے جائیں تاکہ بچہ گرنے نہ پائے اور بچے کی کروٹیں بدلتی رہنا چاہیے اپنے ساتھ سلانے میں تکلیف اور دب جانے کا اندیشہ ہے۔

(6) بچے کو ماں ہی دودھ پلائے، ماں کا دودھ بچے کے لئے زیادہ مناسب ہے دودھ پلانے کے لئے وقت کا خیال رکھنا چاہئے جب وہ روئے فوراً اسی وقت دودھ پلانے کی کوشش نہیں کرنا چاہئے بعض ناتجربہ کار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورتیں رونے سے دودھ پلانے لگتی ہیں یہ ان کی غلطی ہے کیونکہ یہ بے زبان ہوتا ہے اپنے آرام کو تکلیف نہیں کہہ سکتا، بعض دفع کسی تکلیف سے یا پیٹ کے درد سے روتا ہے تو ایسی صورت میں دودھ دینے سے تکلیف زیادہ ہوگی اگر کسی انا کا دودھ پلانا ہے تو نیک خلیق، دیندار اور تندرست انا کا دودھ پلانا چاہئے۔

(7) بچے کو زیادہ دیر تک گود میں نہیں لے رکھنا چاہئے ورنہ وہ عادی ہو جاتا ہے یہ اس کے حق میں نقصان دہ ہے اور اس سے عموماً صحت خراب ہو جاتی ہے اس کو کسی نرم بستر پر سلا دینا چاہئے وہ خود ہاتھ پاؤں کی حرکت سے ورزش کرے اس سے اس کے ہاتھ پاؤں مضبوط ہو جائیں گے۔

(8) بچے کو کسی چیز سے ڈرانا نہیں چاہئے بعض عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ روتے ہوئے بچے کو کسی چیز کا نام لے کر چپ کرانا چاہتی ہیں، بعض مرتبہ بچہ ڈر کر خاموش بھی ہو جاتا ہے یہ بہت بری عادت ہے اس سے بچہ ڈرپوک اور کمزور ہو جاتا ہے اور زندگی بھر کے لئے بزدل ہو جاتا ہے۔

(9) بچے کو سلانے کے لیے افیون وغیرہ نہیں دینا چاہئے بعض عورتیں بچے کو سلانے کے لیے یہ تدبیر کرتی ہیں کہ اسے معمولی سی افیون چٹا دیتی ہیں تا کہ وہ نشے میں چپ چاپ پڑا رہے۔ یہ بہت بری عادت ہے، بچہ زندگی بھر کا افیونی بن جائے گا اور ساری زندگی خراب ہو جائے گی۔

(10) جب بچے میں بولنے کی طاقت آئے تو لفظ اللہ اللہ کے نکلوانے کی کوشش کرنی چاہئے اور جب بولنے لگے تو کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کہلوانا ضروری ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

اذا انصح اولاد کم تعلموا لا اله الااللّه ثم لا تبالہ منی ماتوا اذا اثغر وانمروهم بالصلوة (ابن سنی نزل)

جب بچہ بولنے لگے تو لا الہ الا اللہ سکھاؤ اور جب دودھ کے دانت گر جائیں تو نماز کی تعلیم دو۔

(12) جب بچہ کچھ سمجھدار ہو جائے اور کھانا کھانے لگے تو اگر وہ اپنے ہاتھ سے کھا سکتا ہے تو اس کے داہنے ہاتھ سے کھانے کی عادت ڈلواؤ تو زندگی بھر یہی عادت پڑی رہے گی۔

(13) بچپن میں بچوں کو کھیل کا زیادہ شوق ہوتا ہے۔ تو اس میں انکو آزاد چھوڑ دینا چاہئے لیکن برے بچوں کے ساتھ کھیلنے سے روکنا چاہئے تاکہ برائی کا اثر نہ پڑنے پائے۔

(14) سمجھدار بچوں کے ہاتھ سے غریبوں اور سائلوں کو کھانا اور روپیہ پیسہ دلائیں تاکہ ان کو بھی دینے کی عادت پڑ جائے۔

(15) جھوٹ بولنے اور جھوٹی قسم کھانے سے بچے کو ہمیشہ بچاتے رہو اور اس پر اسے تنبیہ اور خدا کے خوف سے ڈراتے رہو اور چوری چغلی اور دیگر بری باتوں سے نفرت دلاتے رہو۔

(16) سات برس کی عمر میں نماز کی تاکید کرو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مروا اولادکم بالصلوۃ و ھم ابناء سبع سنین واضربوھم علیھا وھم ابناء عشر سنین و فرقوا بینھم فی المضاجع (ابو داؤد)

(ترجمہ) جب تمہارے بچے سات برس کے ہو جائیں تو انہیں نماز پڑھنے کا حکم دیں اور دس برس کی عمر میں اگر نماز نہ پڑھیں تو ان کو ماریں اور ان کو الگ الگ سلائیں۔

(17) قرآن مجید اور دینی کتابوں کی تعلیم دیں اور ادب اور تہذیب کی باتیں سکھائیں اور اچھا ادب صدقہ اور خیرات کرنے سے بھی زیادہ بہتر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

لان یؤدب الرجل ولدہ خیر له من ان یتصدق بصاع (ترمذی)

(ترجمہ) ادب دینا آدمی کا اپنی اولاد کو بہتر ہے اس کے لئے اس بات سے کہ ایک صاع صدقہ کرے۔

اور آپ نے فرمایا۔

مانحل والد ولدہ من نحل افضل من ادب حسن (ترمذی)

(ترجمہ) اولاد کے لئے اچھے ادب سے بڑھ کر اور کوئی عطیہ نہیں ہے۔

(18) بچے کو اچھی تعلیم دینا دلانا ماں باپ کا فرض ہے اس کی طرف زیادہ توجہ کی ضرورت ہے خواہ اس کی تعلیم میں کتنی ہی تکلیف برداشت کرنا پڑے اور کتنی ہی رقم خرچ کرنی پڑے، ہم تمہیں بچے کی تعلیم کے سلسلے میں ایک سچی کہانی سناتے ہیں۔ حضرت امام ربیعہؒ ایک بہت بڑے مشہور محدث اور عالم گزرے ہیں جو حضرت امام مالکؒ کے استاد تھے بچپن کے زمانے میں ان کے والد کسی سفر میں چلے گئے چلتے وقت ربیعہؒ کی والدہ کو تیس ہزار اشرفیاں دے گئے تھے حضرت ربیعہ کی والدہ نے اپنے بچے کی اچھی تعلیم اور اچھی تربیت کے لئے نیک عالموں اور بڑے بڑے محدثوں اور ادیبوں کے پاس بٹھایا اور بچے کی اچھی تعلیم و تربیت میں تیس ہزار اشرفیاں ختم کر دیں۔ حضرت ربیعہؒ لکھ پڑھ کر فارغ ہو گئے تو ربیعہ کے والد ایک عرصہ کے بعد تشریف لائے تو بیوی سے دریافت کیا کہ وہ تیس ہزار اشرفیاں کہاں ہیں۔ بیوی نے کہا بہت حفاظت سے رکھی ہیں۔ پھر جب مسجد میں آئے تو اپنے بیٹے امام ربیعہؒ کو دیکھا کہ درسِ حدیث کی مسند پر بیٹھے ہیں اور محدثین کو درس دے رہے ہیں۔ اور لوگ ان کو اپنا امام اور پیشوا بنائے ہوئے ہیں۔ تو مارے خوشی کے پھولے نہ سمائے جب گھر واپس تشریف لائے تو بیوی نے کہا کہ وہ تمام اشرفیاں تمہارے بیٹے کی تعلیم پر خرچ ہو چکی ہیں۔ آپ نے اب اپنے صاحبزادے کو دیکھ لیا ہے اب فرمائیے کہ آپکی تیس ہزار اشرفیاں اچھی ہیں یا یہ دولت جو صاحبزادے کو حاصل ہوتی ہے تو وہ فرمانے لگے، خدا اس عزت کے مقابلے میں اشرفیوں کی کیا حقیقت ہے تم نے اشرفیوں کو ضائع نہیں کیا (تاریخ خطیب جلد ۸ ص ۴۲۱۔۴۲۲)

بس جو آپ بچے کی تعلیم پر خرچ کرو گے۔ وہ ضائع نہیں ہوگا۔ بچوں کو قرآن مجید اور دینی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتابوں کی سب سے پہلے تعلیم دلاؤ تاکہ شروع ہی سے دین کا اثر پڑے جس کا اثر بڑھاپے تک رہے گا جو لوگ شروع ہی سے دنیاوی علوم کی تعلیم دلاتے ہیں وہ بچے عموماً دیندار نہیں ہوتے کیونکہ ہر علم کا اثر ہوتا ہے۔ اگر بچے کو قرآن وحدیث کی تعلیم دی جائے تو اس کا اثر ہوگا اور اگر انگریزی ہندی وغیرہ کی تعلیم دی جائے تو اس کا اثر ہونا ظاہر ہے کیونکہ غیر دینی کتابوں میں بہت سی باتیں خلاف شرع ہوتی ہیں بچہ پڑھ کر اس سے بہت متاثر ہوتا ہے بلکہ اس کے رنگ میں رنگ جاتا ہے۔ سفید کپڑے کو جب ایک رنگ میں رنگ دیا جاتا ہے تو دوسرا رنگ اس پر نہیں چڑھتا بچے فطرتاً معصوم اور بہت صاف ستھرے ہوتے ہیں جس رنگ میں ان کو رنگ دیا جاتا ہے وہی رنگ ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ اگر نیکیوں کے رنگ میں رنگا گیا تو ہمیشہ نیکی کا رنگ باقی رہے گا اور اگر برائیوں کے رنگ میں رنگا گیا تو اس کا اثر قائم رہے گا۔ ارشاد ربانی ہے کہ:

صبغة الله ومن احسن من الله صبغة (البقرہ)

(ترجمہ) اور اللہ کے رنگ میں رنگے جاؤ اس سے زیادہ رنگ کس کا اچھا ہے۔

عیسائیوں کا دستور تھا کہ لڑکے کو یوم ولادت سے ساتویں دن زرد پانی سے نہلاتے تھے اور ایک رنگین حوض میں غوطہ دیتے تھے اس پانی کو معمودیہ کہتے تھے اور اب بھی یہ کرنے کی رسم جاری ہے عیسائی اس فعل کو نجات اور حصول سعادت کا ذریعہ جانتے تھے اللہ تعالیٰ آیت مذکورہ میں اس کی تردید کرتا ہے۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ یہ تو ایک رسم کی پابندی ہے اور یہ بے سود ہے زرد رنگ رنگا تو کیا اور سرخ رنگ رنگا تو کیا حاصل؟ اصل رنگ تو مقدس دین اور اللہ کی شریعت ہے جس کو اللہ کا رنگا ہوا رنگ کہنا چاہیے۔ اس پاک اور مبارک رنگ سے بہتر اور کون سا ہو سکتا ہے۔ ظاہری رنگ سے کپڑا وغیرہ رنگے جاتا ہے اور اس خدائی رنگ سے روح و دل رنگین ہو جاتے ہیں اطاعت و توحید کا اثر مسلمان کے رگ و پے میں سرایت کر جاتا ہے۔ اور مسلمان کا ریشہ ریشہ اس کی عبادت میں مستغرق ہو جاتا ہے یہ رنگ حقیقی ہے جو نجات و سعادت کا کفیل ہو سکتا ہے اور اس سے بے چین روحوں کو اطمینان حاصل ہو سکتا ہے باقی دنیا کے دیگر رنگ دل اور روح کو رنگین نہیں کر سکتے۔ اسی نکتے کی طرف رسول اللہ ﷺ نے اشارہ فرمایا ہے۔

کل مولود یولد علی الفطرة فابواہ یہود انہ او ینصرانہ او یمجسانہ (بخاری)

(ترجمہ) ہر بچہ فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے لیکن اس کے ماں باپ اس کو یہودی، عیسائی اور مجوسی بنا دیتے ہیں۔

بچے چونکہ نقال ہوتے ہیں ماں باپ اور استاد کو جس روش پر پاتے اور دیکھتے ہیں وہی طریقہ اختیار کر جاتے ہیں۔ اور یہی نیک بچے ماں باپ کے لئے نیک دعائیں کرتے رہیں گے جو مرنے کے بعد کار آمد ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اذا مات الانسان انقطع عند عمله ال من ثلاثة الا من صدقة جارية او علم ينتفع به او ولد صالح یدمواله (مسلم)

(ترجمہ) جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے سارے کاموں کا سلسلہ بند ہو جاتا ہے اور مرنے کے بعد ان کاموں کا ثواب مسلسل جاری نہیں رہتا مگر تین کاموں کا ثواب بند نہیں ہوتا بلکہ ان کا ثواب برابر جاری رہتا ہے۔(۱) صدقہ جاریہ (۲) وہ علم جس سے نفع حاصل کیا جائے (۳) نیک اولاد جو اس کے حق میں دعا کرتی ہے۔

اگر ماں باپ اپنے بچوں کو دینی تعلیم دیں گے تو یہی بچے دنیا و آخرت میں ان کے لئے مفید اور کار آمد ثابت ہوں گے اور ماں باپ اور سرپرستوں کے ذمہ نہایت ضروری ہے کہ خود بھی اور بچوں کو بھی ناشائستہ باتوں سے بچاتے رہیں اللہ تعالی فرماتا ہے۔

یآ یھا الذین امنوا قولوا انفسکمو اھلیکم نارا و قودھاالناس والحجارة علیھا ملآئکة غلاظ شدذ لا یعصون اللہ مآ امرھم و یفعلون مایؤ مرون۔(ال عمران)

(ترجمہ) اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان ہے اور پتھر جس پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں جنہیں جو حکم اللہ تعالی دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم کہا جائے بجالاتے ہیں۔

یعنی خود بھی ایسا کام کرو جس سے آگ جہنم سے اپنے آپ کو بچالو اور والدین اور سرپرستوں پر بہت بڑی ذمہ داری ہے اگر اس ذمہ داری کا احساس نہ کیا گیا تو آخرت میں بھی سخت بازپرس ہوگی، ماں، باپ ہی اولاد کو بگاڑتے اور بناتے ہیں اس لئے اولاد کے بارتے میں ان سے پوچھا جایگا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

ترجمہ: سنو! تم سب اپنی رعیت کے محافظ ہو اور تم سب سے رعیت کی بابت پوچھا جایگا۔ تو حاکم جو لوگوں کی اصلاح کے لئے مقرر کیا گیا ہے رعیت کا نگہبان ہے اور وہ اپنی رعیت کے احوال سے پوچھا جائے گا۔ مرد اپنے اہل خانہ کا نگہبان ہے اور وہ اپنی رعیت یعنی اہل خانہ کی بابت پوچھا جائے گا عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کی محافظ ہے اور اس سے ان کی بابت سوال کیا جائے گا آدمی کا غلام اپنے مالک کے مال کا نگران ہے اور اس سے اس کی بابت دریافت کیا جائے گا۔ سنو! تم سب کے سب رئی ہو اور تم سب اپنی رعیت کی بابت سوال کئے جاؤ گے۔ (بخاری و مسلم)

یعنی ہر مسلمان کی ذمہ داری دوہری ہے ایک تو وہ اپنے آپ کو ناپسندیدہ کاموں سے بچائے تاکہ آخرت میں اس کی پکڑ نہ ہو سکے اور دوسرے اپنے اہل و عیال کو ہر بری بات سے بچاتا رہے جس سے دنیا و آخرت میں ان کو نقصان نہ پہنچے اسی طرح سے ہر ایک ذمہ دار اپنے ماتحت لوگوں کی اصلاح کا ذمہ دار ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خصوصاً اولاد کی بہت بڑی ذمہ داری ہے آیندہ نسلوں کا بگاڑ اور سدھار موجودہ نسلوں کے بگاڑ اور سدھار پر موقوف ہے اس میں ہر ماں باپ کا اور مربی اور سرپرست کا امتحان و آزمائش ہے اگر ان بچوں کو بنالیا تو کامیاب ہوگئے ورنہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

یآیہا الذین امنو ان من ازواجکم و اولد کم عدواً لکم فاحذروھم و ان تعفوا وتصفحوا و تغفروافان اللّٰہ غفور رحیمo انما اموالکم و اولادکم فتنۃ واللّٰہ عندہ اجر عظیمo فاتقوا اللّٰہ ماستطعتم واسمعوا واطیعوا وانفقوا خیر الانفسکم ومن یوق شح نفسہ فاولئك ھم المفلحونo (سورۃ الطلاق)

(ترجمہ) اے ایمان والو! تمہاری بعض بیویاں اور بعض بچے تمہارے دشمن ہیں۔ خبردار ان سے ہوشیار رہنا اور اگر تم معاف کردو اور درگزر کرجاؤ اور بخش دو تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے تمہارے مال اور اولاد تو سراسر تمہاری آزمائش ہی ہے اور بہت بڑا اجر اللہ تعالیٰ کے پاس ہے پس جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو اور سنتے رہو اور مانتے چلے جاؤ اور راہ خدا میں خیرات کرتے رہو جو تمہارے لئے بہت بہتر ہے اور جو شخص اپنے نفس کی حرص سے محفوظ رکھا جائے وہی کامیاب ہے۔

یعنی بعض عورتیں اپنے مردوں کو اور بعض اولاد اپنے ماں باپ کو یاد خدا سے روک دیتی ہے ان سے ہوشیار رہو اپنے دین کی نگہبانی ان کی ضروریات اور فرمائشات کے پورا کرنے پر مقدم رکھو، بیوی بچوں اور مال کی خاطر نہ کسی انسان کی حق تلفی کرو اور نہ خدا کی نافرمانی پر تل جاؤ اور نہ ان کی محبت میں پھنس کر خدا کے حکموں کو پس پشت ڈالو۔ تمہارے اہل و عیال اور بال بچے معصیت الٰہی کا سبب نہ بنیں اور نہ تم کسی ایک بچے کو دو اور کسی کو نہ دو یہ حق تلفی ہوگی اپنے بچوں کے درمیان بھی عدل و انصاف رکھو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔

فاتقوا اللّٰہ واعدلوا بین اولادکم (بخاری و مسلم)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے بارے میں انصاف اور برابری رکھو۔

ظاہری حقوق میں سب برابر ہیں البتہ باپ کے مرنے کے بعد لڑکے کا دوہرا حصہ اور لڑکی کا اکہرا حصہ ہے قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

ترجمہ: اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں حکم کرتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ، دو لڑکیوں کے برابر ہے اور اگر صرف لڑکیاں ہوں اور دو سے زیادہ ہوں تو انہیں مال متروکہ کی دو تہائی ملے گی اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اسے آدھا ملے گا اور میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کے لئے اس کے چھوڑے ہوئے مال کا چھٹا حصہ ہے اگر اس کی اولاد نہ ہو اور ماں باپ وارث ہوتے ہوں تو اس کی ماں کے لئے تیسرا حصہ ہے یہ حصہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس وصیت کے بعد ہے جو مرنے والا کر گیا ہو یا ادائے قرض کے بعد تمہارے باپ ہوں یا تمہارے بیٹے تمہیں نہیں معلوم کہ ان میں سے کون تمہیں نفع پہنچانے میں زیادہ قریب ہے یہ حصے خدا کی طرف سے مقرر کردہ ہیں بے شک اللہ تعالیٰ پورے علم اور کامل حکمتوں والا ہے۔ (سورۃ النساء ع ۲ پ ۱۴)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ والدین کے مال میں اولاد کا حق ہے اسی طرح والدین کے ذمے یہ بھی ضروری ہے کہ جب وہ شادی و نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں تو ان کے نکاح کا بندوبست کردیں اگر اس کی طرف توجہ نہیں کی تو خدانخواستہ کسی ناجائز کام میں مبتلا ہو گئے تو والدین ہی گنہ گار ہوں گے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

من ولد له ولد فليحسن اسمه وادبه فاذا بلغ فليزوجه وان بلغ ولم يزوجه فاصاب اثما فانما اثمه على ابيه (بیہقی)

(ترجمہ) جس کے کوئی بچہ پیدا ہو تو اس کا اچھا نام رکھنا چاہئے اور اچھا ادب سکھانا چاہیے بالغ ہونے کے بعد نکاح کر دینا چاہئے اگر بالغ ہونے کے بعد نکاح نہیں کیا اور وہ کسی گناہ کا مرتکب ہو گیا تو اس کا گناہ اس کے باپ پر ہے۔

قال في التوراة مكتوب من بلغته ابنته اثنتى عشرة ولم يتزوجها فاصابت اثماً فاثم ذالك عليه (بیہقی)

(ترجمہ) آپ نے فرمایا کہ تورات میں لکھا ہوا ہے کہ جس کی لڑکی بارہ برس کی ہو جائے اور اس کے باپ نے اس کا نکاح نہیں کیا اور وہ گناہ کر بیٹھے تو وہ باپ کے ذمہ ہوگا۔

بعض والدین اپنے بچوں کو بچپن ہی میں کھلانے پلانے اور شادی بیاہ کے خوف سے مار ڈالتے اور زندہ درگور کر دیا کرتے تھے اب اسلام نے اولاد کشی سے منع کر دیا ہے اور یہ فرمایا ہے۔

ولا تقتلو اولادكم خشية املاق ط نحن نرزقهم اياكم ان قتلهم كان خطا كبيرا (سورۃ اسراء۔ ۴)

(ترجمہ) اور اپنی اولاد کو فقر و فاقہ کے خوف سے مار نہ ڈالا کرو ہم ہی ہیں جو ان کو اور تم کو روزی دیتے ہیں ان کا مار ڈالنا بڑا گناہ ہے۔

قتل اولاد کے جرم کو اتنی اہمیت دی گئی ہے کہ اس کی ممانعت کو شرک کے پہلو بہ پہلو جگہ دی گئی ہے آنحضرت ﷺ کو یہ حکم ہوا کہ ان عربوں کو جنہوں نے اپنی طرف سے بہت سی چیزیں حرام بنالی ہیں بتادو کہ اصلی چیزیں انسان پر کیا حرام ہیں۔

قل تعالوا اتل ما حرم ربكم عليكم الا تشركو به شيئا و بالوالدين احسانا ولا تقتلوا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اولاد کم من املاق ط نحن نرزقکم وایاھم (الانعام)

(ترجمہ) اے پیغمبر کہ دے کہ آؤ میں تم کو پڑھ کر سناؤں کہ تمہارے پروردگار نے تم پر کیا حرام کیا ہے خدا کا کسی کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور مفلسی کے ڈر سے اپنے بچوں کو نہ مار ڈالو ہم تم کو اور ان کو روزی دیتے ہیں۔

موجودہ زمانے میں بھی املاق یعنی محتاجی کے خوف سے برتھ کنٹرول پر زور دیا جا رہا ہے برتھ کنٹرول بھی اسی اولادکشی میں داخل ہے اسی لئے اللہ تعالی نے فرمایا کہ ہم ہی سب کو روزی پہنچاتے ہیں تم کو بھی اور تمہاری اولاد کو بھی پھر تم فقروفاقہ کے خوف سے کیوں ایسی حرکت کرتے ہو جو شرعی اعتبار سے اور اخلاقی حیثیت سے جرم عظیم ہے۔

بخاری شریف میں ہے کہ ایک دفعہ ایک صحابی نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ سب سے بڑا گناہ کیا ہے فرمایا شرک، پوچھا اس کے بعد؟ فرمایا والدین کی نافرمانی۔ پھر عرض کیا اس کے بعد؟ فرمایا یہ کہ تم اپنی اولاد کو اس ڈر سے مار ڈالو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گی۔ یہ جواب حقیقت میں آیت بالا کی تفسیر ہے ان ہی تعلیمات نبوت کے اس پر توفیس نے دلوں میں یہ یقین پیدا کر دیا کہ رازق خدا ہے۔ اس کے ہاتھ میں رزق کی کنجی ہے ہر بچہ اپنے رزق کا سامان لے کر آتا ہے اس ایمان اور یقین نے اس جرم کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ کر دیا اور عرب کی سرزمین اس لعنت سے ہمیشہ کے لئے پاک ہو گئی۔ برتھ کنٹرول بھی ایک قسم کی اولادکشی اور زندہ درگور کی ہے قرآن مجید میں اللہ تعالی نے فرمایا۔

واذا الموءودۃ سئلت۔ بای ذنب قتلت۔ (سورۃ التکویر)

(ترجمہ) اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ کس گناہ کی وجہ سے وہ گاڑی گئی ہے۔

مسند احمد میں ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے عزل کے بارے میں دریافت کیا یعنی بروقت نطفہ کو باہر ڈال کر ضائع کر دینا، تاکہ حمل نہ ٹھہر پائے یہ کیسا ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ واد خفی ہے، یعنی پوشیدگی سے اولاد کو مار ڈالنا ہے۔ برتھ کنٹرول میں یہی ہوتا ہے کہ نطفے کو غیر محل میں پھینک کر ضائع کیا جاتا ہے رحم میں نہیں جانے پاتا تو برتھ کنٹرول اور عزل کا ایک ہی حکم ہے برتھ کنٹرول اور ضبط ولادت اگر جائز ہوتا تو خصی ہونے کی اجازت دی جاتی حالانکہ انسانوں کو خصی ہونے کی ممانعت آئی ہے اور زیادہ سے زیادہ بچہ جننے کی ترغیب دی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

فلیتزوج الودود الولود فانی مکاثر بکم الامم (نسائی۔ ابوداؤد)

(ترجمہ) تم زیادہ محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی عورتوں سے شادی کیا کرو کیونکہ میں قیامت کے روز اپنی امت کے زیادہ ہونے کی وجہ سے دوسروں پر فخر کروں گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برتھ کنٹرول میں یہ مقصد فوت ہو جاتا ہے۔

زنا کی کثرت

اس منصوبہ بندی اور ضبط ولادت کی وجہ سے لازمی طور پر زنا کی کثرت ہو جاتی ہے کیونکہ بدکاری سے باز رہنے کے لئے سب سے بڑا خطرہ استقرار حمل اور ناجائز بچے کا ہونا ہے اور یہ خطرہ مانع حمل آلات کے استعمال سے جاتا رہے گا تو اس کو آزادی مل جائے گی۔ کسی کے پاس بھی اس امر کی ضمانت نہیں ہے کہ اس علم سے اور ان ذرائع سے صرف شادی شدہ جوڑے ہی استفادہ کریں گے۔ بلکہ زیادہ صحیح یہ ہے کہ شادی شدہ زوجین اس سے اتنا زیادہ فائدہ نہیں اٹھائیں گے جتنا ان بیاہے دوست اٹھائیں گے اور اس سے زنا کو وہ فروغ حاصل ہوگا جو ہمارے معاشرے کی تاریخ میں کبھی نہیں ہوا ہے۔ جہاں تعلیم وتربیت اور دین واخلاق کا عنصر روز بروز کمزور ہوتا چلا جارہا ہو جہاں پردے کے حدود و قیود ٹوٹ رہے ہوں اور مردوں اور عورتوں کے لئے آزادانہ میل وجول کے مواقع روز بروز زیادہ سے زیادہ پیدا ہو رہے ہوں جہاں عورتوں کے لباس میں عریانی اور زینت ونمائش اور حسن روز افزوں ہو جہاں تعدد ازواج کے راستے میں قانونی رکاوٹیں کھڑی کردی گئی ہوں مگر ناجائز تعلقات کے راستے میں کوئی قانونی رکاوٹ نہ ہو اور جہاں سولہ برس سے کم عمر لڑکی کا نکاح قانوناً ممنوع ہو وہاں بداخلاقیوں کے راستے میں بس ایک ہی آخری رکاوٹ باقی رہ جاتی ہے اور وہ ہے ناجائز کا خوف۔ ایک دفعہ یہ رکاوٹ بھی دور کردیجئے اور بے رجحانات رکھنے والی عورتوں کو یہ اطمینان دلا دیجئے کہ وہ استقرار حمل کا کوئی خطرہ انگیز کئے بغیر اپنے آپ کو مرد دوستوں کے حوالے کرسکتی ہے اس کے بعد آپ دیکھیں گے کہ زنا کے سیلاب کے امنڈ آنے سے کوئی طاقت نہ روک سکے گی۔ یہ نتیجہ بھی محض قیاسی نہیں ہے بلکہ دنیا میں جہاں کہیں بھی ضبط ولادت کا رواج عام ہے وہاں زنا کی وہ کثرت ہوئی کہ جس کی کوئی مثال انسانی تاریخ میں نہیں ملتی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی یا ضبط ولادت اور برتھ کنٹرول سے اسلامی مذہبی دینی اخلاقی، معاشی اقتصادی، جسمانی، روحانی، نسلی اور قومی اعتبار سے درست نہیں ہے۔

خاندانی منصوبہ بندی کرنے والوں کا یہ دعویٰ ہے کہ زمین میں قابلِ سکونت جگہ محدود ہے انسان کے لئے وسائل معاشی بھی محدود ہیں لیکن انسانی نسلوں میں افزائش کی قابلیت غیر محدود ہے زمین میں ایک اچھے معیار زندگی کے ساتھ زیادہ سے زیادہ پانچ ہزار ملین آدمی سما سکتے ہیں اس وقت زمین کی آبادی تقریباً تین ہزار تین تک پہنچ چکی ہے اگر حالات مناسب ہوں تو تیس سال کے اندر یہ آبادی دگنی ہوسکتی ہے لہٰذا یہ اندیشہ ہے کہ پچاس سال کے اندر زمین کی وسعت آبادیوں سے بھر جائے گی اور اس کے بعد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نسلوں میں جو اضافہ ہوگا وہ اولاد آدم کی معیار زندگی کو گراتا چلا جائے گا یہاں تک کہ ان کے لئے بھلے آدمیوں کیطرح زندگی گزارنا مشکل ہو جائے گی پس انسانیت کو اس خطرے سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ تحدید نسل کے طریقے اختیار کر کے نسلوں کی افزائش کو ایک حد مناسب کے اندر محدود کر دیا جائے۔

لیکن یہ دلیل نہایت کمزور اور غیر وزنی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس زمین کو زندوں اور مردوں کے لیے کافی ووافی بنایا ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

الم نجعل الارض کفاتا o احیاء o امواتاo و جعلنا فیھا رواسی شامخات و اسقینا کم مآء فراتاً o (سورۃ المرسلات)

(ترجمہ) کیا ہم نے زمین کو سمیٹنے والی نہیں بنایا زندوں کے لئے بھی اور مردوں کے لئے بھی اور ہم نے اس میں بلند اور بھاری پہاڑ بنائے اور تمہیں سیراب کرنے والا میٹھا پانی پلایا۔

یعنی زمین زندوں اور مردوں کے لئے کافی ہے اللہ تعالیٰ نے روز ازل میں جو اس کا انداز رکھا تھا اسی اندازے کے مطابق ہر چیز ظہور پذیر ہوتی رہتی ہے۔

اِنا کل شیءٍ خلقناہ بقدرo (القمر)

(ترجمہ) ہم نے ہر ایک چیز کو مناسب اندازے پر پیدا کیا ہے۔

اس لیے ہر چیز اپنے نچے تلے اندازے پر صادر ہوتی رہتی ہے پانی میں بھی خدا کی مخلوق بسی ہوئی ہے اور وہ اس کے لئے کافی ہے اور چلنے پھرنے والے جانوروں کے لئے یہ زمین بہت وسیع ہے اور اس کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے لی ہے یعنی وہی روزی رساں ہے اور ہر چیز کا متکفل ہے کسی انسان کو اس میں دخل دینے کی ضرورت نہیں ہے، قرآن مجید میں فرمایا:۔

ومامن دآبۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا و یعلم مستقرھا و مستودعھا کل فی کتاب مبین o(سورہ ھود)

(ترجمہ) زمین میں چلنے پھرنے والی ایسی کوئی ہستی نہیں ہے جس کے رزق کا انتظام خدا کے ذمہ نہ ہو اور زمین میں ان کے ٹھکانے اور ان کے سونپے جانے کی جگہ کو جانتا ہے یہ سب کچھ ایک روشن کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ ساری مخلوقات جو چھوٹی بڑی یا خشکی وتری میں ہیں ان سب کے رزق کا ذمہ دار ہے وہی ان کے چلنے پھرنے آنے جانے اور ٹھہرنے، رہنے سہنے اور جائے موت اور زمین میں رہنے کی جگہ کو جانتا ہے لہذا ہمیں اس کی فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ اگر انسانی آبادی بڑھ گئی تو کہاں رہے گی، کیا کھائے گی، کیا پئے گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"قرآن مجید میں نسلی تحدید کو مختلف طریقے سے غلط قرار دیا ہے وہ بار بار مختلف طریقوں سے یہ بات انسان کے ذہن نشین کرتا ہے کہ روزی دینا اس کا کام ہے جس نے اس کو پیدا کیا ہے اور روزی رسانی کی ذمہ داری کسی دوسرے پر نہیں ڈالی ہے اور اگر کسی دوسرے پر ڈال دیتا تو وہ جس کو چاہتا روزی دیتا اور جس کو نہیں چاہتا تو روزی نہیں دیتا لیکن اللہ تعالیٰ سب کے لئے روزی پہنچانے کا ذمہ دار ہے خواہ وہ کمائی کرے یا نہ کرے خواہ وہ دوست ہو یا دشمن، عاصی ہو یا مطیع۔

ادیم زمین سفرۂ عام اوست　　چہ دشمن بریں خوان یغما چہ دوست

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وکاین من دآبة لاتحمل رزقها الله يرزقها واياكم (سورة عنكبوت)

(ترجمہ) اور کتنے ہی جاندار ہیں کہ اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے اور اللہ ہی ان کو رزق دیتا ہے وہی تم کو بھی رزق دیتا ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا۔

ان الله هوا لرزاق ذوالقوة المتينo (سورۃ الذاریات)

(ترجمہ) اور حقیقت اللہ تعالیٰ ہی رزق دینے والا بڑی قوت والا اور زبردست ہے۔

له مقاليد السموات والارض يبسط الرزق لمن يشاء و يقدرo (سورۃ الشوریٰ)

(ترجمہ) آسمانوں اور زمین کے خزانے اسی کے اختیار میں ہیں جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

وجعلنا الكم فيها معايش ومن لستم له برازقينo وان من شئ الا عندنا خزائنه وما تنزله الا بقدر معلوم o (سورة الحجر)

(ترجمہ) اور ہم نے زمین میں تمہارے لئے بھی معیشت کا سامان فراہم کیا ہے اور ان دوسروں کے لئے بھی جن کے رزاق تم نہیں ہو کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں اور ہم ان خزانوں میں سے جو چیز بھی نازل کرتے ہیں ایک سوچے سمجھے اندازے سے نازل کرتے ہیں۔

ان حقائق کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ انسان کے ذمے جو کام ڈالتا ہے وہ یہ کہ اس کے خزانوں سے وہ اپنا رزق تلاش کرنے کی سعی کرے بالفاظِ دیگر رزق دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور ڈھونڈنا انسان کا کام ہے۔

منصوبہ بندی اور برتھ کنٹرول کرنا، اولاد کشی اور اولاد کی حق تلفی ہے اللہ تعالیٰ ان حق تلفیوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بچائے اور دین حق پر قائم رکھے۔ آمین

حق القرابت (صلہ رحمی)

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ط وما یضل بہ الا الفاسقین ٥ الذین ینقضون عھداللہ من بعد میثاقہ و یقطعون ما امراللہ بہ ان یوصل الایۃ (سورۃ البقرہ ع ۳)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "اس سے وہ ان ہی کو گمراہ کرتا ہے جو حکم نہیں مانتے جو خدا سے مضبوط عہد کر کے بھی توڑتے ہیں اور خدا نے جس کو جوڑنے کا حکم دیا ہے اس کو کاٹتے رہتے ہیں۔

ماں باپ وغیرہ کے بعد درجہ بدرجہ دوسرے اہل قرابت کا حق ہے، عربی زبان میں قرابت والوں کا حق ادا کرنے کو صلہ رحمی کہتے ہیں کیونکہ رحم مادر ہی تعلقات کی جڑ ہے کسی امر میں انسانوں کا اشتراک ہی انکے باہمی تعلقات اور حقوق و محبت و اعانت کی اصل گرہ ہے یہ اشتراک کہیں ہم عمری کہیں ہمدردی، کہیں ہمسائیگی، کہیں ہم مذاقی، کہیں ہم پیشگی، کہیں ہم وطنی، کہیں ہم قومی کی مختلف صورتوں میں نمایاں ہوتا ہے اس اشتراک کے عقد محبت کو استوار اور مضبوط رکھنے کے لئے جانبین پر حقوق کی نگہداشت اور فرائض محبت کی ادائیگی واجب ہے لیکن ان تمام اشتراکوں سے بڑھ کر وہ اشتراک ہے جس کا سبب رحم مادر ہے یہ ہم رحمی خالق فطرت کی باندھی ہوئی گرہ ہے وہ متفرق انسانی ہستیوں کو خاص کر اپنے دست قدرت سے باندھ کر اس طرح ایک کر دیتا ہے کہ اس کا حق توڑنا انسان کی قدرت سے باہر ہوتا ہے اس لئے اس کے حقوق کی نگہداشت بھی سب انسانوں کو سب سے زیادہ ضروری ہے اس فطری گرہ کے توڑنے والوں کو فاسق اور ضلالت کا مستحق ٹھہرایا گیا ہے حقوق العباد میں حقوق قرابت کی اہمیت بہت زیادہ ہے قرآن مجید میں کم از کم بارہ آیتوں میں اس کی صریح تاکید ہے اور اس کو انسان نہیں بلکہ اس کا فرض اور حق بتاتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے :۔

(۱) وات ذا القربی حقہ (سورۃ الروم)

تو قرابت دار کو اس کا حق دے دے۔

(۲) وات ذا اقربی حق (بنی اسرائیل)

تم قرابت داری کے حق کو ادا کرو

دوسری جگہ یہ تصریح فرمائی ہے کہ مال و دولت کی محبت اور ذاتی ضرورت اور خواہش کے باوجود صرف خدا کی مرضی کے لئے خود تکلیف اٹھا کر اپنے قرابت مندوں کی امداد اور حاجت روائی اصلی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیکی ہے، جیسا کہ فرمایا:

(۳) و اتی المال علی حبه ذوی القربی (سورة البقرة)

اور اصل نیکی اسکی ہے جو باوجود ضرورت کے اس کی محبت کے قرابت داروں کو دے دے۔

والدین کے بعد اہل قرابت ہی سب سے پہلے ہماری مالی امداد کے مستحق ہیں۔

(٤) قل ما انفقتم من خیر فللوالدین والا قربین (سورة البقرة ٢٦)

فائدہ کی جو چیز بھی تم خروچ کرو، تو وہ ماں باپ اور رشتہ داروں کے لئے ہے۔

ماں باپ کے بعد درجہ بدرجہ دوسرے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک خدا تعالیٰ کے ان خاص احکام میں سے ہے جن کا انسان سے عہد لیا گیا۔

(٥) و بالوالدین احساناً و ذی القربی (سورة البقرة)

اور بنی اسرائیل سے عہد لیا گیا کہ خدا ہی کو پوجنا اور ماں باپ اور رشتہ داروں کے ساتھ نیکی کرنا۔

سورہ نحل میں اہل قرابت کی امداد کو عدل اور احسان کے بعد تیسرا حکم بتایا۔

(٦) ان الله یا مربالعدل و الاحسان و ایتاء ذی القربی (النحل)

بے شک اللہ تعالیٰ انصاف اور حسن سلوک اور قرابت داروں کو دینے کا حکم کرتا ہے۔

اور ایک مسلمان کی دولت کے بہترین مستحق اس کے والدین کے بعد اس کے اقرباء یار ہی کو فرمایا۔

(٧)قل ما انفقتم من خیر فللوالدین ولا قربین و الیتامی و المساکین (البقرة)

اے نبی آپ فرمادیجئے (فائدہ کی جو چیز تم خرچ کرو) تو وہ ماں باپ قرابت والے اور یتیموں اور غریبوں کو دو۔

اگر کسی قرابت دار سے کوئی قصور ہو جائے تو اہل دولت کو زیبا نہیں کہ وہ اس کی سزا میں اپنی امداد اس سے روک سکے۔

(٨) ولا یاتل اولو الفضل منکم و السعة ان یوتو اولی القربی و المسکین (النور)

جو لوگ تم میں زیادہ کشائش والے ہیں وہ قرابت مندوں اور محتاجوں کو نہ دینے کی قسم نہ کھائیں۔

خدا کی خاص عبادت اور توحید اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کے بعد تیسری چیز اہل قرابت کے ساتھ نیکی کرنا ہے، فرمایا۔

(.٨) و اعبدو الله ولا تشرکوا به شیئاً و بالوالدین احسانٌ و بذی القربی (النساء)

اللہ ہی کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ بناؤ اور ماں باپ اور قرابت داروں کے ساتھ نیکی کرنا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرابت کو اسلام میں بہت اہمیت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی تمام محنتوں، زحمتوں، تکلیفوں اور مصیبتوں کا جو تبلیغ اور دعوت حق میں آپ کو پیش آئیں اور آپ نے اس احسان و کرم کا جو ہدایت اور اصلاح کے ذریعہ ہم پر فرمایا، بدل، معاوضہ اور مزدوری امت سے یہ طلب فرماتے ہیں کہ میرے رشتہ داروں اور قرابت داروں کا حق ادا کرو اور ان سے لطف و محبت سے پیش آؤ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا۔

(۱۰) قل ما اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربی (الشوری)

اے نبی آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس تبلیغ پر بجز اس کے کوئی ضروری نہیں مانگتا کہ ناطے رشتے میں محبت اور پیار کرو۔

قرابت والوں کی محبت کی زیادہ تاکید و اہمیت حدیثوں میں رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے استعارہ کے لفظوں میں آپ نے فرمایا:

الرحم شجنة من الرحمن فقال الله من وصلك و صلته و من قطعك قطعته (بخاری)

رحم و شکم مادی لفظ رحمٰن سے مشتق ہے اس لئے محبت والے خدا نے رحم کو مخاطب کر کے فرمایا جو مجھ کو ملائے گا اس کو میں ملاؤنگا اور جو تجھ کو کاٹے گا میں بھی اس کو کاٹوں گا۔

اس مفہوم کو آپ نے یوں بھی ادا فرمایا۔

الرحم معلقة بالعرش تقول من وصلنی و صله الله ومن قطعنی قطعه الله (بخاری)

رحم انسانی نے عرش کو پکڑ کر کہا کہ جو مجھ سے ملائے اس کو خدا تعالیٰ ملائے گا اور جو مجھ کاٹے اس کو خدا تعالیٰ کاٹے گا۔

www.KitaboSunnat.com

ایک اور حدیث شریف میں ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کر لیا تو رحم انسانی نے رحمت والے خدا کی کمر کو پکڑ لیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا ہے اس نے کہا، کہ میں یہی جگہ قطع رحمی سے تیری پناہ لینے کی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تو اس بات سے خوش نہیں ہے کہ جو تجھ کو ملائے اس کو میں اپنے سے ملاؤں اور جو تجھے کاٹے اس کو میں اپنے سے کاٹوں اس نے کہا مجھے یہ منظور ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب ایسا ہی ہوگا۔ (بخاری، مسلم)

رحم اور رحمان کا اشتراک لفظی، اشتراک معنوی رحمت اور مودت پر دلالت کرتا ہے اس لئے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

و اتقوا الله الذی تساءلون به والارحام ۔ (سورۃ النساء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جس خدا کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اس کا اور رشتے کا خیال رکھو۔

اس رشتہ کا توڑنے والا اور قرابت کے حق کو ادا نہ کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا یدخل الجنۃ قاطع رحم (بخاری)

رشتے کا کاٹنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔

اور رشتہ کو جوڑنے والا اور قرابت مندوں کی خدمت کرنے والا جنت میں داخل ہوگا، چنانچہ ایک شخص نے آکر آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی ایسی بات بتایئے جو مجھے جنت میں لے جائے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تعبداللہ ولا تشرک بہ شیئا و تقیم الصلوٰۃ و توتی الزکوٰۃ و تصل الرحم (بخاری شریف)

اللہ کی عبادت کیا کرو، کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ بناؤ اور نماز اچھی طرح ادا کرتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور قرابت داروں کا حق ادا کرتے رہو تو اللہ تعالیٰ کو کشادہ روزی دیتا ہے، اس کی عمر بڑھتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کو یہ پسند ہو کہ اس کی روزی میں وسعت اور اس کی عمر میں برکت ہو اس کو چاہیئے کہ وہ صلہ رحمی کرے (بخاری، مسلم)

چونکہ ان عملوں کا اثر اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ اس سے مال و دولت میں فراغی اور عمر میں زیادتی ہوتی ہے اسلئے کہ صلہ رحمی کی دو ہی صورتیں ہیں ایک یہ کہ ضرورت مند رشتہ داروں کی مالی امداد کی جائے دوسری یہ کہ خدا کی دی ہوئی عمر کا کچھ حصہ ان کی خدمت میں صرف کیا جائے۔ پہلے کا نتیجہ خدا کی طرف سے مالی وسعت اور کشادگی اور دوسرے کا نتیجہ عمر میں برکت اور زیادتی کی صورت میں ملتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فان صلہ الرحیم محبۃ فی الاھل و مثراۃ فی المال مشاۃ فی الاثر (بخاری)

صلہ رحمی سے قرابت والوں میں محبت، مال کثرت اور عمر میں برکت ہوتی ہے۔

اس صلہ رحمی سے سارے خاندان والے راضی ہوں گے اور اس کے حق میں دعائیں کریں گے، جس سے اس کے مال و دولت اور عمر میں برکت و کثرت ہوگی، اگر کوئی عزیز رشتہ دار اپنے حقوق کو ادا نہیں کرتا تو اس کے دوسرے رشتہ دار کو یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ بھی اپنے حق کو ادا نہ کرے بلکہ دراصل صلہ رحمی اسی کا نام ہے کہ جو قرابت کے حق کو ادا نہ کرے اسکے حق کو ادا کیا جائے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ليس الواصل بالمكافي و لكن الواصل اذا قطعت رحمه و صلها (بخاری شريف)

جو بدلہ کے طور پر صلہ رحمی کرتا ہے وہ دراصل صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہے بلکہ ٹوٹے ہوئے رشتہ کو جوڑنے والا دراصل صلہ رحمی کرنے والا ہے۔

خوش خلقی اور مکارم اخلاق ہی ہے کہ قطع تعلق کرنے والوں سے تعلق جوڑا جائے اور ملنے والوں سے درگذر کیا جائے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا ادلك على اكرم اخلاق الدنيا و ال فرق الا خرة ان تصل من قطعك و تعطى من حرمك و ان تعفو عمن ظلمك (طبرانی ،ترغيب)

میں تمہیں دونوں جہان کے بہترین اخلاق بتاتا ہوں، کہ قطع تعلق کرنیوالوں سے جوڑو، نہ دینے والوں کو دو اور ظالم کے قصور کو معاف کرو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو نیک عملوں کی توفیق عطا فرمائے اور ہر قسم کی برائیوں سے بچائے رکھے، آمین۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقوق الزوجین (میاں بیوی کی حقوق)

اعوذ باالله من الشیطن الرجیم ۔بسم الله الرحمن الرحیم ۔ یاایها الناس اتقو ربکم الذی خلقکم من نفس و احدة و خلق منها زوجها وبث منها رجالا کثیرا و نسآء و اتقو الله الذی تساء لون به و لا رحام ط ان لله کان علیکم رقیبا (سورة النساء پ ٤ ع ٨)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ،اے لوگو تم اپنے رب سے ڈرو، جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کیا اور پھر ان دونوں سے بہت سے مردوں، عورتوں کو پھیلایا اور اللہ سے ڈرتے رہو جس کے وسیلہ سے تم سوال کرتے ہو اور رشتے کاٹنے سے ڈرو یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔

اس آیت کریمہ میں انسانی حقوق و مساوات کی طرف اشارہ ہے کہ تم سب ایک شخص حضرت آدم علیہ السلام سے پیدا ہوئے ،جو سب کے باپ ہیں اور حضرت حوا علیہا السلام سے پیدا ہوئے ہو ،وہ سب کی ماں ہیں ،سب کا ایک ہی خاندان اور ایک ہی نسل ہے اس خاندانی حیثیت سے کسی کو کسی پر فوقیت نہیں اللہ تعالیٰ نے اس نفس واحد ،حضرت آدم سے حضرت حوّا کو پیدا فرمایا، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان المراة خلقت من ضلع (مسلم)

یعنی عورت (حضرت حوّا) پسلی سے پیدا ہوئی ہیں۔

اور ان دونوں سے دنیا کے تمام لوگ پیدا ہوئے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

انا خلقنا کم من ذکر و انثی وجعلنکم شعوبا وقبائل لتعارفوان اکرمکم عند الله اتقاکم (سورة الحجرات)

ہم نے تم کو مرد و عورت سے پیدا کیا اور جان پہچان کے لئے کنبوں ، قبیلوں میں بانٹ دیا ہے اور سب سے زیادہ شریف اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہے۔

یہ دونوں ایک دوسرے کے محتاج ہیں ، مرد عورت کا اور عورت مرد کی محتاج ہے ، جیسا کہ فرمایا:

هن لباس لکم و انتم لباس لهن (البقرة)

وہ تمہارے لئے پوشاک ہیں اور تم ان کے لئے پوشاک ہو۔

دونوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے ، سکون وراحت بھی ایک دوسرے کی وجہ سے ہے بغیر ایک کے وجود کے دوسرے کی زندگی گویا بے کار ہیں ،اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

و من ایاته ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنو اا لیهاو جعل بینکم مودة و رحمة

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(سورۃ الروم)

تمہاری جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم کو ان سے آرام ملے اور تم میں الفت و مہربانی پیدا کی۔

اور تم میاں بیوی کے درمیان اللہ تعالیٰ نے حقوق کے اعتبار سے دونوں کو برابر کا حق دیا ہے فرمایا:

ولهن مثل الذی علیهن بالمعروف ط (سورة الروم)

عورتوں کا مردوں پر حق ہے، جیسا کہ مردوں کا حق عورتوں پر ہے دستور کے مطابق۔

خلقت کے اعتبار سے عورت شیشہ سے بھی زیادہ کمزور ہے، اس لئے اس کی دل جوئی کی گئی ہے اور ہر قسم کے ظلم و تعدی اور زدوکوب سے منع کیا گیا ہے۔ عاشر و هن بالمعروف الخ (سورۃ نساء) عورتوں کے ساتھ معقول برتاؤ کرو، یہ اسلام ہی کی خوبی ہے کہ معاشرت، حسن سلوک، محبت و مودت، رواداری و ہمدردی میل جول اور دیگر تعلقات میں دونوں میں مساوات اور برابری ہے۔

ازدواجی رشتہ کی وجہ سے بیوی کا خاوند پر اور خاوند کا بیوی پر حق عائد ہو جاتا ہے، اگر دونوں اپنے اپنے حقوق ادا کرتے رہیں تو کسی قسم کے اختلاف اور تنازع کی صورت نہ پیدا ہو، حق تلفی کی وجہ سے آپس میں جنگ و جدال بلکہ طلاق و خلع کی نوبت آجاتی ہے، بہت سے تو اپنی ذمہ داری کو سمجھتے یا جانتے ہی نہیں ان کی واقفیت کے لئے اب میں چند حدیثوں اور آیتوں کو بیان کرتا ہوں، تاکہ واقف ہو کر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

خاوند کے حقوق

خاوند بیوی کا سرتاج اور بادشاہ ہے، اس کو ہر طرح سے خوش رکھا جائے، اور خدمت اور اطاعت کی جائے کسی بات میں ناراض نہ کیا جائے، خاوند کی خوشی گویا خدا کی خوشی ہے اور خاوند کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے جو عورت اپنے خاوند کی اطاعت و فرمانبرداری کرتی ہے، وہ جنتی ہے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

الرجال قوامون علی النساء بما فضل الله بعضهم علی بعض و بما انفقوم من اموالهم فالصالحات قانتات حافظات للغيب بما حفظ الله و التی تخانون نشوزهن فعظوهن و اهجرو هن فی المضلجع و اصربوهن فان اطعنكم فلا تبغوا عليهن سبيلا ط ان لله كان عينا كبيراO (سورة النساء)

مرد عورتوں پر حاکم ہیں، اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دے رکھی ہے اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں۔ پس نیک عورتیں فرمانبردار، خاوند کی عدم موجودگی میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی حفاظت اور نگہداشت رکھنے والیاں ہیں اور جن عورتوں کی نافرمانی اور بد دماغی کا خوف ہو انہیں نصیحت کرو اور انہیں الگ بستروں پر چھوڑ دو اور انہیں مار کر سزا دو، پھر اگر وہ تابعداری کرنے لگیں تو ان پر کوئی راستہ تلاش نہ کرو، بے شک اللہ تعالیٰ بڑی بلندی اور بڑی بڑائی والا ہے۔

اس آیت کریمہ میں ارشاد ہے، کہ خاوند بیوی کا سردار ہے، اس لئے نان و نفقہ کی ذمہ داری اسی پر ہے اور عورتوں کی ذمہ داری خاوند کی اطاعت و فرمانبرداری ہے، حقوق کی عدم ادائیگی کی وجہ سے تنبیہ کے طور پر زدوکوب کی اجازت ہے، نیک بیوی کی پہچان یہی ہے کہ وہ اپنی عصمت کا خیال رکھے اور خاوند کی ذمہ داری یہ ہے کہ بلاوجہ نہ بیوی کو ستائے اور نہ زدوکوب کرے۔

یعنی جیسے ان عورتوں پر مردوں کے حقوق ہیں ویسے ہی ان عورتوں کے مردوں پر بھی حقوق ہیں ہر ایک کو دوسرے کا پاس و لحاظ عمدگی سے رکھنا چاہیے صحیح مسلم شریف میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا لوگو! عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو، تم نے اللہ کی امانت سے انہیں لیا ہے اور اللہ کے کلمہ سے ان کی شرمگاہوں کو اپنے لئے حلال کیا ہے، عورتوں پر تمہارا یہ حق ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی ایسے کو نہ آنے دیں جس سے تم ناراض ہو، اگر وہ ایسا کریں تو انہیں مارو، لیکن ایسی مار نہ ہو کہ ظاہر ہو جائے اور ان کا تم پر یہ حق ہے کہ انہیں اپنی بساط کے مطابق کھلاؤ، پہناؤ، پلاؤ

ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ ہماری عورتوں کے ہم پر کیا حقوق ہیں آپ نے فرمایا کہ جب تم کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ، جب تم پہنو تو اسے بھی پہناؤ، اس کے منہ پر نہ مارو اسے گالیاں نہ دو، اس سے روٹھ کر اسے کہیں اور نہ بھیجدو وہاں گھر میں ہی رکھو، اسی آیت کو پڑھ کر حضرت ابن عباسؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں پسند کرتا ہوں کہ عورت، خاوند کو خوش کرنے کے لئے اپنا بناؤ سنگار کرتی رہے، پھر فرمایا کہ مردوں کو ان پر فضیلت ہے، جسمانی حیثیت سے بھی اور اخلاقی حیثیت سے بھی، مرتبہ کی حیثیت سے بھی، غرض دنیوی اور اخروی ہر فضیلت کے اعتبار سے مرد آگے ہیں۔

میاں، بیوی ایک دوسرے کے محتاج ہیں ان کی معاشی اور معاشرتی کمی کی تکمیل ایک دوسرے کی حیثیت سے ہی ہے اور دونوں آپس میں لازم و ملزوم کی حیثیت سے ہیں ایک دوسرے کے ستر پوش و پردہ پوس اور ایک دوسرے کی زینت و جمال ہیں یہی قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

هن لباس لكم و انتم لباس لهن (سورة البقرة)

عورتیں مردوں کی پوشاک ہیں اور تم ان کی پوشاک ہو۔

اس پوشاک کے لفظ میں بیسیوں معنی پوشیدہ ہیں تم ان کے ستر پوش ہو، وہ تمہارے لئے ستر پوش

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تم ان کے لئے زینت ہو ،وہ تمہارے لئے زینت تم ان کی خوبصورتی ہو ،وہ تمہاری خوبصورتی ، تم ان کی تکمیل کا ذریعہ ہو ،اور وہ تمہاری تکمیل کا ذریعہ ، یہی نکاح کے اغراض و مقاصد ہیں اور ان ہی اغراض کو پورا کرنا حقوق الزوجین کو ادا کرنا ہے ، یہ ستر پوشی اسی وقت تک قائم رہ سکتی ہے جب تک کہ دونوں ایک دوسرے کا حق ادا کریں ،ورنہ عدم ادائیگی کی صورت میں ان کا پردہ فاش ہو جاتا ہے ، جیسا کہ طلاق کے وقت ہوتا ہے خصوصیت سے عورتوں کو اس کا زیادہ دھیان رکھنا چاہئے کہ وہ اپنے خاوندوں کی اطاعت کرتی رہیں ،خدمت گذار عورتوں کی بڑی فضیلت آئی ہے ،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

المراة اذا صلت خمسها و صامت شهر ها و احصنت فرجها و اطاعت بعلها فلتدخل من اى ابواب الجنة شاءت (مشكوة)

جو عورت پانچوں وقت نماز ادا کرتی رہے اور رمضان کے روزے رکھتی رہی اور پاک دامن رہی اور شوہر کی فرمانبرداری کرتی رہی تو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔

دوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت اپنے خاوند کو خوش کر کے مرے گی جنت میں داخل ہو گی (ترمذی)

اس لئے عورتوں کو چاہئے کہ اپنے خاوندوں کو ہمیشہ خوش رکھیں، بلکہ یوں سمجھنا چاہئے کہ ان کا خاوند ان کے لئے جنت اور دوزخ ہے نبی ﷺ نے فرمایا:

انظرى خا نما هو جنتك و نارك (ابن سعد)

اے عورت! تو دیکھ بھال لے ، تیرا خاوند جنت بھی ہے اور دوزخ بھی ہے۔

وہ عورت بہت نیک ہے جو اپنے خاوند کو خوش رکھے ،رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کون سی عورت سب سے اچھی ہے تو آپ نے فرمایا:

التى تسرزوجها اذا نظر و تعطيعه اذا امروصا تخالفة ولا فى مالها و بما يكره (بيهقى)

سب عورتوں میں وہ عورت اچھی ہے کہ جب اس کا خاوند اسے دیکھے تو خوش کر دے اور جب وہ حکم دے تو بجالائے اور اپنی جان اور مال میں اس کے خلاف نہ کرے۔

جب تمہارا خاوند کسی کام کا حکم دے تو فوراً اس کو بجالاؤ حیلہ بہانہ مت کرو، آپؐ نے فرمایا:

اذا الرجل دعازوجة لحاجة فلتاته و ان كانت على التنور(ترمذى)

جب خاوند اپنی بیوی کو خاص ضرورت کے لئے بلائے ، تو فوراً حاضر ہو جائے اگرچہ ضروری کام روٹی وغیرہ پکانے میں مشغول ہو۔

تم کبھی بھی ان کو ناخوش نہ رکھو ،ورنہ تمہاری نماز تک قبول نہ ہو گی ، حدیث شریف میں ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ جس عورت کا خاوند ناراض ہو ان کی نماز قبول نہیں ہوتی، جب تک کہ وہ اس سے خوش نہ ہو جائے۔ (بیہقی)

خاوند کا بڑا حق ہے، حدیث شریف میں فرمایا، اگر خدا کے علاوہ کسی دوسرے کے لئے سجدہ کرنا جائز ہوتا عورتوں کو حکم دیا جاتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں، لیکن خدا کے سوا کسی دوسرے لئے سجدہ کرنا جائز نہیں ہے (ابو داؤد، ترمذی)

بلا خاوند کا حق ادا کئے خدا کا بھی حق ادا نہیں ہو سکتا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا تودی المراۃ حق ربھا حتی تؤدی حق زوجھا (الحاکم ۔ ترغیب)

کوئی عورت اپنے رب کا حق ادا نہیں کر سکتی جب تک کہ وہ اپنے خاوند کے حق کو ادا نہ کرے۔

ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ خاوند کا عورت پر کیا حق ہے آپ نے فرمایا، خاوند کا حق بیوی پر یہ ہے کہ اگر خاوند کا جسم زخموں سے پر ہو یا اس کی ناک سے خون اور پیپ بہتی ہو اور بیوی اس کو زبان سے چاٹے پھر اس کو نگل جائے، پھر بھی اس کا حق ادا نہ ہوگا (ترغیب)

اور نہ تم کبھی خاوند کو ستاؤ، اور نہ ایذا پہنچاؤ، جو اپنے خاوند کو ستاتی ہے، جنت کی حور خود اس عورت سے کہتی ہے، خدا برباد کرے تجھ کو تو اس کو مت ستا، یہ تیرا چند دنوں کا ساتھی ہے عنقریب تجھ کو چھوڑ کر میرے پاس آنے والا ہے۔ (ترمذی، ترغیب)

تم کبھی اپنے خاوند سے ناخوش نہ ہو اور نہ کبھی ناشکری کرو ناشکری کرنے والی عورتیں دوزخ میں جائیں گی (بخاری شریف)

اگر تمہارا خاوند کسی بات پر ناراض ہو جائے تو فوراً خاشامد کر کے منالو اور ہمیشہ تم اس کی عزت کرو اور اپنے سے بڑا سمجھو، بات چیت میں ادب و تہذیب کا خیال رکھو ان کی خدمت میں کوتاہی مت کرو اور کبھی کسی کے سامنے خاوند کی غیبت اور برائی مت کرو، خاوند کی برائی کرنیوالی عورت بہت بری ہے۔

اپنے پردہ کی باتیں کسی سے مت بیان کرو، حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یوم القیامۃ ارجل یوضی الی امراتہ و تفضی الیہ ثم ینشر سرھا۔ (مسلم شریف)

قیامت کے دن مرتبے میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ خراب وہ شخص ہوگا جو اپنی بیوی سے ملے اور اس کی باتیں لوگوں سے کہے اور وہ عورت بھی بہت خراب ہو گی جو اپنے میاں سے ملی جلی اور وہ باتیں اپنی سہیلیوں سے ظاہر کیں۔

احادیث مذکورہ بالا سے صاف ظاہر ہے کہ عورت پر خاوند کا بہت بڑا حق ہے اور ہونا بھی چاہئے کیونکہ عورت حقیقت میں خاوند کی خدمت گذار ہے، کہ اگر خدا کے سوا اور کسی کو سجدہ کرنا درست ہوتا تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورتوں کو حکم دیا جاتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں۔

جہاں خاوندوں کے عورتوں پر اور حقوق ہیں وہاں یہ بھی حق ہے کہ عورت گھر میں بیٹھی رہے خاوند کے حکم کے بغیر باہر نہ جائے، دریچے پر نہ آئے، چھت پر نہ چڑھے، پڑوسیوں سے زیادہ زیادہ بات نہ کرے اور بلا ضرورت ان کے گھروں میں آمد و رفت نہ رکھے اپنے شوہر کی خیر خواہی اور بھلائی میں پوری ہمت خرچ کر دے، تنہائی میں اس کے اور خاوند کے درمیان جو بے تکلفی ہوتی ہے کسی سے بیان نہ کرے اور ہر کام میں خاوند کی مرضی اور خوشی کو مد نظر رکھے، خاوند کے دوستوں سے پردہ کرے تاکہ وہ اسے نہ پہچانیں جس قدر میسر ہو اسی پر خاوند کے ساتھ قناعت کرے زیادہ طلبی کا خیال تک نہ کرے، خاوند کی عزت اپنے عزیزوں سے حتیٰ کہ اپنے والدین سے بھی زیادہ کرے۔ اپنے آپ کو ہمیشہ صاف ستھرا رکھنے کی کوشش کرے جو کام اپنے ہاتھ سے کر سکتی ہے اس کو انجام پہنچانے میں دریغ نہ کرے اپنی خوب صورتی اور حسن و جمال پر فخر نہ کرے اس کے احسان کی ناشکری نہ کرے یہ بھی نہ کہے کہ تو نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے دوزخ کو دیکھا تو اس میں سب سے زیادہ عورتوں کو پایا، اس کا سبب پوچھا معلوم ہوا کہ اپنے خاوندوں کو لعن و طعن اور ان کی ناشکری اور ناحق شناسی کرنے کی وجہ سے ان کا یہ حال ہے (بخاری و مسلم)

نیک بیویاں دنیا کی جنت ہیں

نیک عورت دنیا کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الدنیا متاع وخیر متاعها المراة الصالحة (مسلم)

دنیا فائدہ اٹھانے کی چیز ہے اور سب سے بہتر چیز نیک عورت ہے۔

دوسری حدیث میں اس کی تفصیل یوں بیان فرمائی ہے:

ما استفاد المومن بعد تقوی الله خیر له من زوجة صالحة ان امرها اطاعته و ان نظر الیها سر تدوان اقسم علیها ابر ته و ان عاب عنها نصحته وفی نفسها وما له (ابن ماجه)

اللہ تعالیٰ کے تقویٰ اور ایمان کے بعد مومن آدمی کے لئے سب سے بہتر چیز نیک عورت ہے کہ اگر اسے حکم دے تو اس کی فرمانبرداری کرے اور اگر اس کی طرف دیکھے تو خوش کر دے اور اگر اس پر قسم کھالے تو پوری کر دے اور اگر اس کو چھوڑ کر پردیس وغیرہ کہیں چلا جائے تو اس کی غیر موجودگی میں اپنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نفس کی اور اپنے خاوند کے مال کی نگرانی کرے۔

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ایک خاتون صحابیہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت مقدسہ میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ مردوں کے مجمع میں تشریف فرما ہوتے ہیں اور ان کو وعظ و نصیحت فرماتے ہیں اور وہ آپ کی باتیں سنتے ہیں تو گویا آپ کی حدیثیں ان کے حصہ میں آتی ہیں اور ہم عورتیں اس سے محروم رہتی ہیں، اگر آپ ہماری طرف توجہ مبذول فرما کر کوئی خاص وقت مقرر فرمادیں کہ جس میں آپ تشریف لاکر ہم عورتوں کو خصوصیت سے نصیحت فرمادیں تاکہ ہم بھی آپ کے وعظ و نصیحت اور ارشادات سے فائدہ اٹھا سکیں، رسول اللہ ﷺ نے ان کی درخواست کو منظور فرمالیا اور ارشاد فرمایا کہ تم فلاں جگہ جمع ہو جاؤ، چنانچہ اس دن عورتیں جمع ہو گئیں آپ وہاں تشریف لائے اور وعظ و نصیحت میں یہ بھی فرمایا کہ:

ترجمہ: جس عورت کے تین بچے بچپن میں مر گئے ہوں اور اس پر اس نے صبر کیا ہو تو وہ بچے اس کے لئے جہنم سے روک بن جائیں گے، کسی خاتون نے کہا اگر کسی کے دو ہی بچے مرے ہوں تو آپ نے فرمایا دو ہی ہوں۔

حضرت بسیدہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عليكن بالتسبيح و لتهليل و التقديس و اعقد ن بالانامل فانهن مسئولات مستنطقات ولن تغفلن فتنتسين الرحمة (ترمزى . ابوداؤد)

اے عورتو! سبحان الله لا اله الا الله اور سبحان الملك القدوس کو لازم پکڑو ان کا درود وظیفہ کیا کرو اور بکثرت انہیں پڑھا کرو اور اپنی انگلیوں کی پوروں پر ان کی گنتی کیا کرو کیوں کہ قیامت کے دن ان سے پوچھا جائے گا اور انہیں جواب دینے کے لئے زبان عطا کی جائے گی، دیکھو اے عورتو ان کلمات کے پڑھنے میں ہرگز غفلت نہ کرو اگر تم غفلت سے چھوڑ دو گی تو خدا کی رحمت سے محروم ہو جاؤ گی۔

حاملات مرضعات رحميا ت لا ولادهن لولا ياتين الى ازواجهن دخلن مصليا تهن الجنة (طبرانى كنز العمال)

حمل والیاں، اور دودھ پلانے والیاں جو اپنے بچوں سے محبت اور شفقت رکھتی ہیں اور نماز پڑھتی ہیں، وہ جنت میں داخل ہوں گی بشرطیکہ خاوند کو خوش رکھا ہو اور برائی اور بدسلوکی ان کے ساتھ نہ کی ہو۔

ان الله كتب الغيرة على النساء و الجهاد على الرجال فمن صبر من هن ايمانا و احتساب كان لها مثل الجر الشهيد (طبرانى)

اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر غیرت اور مردوں پر جہاد فرض کر دیا ہے، جو عورت ایمانداری اور ثواب کی امید

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے صبر کرے گی تو اس کو شہید کے برابر ثواب ملے گا۔

نیک عورت کی نیکی ستر ولیوں اور صدیقین کے برابر ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بدکار عورت کی برائی ہزاروں کی بدکاری کے برابر ہے اور نیک عورت کی نیکی ستر صدیقین اور ولیوں کی نیکی کے برابر ہے اور آپ نے فرمایا:

مهته احد اكن في بيتها تدرك جهاد المجاهدين انشاء الله (كنز العمال)

جو عورت اپنے گھر کے کاروبار میں لگی رہے گی، اگر خدا نے چاہا تو مجاہدین کے برابر ثواب پائے گی۔

حضرت اسماء بنت یزید الانصاریہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں عورتوں کی طرف سے نمائندہ بن کر آئی ہوں یعنی عورتوں نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے اور یہ کہتی ہیں کہ مرد وہم عورتوں پر فضیلت لے گئے جمعہ، جماعت، بیمار پرسی، جنازہ میں حاضری حج و عمرہ کی ادائیگی اور سرحد کی حفاظت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا تو ان سے واپس جا کر کہہ دے کہ تمہارا اپنے خاوندوں کے لئے بناؤ سنگار کرنا اور ان کی خوشنودی چاہنا اور شوہر کی مرضی کی موافقت کرنا، مردوں کے ان تمام عملوں کے برابر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يا معشر النسوان اما ان خيار كن يد خلن الجنة قبل خيار الرجال فليغسلن و يطيبن فيد فعن الى لازواجهن على براذين الحر الصفر معهن الوالدان كانهن اللولو المنشور (كنز العمال)

اے عورتو! تم میں جو نیک عورتیں ہیں وہ نیک مردوں سے پہلے جنت میں داخل ہوں گی، ان کو غسل دلا کر اور خوشبو میں بسا کر سرخ اور زرد سواریوں پر سوار کر کے ان کے خاوندوں کے حوالے کر دی جائیں گی اور ان کے ساتھ ایسے بچے ہوں گے جیسے بکھرے ہوئے موتی۔

غرض خاوند کی اس اطاعت و فرمانبرداری اور اپنے نفس کی حفاظت و نگہداری کرنے پر بیوی کو دونوں جہان کی سعادتیں اور مسرتیں نصیب ہوتی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورتوں کا حق مردوں پر

جس طرح مردوں کا حق عورتوں پر ہے اسی طرح سے عورتوں کا حق مردوں پر بھی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ولهن مثل الذی علیهن بالمعروف (سورة البقرة)

جیسے مردوں کا حق عورتوں پر ہے اسی طرح دستور کے موافق عورتوں کا حق مردوں پر بھی ہے۔

چونکہ صنفی اور پیدائشی حیثیت سے عورت نہایت کمزور اور نازک ہوتی ہے، اس کی دلجوئی کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے، ہر ممکن طریقے سے ان کی نازبرداری کرنا، اور حق ادا کرنا اور حسن معاشرت سے پیش آنا نہایت ضروری ہے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

و عاشر و هن بالمعروف وان کرهموهن فعسی ان تکرهوا شیئا و یجعل الله فیه خیراً کثیراًo (سورة النساء)

تم عورتوں کیساتھ نہایت خوش اسلوبی سے زندگی بسر کرو، اگر وہ تمہیں پسند نہیں ہیں تو ممکن ہے کہ تم کو ایک چیز پسند نہ آئے اور خدا نے اس میں بڑی خوبی رکھی ہو۔

حدیث میں بھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،" جس کا اشارہ بھی اسی طرف ہے کہ مومن مرد مومنہ عورت سے دشمنی نہ رکھے اگر وہ اس کی ایک عادت سے ناخوش ہے تو دوسری عادت سے خوش ہو گا"(مسلم) رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں عورتوں کے حق میں وصیت فرمائی۔

استوصو ابالنسآء خیراً فانهن خلقن من ضلع و ان اعوج شئی فی الضلع العالاة فان ذهبت تقیمه کسرته و ان ترکته لم یزل اعوج فاستوصوا بالنسآء خیراً (بخاری ،مسلم)

میں تمہیں عورتوں کے ساتھ نیکی کرنے کی وصیت کرتا ہوں تو تم اس وصیت کو قبول کرو، یقیناً عورتیں پسلی سے پیدا کی گئی ہیں اور اوپر والی پسلی سب سے زیادہ ٹیڑھی ہوتی ہے اگر تم پسلی کو سیدھا کرنا چاہو گے تو وہ ٹوٹ جائے گی اور اگر اس کے حال پر چھوڑ دو گے تو ٹیڑھی ہی رہے گی تم کو میں عورتوں کے ساتھ بھلائی کی وصیت کرتا ہوں (تم اس کو ضرور مان لو)

عورت کی خلقت پسلی سے ہے، یعنی جس طرح پسلی خلقی طور پر ٹیڑھی ہے اور ٹیڑھی ہو نیکی وجہ سے وہ مفید بھی ہے یہی حال عورت کا بھی ہے اس میں جذبات کی شدت اور نزاکت بہت ہے اس کے اندر اس کا ہونا بہت ضروری ہے ورنہ وہ اولاد کی پرورش نہ کرپاتی اس لئے تم ایسا نہ کرو کہ اس کی فطری خصوصیت کو نظر انداز کر کے اس کی اصلاح کرنے کی کوشش کرو نہ اسے اپنی مرضی کے مطابق ڈھالو، اگر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تم ایسا کرنا چاہو گے تو اسے توڑ دو گے، اسے بجھا دو گے، اسے کھو دو گے، ہاں اگر تم اس کے جذبات کی شدت ونزاکت کا لحاظ کر کے اس سے تعلقات قائم کرو گے اس کے جذبات کو ٹھیس نہ پہنچاؤ گے اور اس کی اصلاح میں شدت اور جلد بازی کے بجائے تدریج صبر اور برداشت سے کام لو گے تو یقیناً اس سے تعلقات خوشگوار ہوں گے اور اس سے عورت کی اصلاح ہو سکے گی اس لئے عورتوں سے بہترین سلوک کرنا ہی مرد کا شیوہ ہے اور یہی راہ تم کو اختیار کرنا چاہیے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: اللہ کی باندیوں (عورتوں) کو نہ مارو، تو حضرت عمرؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور بولے عورتیں مردوں کے خلاف بہت بری ہو گئی ہیں تو آپ نے انہیں مارنے کی اجازت دے دی تو رسول اللہ ﷺ کو گھرانے کی بہت سی عورتوں نے گھیر لیا اور انہوں نے اپنے شوہروں کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ اپنی عورتوں پر زیادتی کرتے ہیں وہ تم میں اچھے لوگ نہیں ہیں۔ (ابو داؤد)

رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کے سلسلہ میں جو اصولی بات فرمائی وہ یہ ہے۔

خیرکم خیرکم لا هله و انا خیرکم لا اهلی (ترمذی ۔ دارمی ۔ ابن ماجة)

تم میں سے بہتر شخص وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے بہتر ہو اور میں تم سب سے زیادہ اپنے گھر والوں کے لئے اچھا ہوں۔

انسان کے بہتر اور اچھے ہونے کی یہ ایک ایسی پہچان بتا دی گئی ہے کہ اس آئینہ میں ہر شخص اپنا چہرہ دیکھ سکتا ہے، جو اپنوں کے ساتھ انصاف اور احسان نہیں کر سکتا وہ دوسروں کے ساتھ کیا احسان کر سکتا ہے کیونکہ نیکی گھر سے شروع ہونی چاہئے ایک صحابی بڑے عابد و زاہد تھے لیکن وہ اپنی بیوی کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے آنحضرت ﷺ نے ان کا یہ حال سنا، تو ان کو بلوا کر فرمایا:

ولزوجك عليك حق (بخاری)

اور تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے۔

مرد کے فرائض میں سے یہ ہے کہ وہ بیوی کے مہر کو ادا کرے اور بیوی کا ہر قسم کا جائز خرچ برداشت کرے، کھانا کپڑا دے، رسول اللہ ﷺ نے حجتہ الوداع کے مشہور خطبہ میں فرمایا:

استوصوا بالنساء خیر (بخاری)

لوگو! تم میری نیک نصیحت عورتوں کے بارے میں قبول کرو۔ یہ تمہارے ہاتھوں میں قیدی ہیں تم اس کے سوا اور کسی بات کا حق نہیں رکھتے مگر یہ کہ وہ کھلی بے حیائی کا کام کریں اگر ایسا کریں تو ان کو خواب گاہ میں اپنے سے علیحدہ کر دو اور ان کو ہلکی مار مارو اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو پھر ان پر الزام لگانے کے پہلو نہ ڈھونڈو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وان لكم من نساء كم عليكم حقاً ۔

بے شک تمہارا عورتوں پر اور عورتوں کا تم پر حق ہے۔

تمہارا حق تمہاری عورتوں پر یہ ہے کہ تمہارے بستر کو دوسروں سے پامال نہ کرائیں جن کو تم پسند نہیں کرتے اور نہ تمہارے گھروں میں ان کو آنے کی اجازت دیں جن کو تم پسند نہیں کرتے ہو۔

الا وحقهن عليكم ان تحسنوااليهن في كسوتهن و طعامهن (ابن ماجة)

اور ہاں ان عورتوں کا تم پر یہ حق ہے کہ ان کے پہنانے اور کھلانے میں نیک برتاؤ کرو۔

حضرت حکم بن معاویہ قشیریؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! بیوی کا حق شوہر پر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا جب خود کھاؤ تو اس کو بھی کھلاؤ جب خود پہنو تو اس کو بھی پہناؤ اس کے منہ پر تھپڑ نہ مارو اور نہ اس کی برا بھلا کہو اور نہ گھر کے علاوہ سزا کے لئے علیحدہ کرو اگر خاوند پورا نان و نفقہ نہیں دیتا تو خاوند کے مال میں سے اس کی اجازت کے بغیر بقدر ضرورت بیوی لے سکتی ہے۔

ہندہ بنت عتبہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر عرض کیا کہ میرا شوہر بخیل ہے مجھے اور بال بچوں کا پورا خرچ نہیں دیتا مگر یہ کہ جب میں اس کی بے خبری میں لے لوں آپ نے فرمایا:

خذى ما يلفيك و ولدك بالمعروف (بخاى شريف)

تم دستور کے مطابق اپنے لئے اور اپنے بال بچوں کے لئے لے سکتی ہو۔

خاوند کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ بیوی کے رہنے سہنے کے لئے مکان بھی دے قرآن مجید میں مطلقہ عورتوں کے سلسلہ میں آیا ہے۔

اسكنو هن من حيث سكنتم من وجد كم ولا تضاروهن لتضيقو عليهن (سوره الطلاق)

جن مکانوں میں تم رہتے ہو ان ہی مکانوں میں ان کو بھی رکھو اور ان پر سختی کے لئے ایذا مت دو۔

شوہر کے ذمہ یہ بھی ضروری ہے کہ بلاوجہ بیوی کو ستائے نہ مارے پیٹے آپ نے فرمایا جو بلاوجہ عورتوں کو مارتے ہیں وہ اچھے نہیں ہیں (ابن ماجہ، ابوداؤد)

اور اگر بیوی سے رغبت نہیں ہے تو اسے ایذا اور سختی کے ساتھ روکے رکھنا بھی اچھا نہیں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ولا تمسكوهن ضراراً لبتعتدو اومن يفعل ذلك فقد ظلم نفسه (سورة البقرة)

عورتوں کو ستانے اور زیادتی کرنے کے لئے نہ روکو اور جو ایسا کرے گا وہ اپنے اوپر ظلم کرے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر بیوی نافرمان ہے اور بغیر خاوند کی اجازت کے باہر چلی جاتی ہے بد زبانی کرتی ہے اور بد اخلاقی سے پیش آتی ہے تو پہلے اس کو نصیحت کرے سمجھائے اگر اس سے باز نہ آئے تو کچھ دنوں تک نشست و برخاست چھوڑ دے اگر اس سے بھی باز نہ آئے تو ایک معمولی مار دے تو جائز ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

و التی تخانون نشوزھن فعظو ھن و اھجرو ھن فی المضاع و اضربو ھن فان اطعنکم فلا تبغو علیھن سبیلا ۔(سورۃ نساء)

اور جن عورتوں کے نشوز کا تمہیں ڈر ہو تو ان کو سمجھاؤ اور خواب گاہ میں ان سے الگ ہو جاؤ اور ان کو مارو اگر وہ تمہارا کہنا مان لیں تو ان پر راہ تلاش مت کرو،

نشوز کے لغوی معنی ہیں اٹھ جانے کے اور اصطلاحی معنی کی بابت امام ابن جریرؒ فرماتے ہیں کہ نشوز کا مطلب ہے کہ گھر سے باہر آتی جاتی ہے اور ادھر ادھر تانک جھانک کرتی پھرتی ہے تو پہلے ان کو سمجھاؤ اگر سمجھانے سے باز نہیں آتی ہیں تو مارو، بہر حال بلا وجہ ستانا اور مارنا حرام ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

لا یجلدون احدکم امراتہ جلد العبید ثم یجامعھا فی اخرا الیوم (بخاری)

تم اپنی عورتوں کو غلاموں کی طرح مت مارو آخرت دن (یعنی رات) میں پھر تم ان سے ملو گے اور تم کو ان سے ضرورت پڑے گی۔

- ان کی زیادتی پر صبر کرو حتی الامکان ان کو خوش رکھو اور ہر ممکن طریقے سے ان کی دلجوئی کرتے رہو اور غیرت میں بھی اعتدال رکھو اور بد گمانی سے بچتے رہو ان کو پردہ میں رکھو باہر بے پردہ نہ جانے دو اور اگر مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت مانگے تو اجازت دے دو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا تمنعو اماء اللہ مساجد اللہ (بخاری)

اللہ کی باندیوں کو مسجد میں آنے سے مت روکو۔

اور اگر متعدد بیویاں ہیں تو ان میں اعتدال رکھو، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اذ کانت عند الرجل امرا تان فلم یعد ل بینھما جاء یوم القیمۃ و شقہ ساقط (ابوداؤد۔ترمذی)

جس کے پاس دو عورتیں ہوں اور وہ ان میں انصاف نہیں کرتا تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا آدھا دھڑ گرا ہوا ہوگا۔

یہ سزا دو ہی عورتوں کے ساتھ بے انصافی پر منحصر نہیں ہے تین اور چار کے ہونے میں بے انصافی کی وجہ سے بھی یہ سزا ملے گی اور اگر ایک ہی ہے اور اس کے پورے پورے حق کو ادا نہیں کرتا تب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی گرفتا ہو گا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ولن تستطيعوا ان تعدلوا بين النساء ولو حرصتم فلا تميلو كل الميل فتذروها كالمعلقة و ان تصلحوا و تتقو فان الله كان غفورا رحيما (سورة النساء)

اور تم عورتوں کے درمیان میں پورا انصاف نہیں کر سکتے اگرچہ تم اس کے حریص ہو لہٰذا ایک ہی (بیوی) کی طرف مت جھکو کہ دوسری بیچ میں لٹکی رہے اور تم ملاپ کر لو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

(نوٹ) میاں بیوی کے حقوق کی پوری تفصیل ہماری کتاب "خواتین جنت" اور "اسلامی تعلیم" حصہ نمبر 7 اور "اسلامی پردہ" میں ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپس میں محبت و اتحاد عنایت فرمائے۔ آمین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزدوروں کے حقوق

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

ترجمہ: ”شہر کے پرلے کنارے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا، موسیٰ یہاں کے سردار تیرے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں، تو بہت جلد چلا جا، مجھے اپنا سچا خیر خواہ مان، پھر موسیٰ وہاں سے خوفزدہ ہو کر دیکھتے بھاگتے نکل کھڑے ہوئے، کہنے لگے، اے میرے پروردگار! تو نے مجھے ظالموں کے گروہ سے بچالے اور جب مدین کی طرف متوجہ ہوئے، تو کہنے لگے کہ مجھے امید ہے کہ میرا رب مجھے سیدھی راہ لے چلے، جب مدین کے پانی پر آپ پہنچے تو دیکھا کہ لوگوں کی ایک جماعت وہاں پانی پلا رہی ہے اور دو عورتوں کو دیکھا کہ الگ کھڑی اپنے جانوروں کو روک رہی ہیں پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے وہ بولیں کہ جب تک یہ چرواہے واپس نہ لوٹ جائیں ہم پانی نہیں پلا سکتے اور ہمارے والد بہت بڑی عمر کے بوڑھے ہیں آپ نے خود ان کے جانوروں کو پانی پلا دیا پھر سائے کی طرف ہٹ آئے اور کہنے لے کہ اے پروردگار! تو جو کچھ بھلائی میری طرف اتارے میں اس کا محتاج ہوں اتنے میں ان دونوں عورتوں میں سے ایک ان کی طرف شرم و حیا سے چلتی ہوئی آئی اور کہنے لگی کہ میرے باپ آپ کو بلا رہے ہیں تاکہ جو آپ نے ہمارے جانوروں کو پانی پلایا ہے اس کی اجرت آپ کو دیں، جب حضرت موسیٰؑ ان کے پاس پہنچے اور ان سے سارا حال بیان کیا تو وہ کہنے لگے اب نہ ڈرو تم نے ظالم قوم سے نجات پالی ان دونوں میں سے ایک نے کہا، کہ ابا جی! آپ انہیں مزدوری پر رکھ لیجئے کیونکہ جنہیں آپ اجرت پر رکھیں گے ان میں سب سے بہتر وہ ہے جو مزدور اور امانت دار ہو اس بزرگ نے کہا میں اپنی ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک کو آپ کے نکاح میں دینا چاہتا ہوں، اس مہر پر کہ آپ آٹھ سال تک میرا کام کاج کریں، ہاں اگر آپ دس سال پورے کریں تو یہ آپ کی طرف سے بطور احسان کے ہے میں یہ ہرگز نہیں چاہتا کہ آپ کو کسی مشقت میں ڈالوں خدا کو منظور ہے تو آگے چل کر آپ مجھے بھلا آدمی پائیں گے موسیٰؑ نے کہا خیر تو یہ بات میرے اور آپ کے درمیان پختہ ہو گئی میں ان دونوں مدتوں میں سے جسے پورا کروں مجھ پر کوئی زیادتی نہ ہو ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں اس پر خدا گواہ اور کارساز ہے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی ہجرت کو بیان کیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ ان کی مزدوری کا واقعہ بھی بیان فرمایا ہے، انہوں نے حضرت شعیبؑ کے ہاں آٹھ یا دس سال تک مزدوری کی، رسول اللہ ﷺ نے سورہ طٰس تلاوت فرمائی، جب حضرت موسیٰؑ کے ذکر تک پہنچے تو فرمانے لگے کہ موسیٰؑ نے اپنا پیٹ بھرنے اور اپنی شرمگاہ کو بچانے کے لئے آٹھ سال یا دس سال حضرت شعیبؑ کی مزدوری کی (ابن ماجہ، تفسیر ابن کثیر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے معلوم ہوا کہ حلال کمائی حاصل کرنے کے لئے مزدوری کرنے میں کوئی عیب اور شرم کی بات نہیں ہے، کیونکہ مزدور اپنے قوت بازو سے روزی حاصل کرتا ہے جو بہترین کمائی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

خیر الکسب کسب العامل اذا نصح (مجمع الزوائد)

بہترین کمائی مزدور کی کمائی ہے بشرطیکہ وہ خیر خواہی اور بھلائی کے ساتھ کام والے کا کام انجام دے۔

احادیث میں مزدور کے پیشہ کو نہ صرف مستحسن بلکہ اخروی درجات کا ذریعہ بھی قرار دیا ہے۔

اطیب الکسب عمل رجل بیدہ و کل بیع تبرور (طبرانی الکبیر)ان اللہ یحب العبد المتحرف (بیہقی)

پاکیزہ ترین کسب انسان کا اپنے ہاتھ سے کام کر کے کمانا اور ہر ایسی تجارت جو دیانت سے انجام دی جائے اللہ تعالیٰ صنعت و حرفت میں محنت اور مشقت کرنے والے بندے کو پسند کرتا ہے۔

من طلب الدنیا حلالاً استعفافاً عن المسئلة و سعیًا علی اهله تعطفا علی جاره لقی اللہ یوم القیمة و وجهه مثل قمر البدر (ابونعیم فی الحلیة)

جو شخص سوال سے بچنے اور اپنے اہل و عیال کی پرورش اور پڑوسی پر لطف و کرم کرنے کی غرض سے حلال روزی کی سعی کرتا ہے وہ قیامت کے دن اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کا چہرہ مثل چودھویں کے چاند کے چمک رہا ہوگا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز بھوکے تھے مجھے اس کی اطلاع ہوئی تو میں مزدوری کی تلاش میں چلا تاکہ رسول اللہ ﷺ کے لئے کچھ کما لاؤں، مدینے کے ایک باغ میں ایک یہودی کو دیکھا کہ اس نے مٹی کے ڈھیلے جمع کر رکھے ہیں اور ان پر پانی ڈالنے کے لئے مزدور کی ضرورت ہے، میں نے اس یہودی سے فی ڈول ایک کھجور پر معاملہ طے کیا اور یوں ستر ڈول کے معاوضہ میں ستر کھجوریں مزدوری میں کما کر گھر لایا اور پھر رسالت مآب کی خدمت میں حاضر ہوا اس کو اطلاع دی گئی، رسول اللہ ﷺ نے میری ساتھ کھجوریں تناول فرمائیں (ابن ماجہ)

مزدور کو اجیر کہتے ہیں اور مزدوری کرانیوالے کو مستجیر کہتے ہیں اور اس معاملہ کو اجارہ کہتے ہیں اجیر کی دو قسمیں ہیں ایک اجیر مشترک جو کسی خاص آدمی کے کام میں مقید نہیں رہتا، بلکہ سب کا کام لے لیتا ہے اور سب کا کام پورا پورا کر کے واپس کر دیتا ہے اور مزدوری لے لیتا ہے جیسے درزی، دھوبی، سنار، لوہار، رنگریز وغیرہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دوسرے اجیر خاص جو ایک وقت میں ایک ہی کام کرتا ہے ایک کے وقت میں دوسرے کا کام نہیں کر سکتا جیسے نوکر و ملازم، مزدور اور ملازم کے لئے محنت و مشقت، دیانت اور امانت ضروری ہے کیونکہ یہی محنت انسان کو اعلیٰ درجے پر پہنچا دیتی ہے، قرآن مجید اور حدیث شریف میں محنت اور جفاکشی کو بڑی اہمیت دی گئی ہے، اللہ تعالیٰ یہ فرمارہے ہیں۔

لیس لا نسان الا ما سعی ٥ وان سعیه سوف یری ٥ ثم یجزاه الجزاء الاوفی (سورة النجم)

ہر ایک انسان کو اسی قدر ملتا ہے جتنی اس کی محنت اور کوشش ہوتی ہے اور اس کی کوشش کا ثمرہ عنقریب اس کو دکھایا جائے گا، پھر اس کو پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

مندرجہ بالا آیت سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ دینی اور دنیوی امور میں جس قدر انسان کوشش اور محنت کرتا ہے اسی قدر اس کی مشقت اور جانکاہی کا ثمرہ ملتا ہے۔

فمن یعمل مثقال ذرة خیراً یره ٥ و من یعمل مثقال ذرة شرا یره ٥

جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہے وہ اس کو بچشم خود دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہے وہ اس کو بچشم خود دیکھ لے گا۔

www.KitaboSunnat.com

از مکافات عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو زجو

صفحات تاریخ اٹھا کر دیکھئے کہ جن قوموں نے عروج و کمال حاصل کیا ہے جن قوموں نے صدیوں اقبال کے پھریرے اڑائے ہیں اور جن لوگوں نے روئے زمین پر اپنی سطوت و تمکنت کا سکہ جمایا ہے وہ سب کی سب وہی اقبال مند قومیں ہیں جو ہمیشہ محنت و مشقت کی عادی ہیں، دوسری طرف ان کاہل الوجد اور سست قوموں کے حالت کا مطالعہ کر جاؤ جن کے اسلاف اور باپ دادوں نے اپنے قوت بازو سے اور شمشیر زنی کے بل بوتے پر بڑے بڑے متمرد اور سرکش باغیوں کو زیر کیا تھا آج ان کی اولاد کی لا پرواہی اس حد کو پہنچی ہوئی ہے کہ غیروں سے کچھ لینا تو درکنار اپنے ہی مال و متاع سنبھال نہیں سکتے اور محنت و مشقت جیسی گراں بہا جنس سے جی چراتے ہیں پھر ان کی عزت و برتری کیونکر حاصل ہو سکتی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ان اللہ لا یغیروا ما بقوم حتی یغیرد ما بانفسھم (سورة الرعد)

اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت کو اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت کو نہیں بدلتے۔

مذہب اسلام بہترین مذہب ہونے کے ساتھ ساتھ جملہ ادیان سابقہ کا لب لباب ہے جس قدر مکمل سابقہ ادیان میں فرداً فرداً خوبیاں تھی وہ سب کی سب اسلام میں یکجا کر دی گئی ہیں محنت اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوشش ہی سے دنیا میں بھی ملتی ہے اور آخرت بھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

و الذین جاھدو ا افینا لنھد ینھم سبلنا ط (سورۃ المنکبوت)

جنھوں نے محنت کی ہمارے واسطے ہم انھیں اپنی راہیں دکھادیں گے جس سے وہ دین و دنیا کے اعلیٰ رجوں پر پہنچ جائیں گے،

اجیر اور مزدور کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ نیک متقی، پرہیزگار اور امانت دار بھی ہو، یوں تو قول و قرار کا پورا کرنا ہر شخص کے لئے ضروری ہے لیکن مزدور کے لئے تو بہت ہی ضروری ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

و اوفو بالعھد ان العھد کان عنه مسئولا ٥(سورۃ بنیٰ اسرائیل)

اور اپنے عہد کو پورا کرو کیونکہ قیامت کے دن عہد کی باز پرس ہو گی۔

و اوفو بعھد الله اذا عاھد تم و لا تنقضو الا یمان بعد توکید ھا و قد جعلتم الله علیکم کفیلاً ط (سورۃ النحل)

اور اللہ کا نام لے کر جب آپس میں ایک دوسرے سے اقرار کرو تو اس کو پورا کرو اور قسموں کو پکی کر کے توڑا نہ کرو اور اللہ کو تم نے اپنے اوپر ضامن ٹھہرالیا ہے۔

مزدوری اور ملازمت بھی ایک قسم کا معاہدہ ہے اس لئے جس اجرت اور شرط پر مزدور آجر اور سرمایہ دار سے بات کرے تو جہاں تک ہو سکے اپنے معاہدے پر ثابت قدم رہے امانتداری اور راستبازی ایک مزدور کی اندرونی خوبیاں ہونی چاہئے کیونکہ امانت انسان کی اس صفت کی تعبیر ہے جس میں فرائض اور ذمہ داریوں کو صحیح طور پر ادا کرنے کی ضمانت پوشیدہ ہے۔ قرآن مجید میں جہاں نیک اور صالح مسلمانوں کی صفات شمار کی گئی ہیں وہاں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ:

و الذین ھم لا ماناتھم و عھدھم راعون ٥(سورۃ المومنون)

اور جو اپنی امانتوں اور وعدوں کا پاس رکھتے ہیں

دوسری جگہ ارشاد ہے

ان الله یا مرکم ان توذ و الامانات الی اھلھاط (سورۃ النساء)

بلا شبہ تم کو اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے مالکون کے حوالے کر دیا کرو۔

پس جو امین بنایا گیا اس کو چاہئے کہ امانتوں کی ادائیگی پر پروردگار سے ڈرے۔ مقصد یہ ہے کہ امانت لے کر مکر نہ جائے یا در ہے حیلہ بہانہ نہ کرے یا اس میں بلا اجازت کوئی تصرف نہ کرے یا کسی نے اس پر بھروسہ کر کے کوئی بات کہی ہو تو وہ اس کے بھروسے غلط فائدہ اٹھا کر اس کے خلاف کوئی حرکت نہ کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیٹھے کہ ان ہی چیزوں کا نام خیانت ہے جس کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے۔

ایک اچھے مزدور کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنا کام دل جمعی سے کرے اسے عمدہ سے عمدہ طریقہ پر انجام دینے کی کوشش کرے اس سے دیگر فوائد کے علاوہ نیک نامی اور شہرت ہوتی ہے اور متاجر کے دل میں مزدور کی قدر و منزلت بڑھ جاتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ جب وہ اپنی قدر و منزلت کی بنا پر لوگوں میں زیادہ سے زیادہ مقبولیت حاصل کرلے تو اس کی دولت میں بھی اضافہ ہو جائے اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان الله يحب اذا عمل احدكم عملاً ان يتقنه (كنز العمال)

اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ جب تم کوئی کام کرو تو اس میں مضبوطی کا خیال رکھو۔

دنیا میں صرف اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے سب سے پہلے انسانی تفریق و امتیاز کے خلاف علم جہاد بلند کیا اور تمام مصنوعی امتیازوں کو بیک قلم مٹایا اور مظلوم طبقہ کی حقیقی معنی میں دست گیری کی انہیں ظلم و ستم سے نکالا انہیں مصائب سے نجات دلائی اور ان کے ساتھ برادرانہ اور مساویہ برتاؤ کی تلقین کی مزدور اور متاجر کے درمیان تعلقات اسی وقت خوشگوار رہ سکتے ہیں کہ جب اس کی بنیاد بھائی چارے کے اصول پر ہو، جہاں دماغ میں دولت و ثروت کا غرور پیدا ہوا اور اپنی برتری کا احساس ہونے لگا وہاں وہ مزدور پر طرح طرح کے مظالم کرنے لگتا ہے اس لئے اس بات میں اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ ہم جن لوگوں سے محنت کرائیں اور کام لیں ان کیساتھ ہمارا برتاؤ مساویانہ ہو، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

هم اخوانكم جعلهم الله تحت ايدكم فمن جعل الله اخاه تحت يده فليطعمه مما يال كل (بخاری كتاب الايمان) مزدور تمہارے بھائی ہیں ان کو خدا نے تمہارے ماتحت کیا ہے پس جس کے ماتحت خدا نے اس کے بھائی کو کیا ہو اس کو چاہیئے کہ جو وہ خود کھائے وہی اس کو بھی کھلائے جو خود پہنے وہی اسکو بھی پہنائے اور جو کام اس کی طاقت سے باہر ہو تو او کو اس کی تکلیف نہ دے اور اگر تکلیف دے تو اس کی مدد کرے۔

اس صاف اور واضح ارشاد سے یہ باتیں معلوم ہوئیں:

(۱) متاجر اور مزدور کے تعلقات کی نوعیت ایسی ہو کہ وہ ایک دوسرے کو اپنا بھائی سمجھیں۔

(۲) کھانے پینے کی حد تک دونوں میں مساوات ہو۔

(۳) وقت اور کام کے لحاظ سے مزدور پر اتنا بوجھ ڈالا جائے کہ وہ آسانی سے برداشت کرلے۔

(۴) جہاں کام کے دوران مزدور کو دشواری پیش آئے وہاں بے دریغ اسکا ہاتھ بٹائے اسی طرح

ایک موقعہ پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص ایماندار نہیں وہ گا جب تک کہ وہ اپنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھائی کے لئے وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

ایک مزدور کے سامنے سب سے پہلا سوال اجرت ہی کا ہوتا ہے اجرت کم ملے تو نہ صرف مزدور اور اس کے خاندان کا معیار زندگی پست ہوتا ہے بلکہ مجموعی طور پر ان کا اثر پوری قوم پر پڑ اگا۔ چونکہ مزدور طبقہ عام طور سے غریب اور نادار ہوتا ہے اس کے پاس نہ تو تن ڈھانکنے کو کپڑ ہوا ہے اور نہ پیٹ بھرنے کو روٹی وہ مجبوری کی بنا پر مزدوری گوارا کر لیتا ہے جب سرمایہ دار اس کی مجبوریاں کو دیکھتا ہے تو اس سے کم سے کم اجرت پر معاملہ طے کرتا ہے ہے مزدور اپنی اضطراری حالت کی بنا پر اسے کرنا منظور کر لیتا ہے اگر نہیں کرتا تو کنبہ کی پرورش کیسے ہو؟ ایسی صورت میں مفلسی اور ناداری کی یہ رضامندی اسلام کی نظر میں حقیقی رضامندی نہیں ہے اور نہ اس قسم کے معاملات کو پاک ذرائع آمدنی کہا جا سکا ہے۔ مزدوروں کے ساتھ اس قسم کے معاملہ کرنے والوں کو رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

قال الله تعالیٰ ثلثة انا خصمهم یوم القیامة رجل اعطی بی ثم غدروا رجل باع حرفًا اکل ثمنه و رجل استاجر اجیرًا فاستوفی ولم یعطه اجره (بخاری)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا تین شخصوں کی قیامت کے دن میں خود ہی وکالت کروں گا۔ جس نے میرے ساتھ عہد و اقرار کیا پھر اس نے غداری اور بے وفائی کی (۲) جس نے کسی آزاد کو فروخت کر دیا پھر اسکی قیمت کھالی (۳) جس نے کسی کو مزدوری پر رکھا اور اس سے پورا کام لیا اور مزدوری نہیں دی۔

مزدور کو کام پر رکھنے کے بعد پوری مزدوری کا دینا فرض ہے۔ اور نہ دینے میں ٹال مٹول کرنا درست نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اعطو الجیر اجره قبل ان یحف عرقه (ابن ماجه)

مزدور کو اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدوری دے دیا کرو۔

مزدور کو خوشی سے اس کی مزدوری سے زیادہ دینے والا شخص مستجاب الدعوات ہے۔ اس کی دعاؤں سے مصیبتیں ٹل جاتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ بیان فرمایا کہ پہلے زمانے کے تین آدمی جا رہے تھے رات کا وقت ہوا۔ ادھر بارش ہونے لگی تو ان تینوں نے بارش سے بچنے کے لئے ایک پہاڑ کے غار میں پناہ لی۔ اتفاقاً اوپر سے ایک چٹان آکر گری جس سے غار کا منہ بند ہو گیا تو ان لوگوں نے ایک دوسرے سے کہا

لا ینجیکم من هذه الصخرة الا ان تدعوا الله تعالیٰ بصالح اعمالکم ۔

"اس چٹان سے نجات پانے اور بچنے کا سوائے اس کے اور کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ تم اپنے نیک اور خالص عملوں کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔" تو ان تینوں میں سے ایک مستاجر تھا۔ اس نے کہا اے اللہ! میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ایک مرتبہ مزدور سے کچھ کام لیا۔ سوائے ایک کے سب نے اپنی مزدوری لے لی۔ وہ اپنی مزدوری چھوڑ کر کہیں چلا گیا۔ میں نے اس کی مزدوری کو زراعت میں لگادیا اور اس سے بہت ترقی ہوئی۔ ایک زمانے کے بعد وہ مزدور آیا اور اپنی مزدوری طلب کی۔ میں نے اس سے کہا کہ یہ سب کچھ اونٹ گائے بیل بکریاں اور غلام وغیرہ سب تیرے۔ مزدور نے کہا اے اللہ کے بندے یہ مجھ سے مذاق مت کر میں نے کہا کہ میں مذاق نہیں کرتا جب اس کو یقین آگیا تب وہ سب کچھ لے کر چلا گیا۔

"اللهم ان كنت فعلت ذالك ابتغاء و جهك فافرج عنا ما نحن فيه "اے اللہ اگر میں نے اس کام کو تیری رضامندی کے لئے کیا ہے تو اس چٹان کو ہٹادے تاکہ ہم باہر نکل جائیں" چنانچہ وہ چٹان اور ہٹ گئی اور سب باہر نکل آئے۔" (بخاری)

ہر ممکن طریقے سے نیک مسلمان ہی کو مزدوری کے لئے رکھنا چاہئے لیکن اگر کوئی مسلمان مزدور نہ مل سکے تو امانت دار غیر مسلم کو بھی مزدوری پر رکھنا درست ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کے موقعہ پر ایک غیر مسلم کو مزدور رکھ کر اس سے اپنا کام کرایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ:۔ آنحضرت ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ نے بنی دیل کے ایک ہوشیار اور راستہ بتانے والے کافر شخص کو مزدوری پر رکھا۔ دونوں نے اپنی اونٹنیاں اس کے حوالے کر دیں اور کہہ دیا کہ تین راتوں کے بعد یعنی تیسری رات کی صبح کو یہ اونٹنیاں لے کر غار ثور پر آجانا"۔ (بخاری)

اس ہجرت کے موقع پر ایسے کافر کو مزدور رکھا جو بڑا نازک وقت تھا اور کافروں نے چاروں طرف آپ کے قتل کرنے کے لئے آدمی مقرر کئے ہوئے تھے۔ لیکن یہ ولی نہایت امانت دار اور اطمینان والا آدمی تھا۔ اس لئے ان دونوں نے اپنی اونٹنی کی باگ ڈور اس کے ہاتھ میں پکڑا دی اور اس نے نہایت امانتداری کے ساتھ آپ کو مدینہ میں پہنچادیا۔ تو معلوم ہوا کہ ایسے امانتدار کافر کو بھی مزدوری کے لئے رکھا جاسکتا ہے۔ اسی طرح سے مسلمان مزدور بوقت ضرورت غیر مسلموں کے یہاں بھی مزدوری کر سکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت خبابؓ نے عاص بن وائل کافر کے یہاں مزدوری کی تھی۔

اور خود رسول اللہ ﷺ نے بھی نبوت سے پہلے مشرکین مکہ کی بکریوں کو مزدوری پر چرایا تھا۔

آپ ﷺ خود فرماتے ہیں:

ما بعث الله نبيا الا رعى الغنم فقال اصحابه و انت فقال نعم كنت ارعاها على قراريط لا هل مكة ط

کہ اللہ نے کوئی پیغمبر ایسا نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ صحابہؓ نے عرض کیا اور آپ ﷺ نے بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چرائیں ؟آپ ﷺ نے فرمایاہاں میں چند قیراط پر مکہ والوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا"۔

مطلب یہ ہے کہ حلال روزی حاصل کرنے کے لئے مزدوری کرنے میں کوئی شرم وعار نہی ہے جبکہ اجیر اور مستجیر کی نیت نیک ہو۔ سچ ہے مزدور خوشدل کند کار بیش۔

دنیا کی اکثر آبادی مزدوری سے بنی ہوئی ہے۔ یہ فلک بوس عمارتیں یہ عمدہ عمدہ سڑکیں اور بڑے بڑے کارخانے یہ سب مزدوروں کی بدولت تیار ہوئے ہیں اور سچ پوچھو تو صدر جمہوریہ اور وزیر اعظم سے چپراسی تک سب رعایا کی مزدور ہیں گو ان کے منصب اور مرتبے الگ الگ ہیں تو اس سے مزدوروں کی بڑی اہمیت ثابت ہوتی ہے۔

اللہ تعالی ہمیں دین وایمان کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدمت خلق

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ٥ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥ من یشفع شفاعة حسنة یکن له نصیب منها (سورہ نساء)

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص کوئی اچھی سفارش کر دے گا اس کا بدلہ اس کو اچھا ملے گا۔"

بلا معاوضہ نیک نیتی سے اللہ کے بندوں کی خدمت کرنے کو خدمت خلق کہتے ہیں جیسے تم بھوکے پیاسے اور محتاج لوگوں کو کھانا کھلادو، پانی پلادو، کپڑا پہنادو اور تکلیفوں کو دور کردو، ضرورت مندوں کا بازار سے سودا لادو۔ پانی بھر دو، کسی کے یہاں جاکر سفارش کردو اور ان کے ساتھ چل پھر کر کام کرادو۔ ان کے رنج و تکلیف میں شریک رہو۔ خدمت کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتا ہے اور دنیا میں بھی ان کی بڑی قدر ہوتی ہے۔ خدمت خلق کی بہت فضیلت ہے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی چند حدیثیں بیان کرتا ہوں ان کو زبانی یاد کر کے عمل کرو۔

(۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

المسلم اخوا المسلم لا یظلمه ولا یسلمه من کان فی حاجة اخیه کان اللہ فی حاجته و من فرج عن مسلم کربة فرج اللہ عنه کربة من کرب یوم القیمة و من ستر مسلما ستره اللہ یوم القیامة (بخاری)

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اسے ظالم کے حوالے کرے جو اپنے بھائی کے کام میں لگا رہے گا اللہ تعالیٰ اس کے کام میں لگا رہے گا جو کسی مسلمان کی بے چینی دور کر دے گا اللہ تعالیٰ اس کی قیامت میں بے چینی دور فرمادے گا جو مسلمان کسی مسلمان کی عیب پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کے دن عیب پوشی فرمائے گا۔

(۲) اور دوسری جگہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: جو مسمان کسی مسلمان سے دنیا کی پریشانی دور کردے گا اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ اس کی آخرت کی پریشانی کو ہٹادے گا اور جو تنگدست مسلمان پر دنیا میں آسانی کردے گا اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی دونوں جہان میں پردہ پوشی کرے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوے کی اعانت میں رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد و خدمت میں مصروف رہتا ہے۔ ﴿مسلم، ابوداؤد﴾

(۳) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان للہ خلقا خلقهم لحوائن الناس یفزغ الناس الیهم فی حوائجهم اولئك الامنون

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عذاب اللہ ﴿طبرانی﴾

یقیناً اللہ تعالیٰ نے بعض لوگوں کو ضروریات انسانی کے لئے پیدا کیا ہے کہ ضرورت کے وقت عام لوگ اپنی ضراریات پیش کریں اور ان کو پورا کریں ایسے لوگ اللہ کیعذاب سے بے خوف رہیں گے اور امن کی زندگیاں بسر کریں گے۔

(۴) آپ ﷺ نے فرمایا:

ان اللہ عند اقوام نعما اقرھا عندھم ما کانوا فی حوائج المسلمین مالم یملو فاذا ملوھم نقلھا الی غیر ھم (طبرانی، ترغیب)

بہت سی قوموں کو اللہ تعالیٰ نے بڑی بڑی نعمتیں اس لئے مرحمت فرمائے ہوئے ہیں کہ وہ لوگوں کی خدمت کریں اور ان کی ضروتیں پوری کریں۔ خوشی سے یہ کام انجام دیتے رہیں نہ اس سے اکتائیں اور نہ گھبرائیں اور جب وہ لوگ خدمت خلق سے تنگ دل ہو کر اکتا جائیں گے تو اللہ تعالیٰ بھی ان نعمتوں وک ان سے چھین کر دوسروں کے حوالے کر دے گا۔“

(۵) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: ”جو مسلمان اپنے بھائی کی حاجت روائی میں جائے یہاں تک کہ اس کی ضرورت پوری ہو جائے۔ اگر صبح کے وقت جائے تو اللہ تعالیٰ پچھتر ہزار فرشتوں سے اس پر سایہ کراتا ہے اور شام کے وقت تک یہ فرشتے اس کے حق میں دعائیں کرتے رہتے ہیں اور اگر شام کے وقت جائے تو صبح تک یہ فرشتے اسی طرح دعائیں کرتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر قدم پر ایک گناہ معاف کرتا ہے اور ایک درجہ بلند فرماتا ہے “۔(ابن حبان، ترغیب)

(۶) اور آپ ﷺ نے فرمایا

من اعان عباً فی حاجتہ ثبت اللہ لہ مقامہ یوم تزول لا قدام (ترغیب)

”جو شخص اپنے بھائی کے کام میں مدد کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے مقام قدم کو ثابت رکھے گا جس دن سب کے قدم پھسل جائیں گے۔“

(۷) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: ”دوزخی لوگوں کی ایک جماعت نکلے گی تو ان میں سے ایک شخص کا گذر ایک جنتی آدمی کے پاس سے ہو گا اور دوزخی شخص جنتی سے کہے گا آپ مجھے پہچانتے ہیں جنتی کہے گا کہ تم کون ہو؟ دوزخی کہے گا میں وہی ہوں کہ دنیا میں آپ نے مجھ سے وضو کرنے کے لئے پانی مانگا تھا اور میں نے آپ کو بلا معاوضہ پانی دے دیا تھا۔ اب میں بڑی مصیبت میں ہوں آپ میری سفارش کر دیجئے وہ جنتی اس کی سفارش کرے گا تو اس کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سفارش منظور کی جائے گی اور وہ شخص بخش دیا جائے گا پھر دوسرا گذرے گا وہ کہے گا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ جنتی کہے گا تم کون ہو؟ وہ کہے گا کہ دنیا میں آپ نے فلاں کام کے لئے بھیجا تھا اور میں اس کو پورا کر کے آیا تھا۔ لہذا آج میری امداد کیجئے۔ وہ جنتی اس کی سفارش کرے گا اس کی بھی سفارش قبول ہو گی۔ وہ بھی بخش دیا جائے گا۔ (ابن ماجہ)

یعنی خدمت خلق اور حاجت روائی اور ہمدردی کرنے والے گنہگار مسلمان قیامت کیدن ایسی نیکی سے بخش دیئے جائیں گے ان کی خدمت اکارت نہ جائے گی اور جو ذرہ برابر بھی نیکی کرے گا اس کا ثواب اس کو ضروری ملے گا اور ایسی خدمتوں میں ہر قدم پر ستر ستر نیکیاں ملتی ہیں اور ستر گناہ معاف ہوتے ہیں اور بغیر حساب و کتاب کے یہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔

(۸) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من مشی فی حاجة اخیه المسلم کتب الله له بکل خطوة سبعین حسنة و محا عنه سبعین سیئة الی ان یرجع من حیث فارقه فان قضیت حاجته علی یدیه خرج من ذنوبه کیوم ولدته امة و ان هلك فیما بین ذالك دخل الجنة بغیرحساب (ترغیب)

"جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی حاجت روائی میں چلے پھرے گا۔ اس کو اللہ تعالیٰ ہر قدم پر ستر ستر نیکیاں دے گا اور ستر ستر گناہ معاف فرمائے گا یہاں تک کہ وہ واپس آجائے۔ اگر اس کے ہاتھوں اس کی ضرورت پوری ہو جائے تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے گویا آج ہی وہ پیدا ہوا ہے اگر وہ اسی کے درمیان میں مر جائے تو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہو گا۔"

(۹) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ:" ہر مسلمان پر صدقہ ضروری ہے۔ عرض کیا گیا اگر وہ کچھ بھی نہ پائے۔ فرمایا اور اپنے ہاتھ سے کام کر کے اپنی ذات کو نفع پہنچائے اور صدقہ کرے۔ کہا گیا کہ اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو فرمایا فریادی، مظلوم حاجتمند کی اعانت کرے۔ کسی نے کہا کہ اگر یہ بھی ہمت نہ ہو؟ فرمایا نیکی اور بھلائی کی بات لوگوں کو بتائے کہا اگر یہ بھی نہ کر سکے تو فرمایا شرارت اور تکلیف پہنچانے سے باز رہے۔ یہی اس کے حق میں صدقہ ہے"۔ (بخاری)

(۱۰) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

صحابہ کرام کسی غزوہ سے مدینہ واپس آئے تو ایک ساتھی کی بڑی تعریفیں کرنے لگے۔ وہ بہت اچھا آدمی ہے۔ راستہ میں برابر قرآن مجید پڑھتا رہا۔ جہاں کہیں ہم لوگوں نے پڑاؤ کر کے قیام کیا وہ ہیں نفل نمازیں کثرت سے پڑھتا رہا ایسا نیک آدمی ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کے سامان کی دیکھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھال کون کرتا تھا اس کی سواری کو چارہ کون کھلاتا تھا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا ہم نے اس کے سامان کی نگرانی کی اور اس کی سواری کو چارہ دانہ ہم نے دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اس سے بہت اچھے ہو۔ کیونکہ تم لوگوں نے خدمت کی ہے"۔

(۱۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من كان وصلة لا خيه المسلم الى ذى مسلط ان فى مبلغ براويسير عسر اعانه الله على اجازة الصراط مند دحض الاقدام (طبرانى ،ترغيب)

"جو شخص مسلمان بھائی کو بھلائی پہنچانے کا ذریعہ بنے یا اس کی تنگدستی و پریشانی کے دور کرنے میں اعانت کرے تو اللہ تعالیٰ پل صراط سے گزرنے میں اس کی اعانت کرے گا جس وقت کہ بہت سے لوگوں کے قدم پھسل جائیں گے"

(۱۲) اور آپؐ نے فرمایا:

من لقى اخاه المسلم بما يحب يسره بذالك سرهٗ الله عزوجل يوم القيامة (طبرانى ،ترغيب)

"جو شخص اپنے مسلمان بھائی سے اس لئے محبت سے ملے کہ اس کو خوشی حاصل ہو جائے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو بھی خوش کر دے گا"۔

(۱۳) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

افضل الاعمال ادخال السرور كسوت عورته اواشبعت جوعته اوقضيت حاجته (طبرانى ۔ ترغيب)

"سب عملوں سے بہتر عمل یہ ہے کہ کسی مسلمان کو خوش کرو یعنی اگر وہ برہنہ ہے تو اس کی ستر پوشی کر دو، اگر وہ بھوکا ہے تو پیٹ بھر کر کھانا دو۔ پیاسا ہے تو پانی پلادو اور اگر کسی چیز کا محتاج اور ضرورت مند ہے تو اس کی حاجت پوری کر دو۔

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

(۱٤) ان احب الاعمال الى الله تعالىٰ بعد الفرائض ادخال السرور عل المسلم (ترغيب)

'یقیناً فرائض کے بعد اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب عملوں سے زیادہ پیارا عمل مسلمان بھائی کو خوش کر دینا ہے"

(۱۵) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

من ادخل علی اهل بیت من المسلمین سرورا لم یرض الله ثوابه دون الجنة (ترغیب)

"جو شخص کسی مسلمان گھرانے والوں کے یہاں خوشی داخل کر دے گا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کر کے راضی ہوگا"۔

(۱۶) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت قدس میں آکر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ کون شخص پیارا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگوں کو زیادہ فائدہ پہنچائے۔ وہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پیارا ہے اور سب عملوں سے زیادہ محبوب کلام اللہ کے نزدیک وہ خوشی ہے جو مسلمان کے یہاں تم نے داخل کی یعنی اس کا دل خوش کر دیا تم اس کی بے چینی اور پریشانی دور کر دو، یا اس کے قرض کو ادا کر دو یا کھانا کھلا کے اس کی بھوک کو دور کر دو اور مسلمان بھائی کی حاجت روائی میں چلنا میرے نزدیک زیادہ محبوب ہے میری اس مسجد (نبوی) میں ایک مہینے کے اعتکاف سے اور جو شخص اپنے غصہ کو بائے حالانکہ وہ اس کے جاری کرنے پر قادر ہو تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے دل کو خوشنودی سے بھر دے گا اور جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی حاجت روائی میں چلے یہاں تک کہ اس کی حاجت پوری کر دے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے دونوں قدم ثابت رکھے گا جبکہ بہتوں کے قدم ڈگمگا جائیں گے۔

خدمت خلق کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی یہ سولہ حدیثیں مختلف لفظوں سے مروی ہیں ۔سب کا ماحصل یہی ہے کہ عام لوگوں خصوصا مسلمانوں کی خدمت کرنے والے مصیبت میں کام آنے والے اور ہمدردی کرنے والے سب سے اچھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے لئے بڑے بڑے درجے و انعامات ہیں ۔ان کے گناہ معاف ہوں گے۔ جنت میں داخل ہوں گے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ۔

یہی ہے عبادت اور یہی دین و ایمان — کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انسان

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو — ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

اگر تم دوسروں کی خدمت کرو گے، ان کی حاجتیں پوری کرو گے تو کل دوسرے لوگ تمہاری بھی خدمت کریں گے اور تمہاری اعانت کے لئے آمادہ ہو جائیں گے کیونکہ دنیا میں ہر امیر غریب مفلس اور بادشاہ کو کسی نہ کسی وقت دوسرے سے مدد لینے کی ضرورت پڑ ہی جاتی ہے۔ اس لئے ہر انسان کا فرض ہے کہ اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی دل کھول کر مدد کرے اور اپنی موجودہ بہتر حالت پر مغرور ہو کر کسی حاجتمند کی حاجت روائی سے بے پروائی ہرگز نہ برتے اور یہ نہ سمجھے کہ اس کو کبھی کسی کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و اما السائل فلا تنهر ہ (سورۃ اضحیٰ)

''ضرورت مند سائل کو مت جھڑکو''۔''نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو''۔ ایک دوسرے کی مدد کرنے والے کبھی گھاٹے میں نہیں رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

و العصر o ان الانسان لفی خسر o الا اللذین امنو و عملو الصالحات و تواصوا بالحق و تواصر بالصبرہo (سورۃ العصر)

میں زمانے اور وقت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یقیناً سب ہی انسان گھاٹے میں ہیں کیونکہ وقت برباد کرتے ہیں ۔ مگر ایماندار ہو کر، نیک اور لائق عمل کرنے والے اور حق و صبر کی آپس میں وصیت کرنے والے گھاٹے میں نہیں ہیں) کیونکہ ان کا وقت خیر خواہی میں گزرتا ہے۔ بہر حال حاجت مندوں کی حاجت بر آوری اور ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرنا ہر ایک انسان کا فرض ہے جس کا ادا کرنا بہت ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو خدمت خلق کی توفیق دے، آمین۔

اللھم اغفر لجمیع و المومنین و المسلمین و المسلمات الاحیاء منھم و الاموات ہ اللھم انصر من نصر دین محمد صلیے اللہ علیہ و سلم و اجعلنا منھم و اخذل من خزل دین محمد صلی اللہ علیہ و سلم ولا تجعلنا و منھم امین ہ عباد اللہ رحمکم اللہ ط ان للہ یا مر بالعدل و الاحسان و آیاء ذی القربی و ینھی عن الفحشاء و المنکر و البغی یعظکم لعلکم تذکرون ہ اذکر و اللہ یذکر کم و ادعوہ یستجب ککم و لزکر اللہ تعالیٰ اعلے و اولیے و اعزو اکبر ہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمسایوں کے حقوق

فاعوذ بالله من الشیطان الرجیم ○ بسم الله الرحمٰن الرحیم ○ و اعبدو الله و لا تشرکوا به شیئاً و بالوالدین احساناً و بذی القربی و الیتامٰی والمساکین والجار ذی القربی والجار الجنب و الصاحب بالجنب و ابن السبیل و ما ملکت ایمانکم ان الله لا یحب من کان مختالاً فخوراً۔(سورۃ نساء)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، ماں باپ کے ساتھ احسان اور سلوک کرو، اور اپنے رشتہ داروں سے اور یتیموں سے اور مسکینوں سے قرابت دار ہمسایہ سے اور اجنبی ہمسایہ سے اور پہلو کے ساتھی سے اور راہ کے مسافر اور جن کے مالک تمہارے ہاتھ میں یقیناً اللہ تکبر کرنیوالوں کو پسند نہیں کرتا۔

ہمسایہ اور پڑوسی وہ رہنے والے دو آدمی ہیں جو ایک دوسرے کے قریب رہتے اور بستے ہیں انسانیت اور اس کے تمدن کی بنیاد باہمی اشتراک عمل، تعاون اور موالات پر قائم ہے اس دنیا میں ہر انسان دوسرے انسان کا محتاج ہے اگر ایک بھوکا ہے تو دوسرے پر حق ہے کہ اپنے کھانے میں سے اس کو بھی کھلائے اگر ایک تندرست ہے تو اپنے بیمار بھائی کی تیمارداری کرے ایک پر اگر کوئی مصیبت آئے تو دوسرا اس کا شریک اور ہمدرد بنے اور اخلاقی نظام کے ساتھ انسانوں کی مجموعی آبادی باہمی محبت اور حقوق کی ذمہ داریوں کی گرہ میں بندھ کر ایک ہو جائے ہر انسان بظاہر جسمانی اور مادی حیثیت سے جتنا ایک دوسرے سے علیحدہ اور بجائے خود مستقل ہے اخلاقی اور روحانی حیثیت سے فرض ہے کہ وہ اتنا ہی زیادہ ایک دوسرے سے ملا ہوا ہو اور ایک کا وجود دوسرے کے وجود سے پیوستہ ہو اسی لئے ہر مذہب نے ان دونوں انسانوں پر جو ایک دوسرے کے قریب آباد ہوں، آپس کی محبت اور مدد کی ذمہ داری رکھی ہے کہ وہی وقت پر اوروں سے پہلے ایک دوسرے کی مدد کو پہنچ سکتے ہیں ایک اور نکتہ یہ ہے کہ انسان کو اسی سے تکلیف اور دکھ پہنچنے کا ذریعہ بھی زیادہ ہے، جو ایک دوسرے سے زیادہ قریب ہوتے ہیں اس لئے ان کے باہمی تعلقات خوش گوار رکھنے اور ایک دوسرے کو ملائے رکھنا ایک اچھے مذہب کا سب سے بڑا فرض ہے۔ تاکہ برائیوں کا سدباب ہو کر یہ پڑوس دوزخ کی بجائے بہشت کا نمونہ ہو اور ایک دوسرے کی محبت اور مدد پر بھروسہ کر کے گھر سے باہر نکلے اور گھر میں قدم رکھے۔

اسلام نے ان ہی حکمتوں کو سامنے رکھ کر ہمسائیگی کے حقوق کی دفعات بنائی ہیں عربوں میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری قوموں سے زیادہ اسلام سے پہلے بھی پڑوس اور ہمسائیگی کے حقوق نہایت اہم تھے بلکہ وہ عزت و افتخار کا موجب تھے اگر کسی عرب کے پڑوسی کے لیے بے عزتی اور عار کا موجب تھا تو اس کے لیے اس کی خاطر لڑنے مرنے کو وہ اپنی شرافت کا نشان سمجھتا تھا اسلام نے آکر عربوں کے اس احساس کو چند ترمیموں اور اصلاحوں کے ساتھ اور زیادہ قوی کر دیا۔

اب اس سلسلے میں ان احادیث کو پڑھیے اور جن میں رسول اللہ ﷺ نے پڑوسی کے حقوق کی اہمیت بتائی ہے اور ان کے حقوق کو ادا کرنے کا تاکیدی حکم دیا ہے خواہ وہ پڑوسی رشتہ دار ہو یا اجنبی، مسلمان ہو یا کافر۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

ترجمہ:۔ تین قسم کے پڑوسی ہیں، ایک وہ جس کے لئے ایک ہی حق ہے دوسرا وہ جن کے لیے دو حق ہیں اور تیسرا وہ جس کے لئے تین حقوق ہیں۔ جن پڑوسی کے لئے تین حقوق ہیں وہ مسلمان رشتہ دار پڑوسی ہے۔ ایک حق مسلمان ہونے کی حیثیت سے اور دوسرا حق رشتہ داری اور صلہ رحمی کی وجہ سے اور تیسرا حق پڑوسی ہونے کی حیثیت سے اور وہ جس کے لئے دونوں ہیں ایک اسلامی حق اور دوسرا پڑوس کا حق اور جس کے لیے ایک حق ہے وہ مشرک وکافر پڑوسی ہے۔ (بزار)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافر و مشرک کا بھی پڑوسی ہونے کی وجہ سے حق ہے جس کی ادائیگی مکارم اخلاق میں داخل ہے اور درجہ بدرجہ یہ پڑوسیت چالیس گھروں تک رہتی ہے۔

حضرت کعب بن مالکؓ روایت کرتے ہیں۔

ترجمہ:۔ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں فلاں محلہ میں رہتا ہوں اور سب سے زیادہ ہمارا قریبی پڑوسی مجھے ستاتا ہے رسول اللہ ﷺ نے ابو بکر، عمر اور علی رضی اللہ عنہم کو بھیجا کہ وہ جا کر دروازے پر کھڑے ہو کر پکار پکار کر یہ اعلان کریں کہ چالیس گھروں تک ہمسائیگی ہے اور جس کا ہمسایہ اپنے ہمسائے کو تکلیفوں سے خوف کھاتا ہے وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہو گا۔ (طبرانی)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ ہمسائے کو ستانا اور تکلیف دینا بڑی بے انصافی اور گناہ کبیرہ ہے لیکن جہاں تک ہو سکے مظلوم پڑوسی ظالم پڑوسی کی تکلیفوں پر صبر کرے اور اگر ناقابل برداشت ہو تو اپنے گھر کے سامان کو گھر کے باہر راستے میں ڈال دے تاکہ آنے جانے والے اس ظالم پڑوسی کو برا بھلا کہیں، ممکن ہے کہ وہ اس کی تکلیف رسانی سے باز آجائے رسول اللہ ﷺ نے یہی ترکیب بتائی ہے۔ ترغیب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الترہیب میں ہے۔

حضرت ابو جحیفہؓ بیان کرتے ہیں۔

ترجمہ:- ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر اپنے پڑوسی کی ایذا رسانی کی شکایت کی آپ نے صبر کی تلقین فرمائی اس کے متعدد بار شکایت کرنے کی وجہ سے آخر دفعہ میں فرمایا کہ تم اپنے گھر کے سامان کو نکال کر راستے میں ڈال دو اس نے ایسا ہی کیا جو لوگ اس راستے سے گزرتے ماجرہ سن کر اس تکلیف رساں پڑوسی کو برا بھلا کہتے اور اس پر لعنت و پھٹکار بھی کرتے اس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ لوگوں سے مجھے تکلیف پہنچ رہی ہے آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا تکلیف پہنچ رہی ہے اس نے کہا کہ لوگ مجھے لعن طعن کر رہے ہیں آپ نے فرمایا کہ لوگوں کے لعن طعن کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ تجھے لعن طعن کر رہا ہے کیونکہ تم نے پڑوسی کو تکلیف پہنچائی ہے اس نے کہا کہ میں آئندہ ایسا نہیں کروں گا شکایت کرنے والے نے رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہو کر یہ سب حال بیان کیا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ تم اپنا سامان اٹھالو۔ کیونکہ تمہاری کفایت کر دی گئی ہے۔ (طبرانی، بزار)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پڑوسی کی ایذا رسانی پر حتی الامکان صبر کرنا چاہیئے جب معاملہ حد سے بڑھ جائے تو گھر کے سامان کو راستے میں ڈال دے جب لوگوں کو پڑوسی کی تکلیف رسانی کی خبر ہو جائے گی تو وہ اس تکلیف رساں پڑوسی کو برا بھلا کہیں گے تو وہ اس کو تکلیف دینے سے باز رہے گا

اور برے پڑوسی سے بچنے کے لئے یہ دعا رسول اللہ ﷺ پڑھا کرتے تھے کہ تم برے پڑوسی اور برے ہمسائے سے اس طرح پناہ مانگتے رہو۔

اللهم انی اعوذبك من يوم السوء و من ليلة السوء و من ساعة السوء و من صاحب السؤ و من جاء السؤ فی دار المقامة (نسائی، ابن ماجه)

ترجمہ:- اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں برے دن اور رات اور بری گھڑی سے اور برے ساتھی اور برے ہمسائے سے۔

نیک پڑوسی باعث خیر و برکت ہے، اور اس کی نیکی کی وجہ سے پاس پڑوس کے سو گھرانوں سے مصیبتوں کو اللہ تعالیٰ دور فرما دیتا ہے نیک پڑوسی کی بہت فضیلت ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ:- کہ اللہ تعالیٰ نیک مسلمانوں کی برکت سے سو پڑوس کے گھرانوں سے مصیبت کو دور کر دیتا ہے پھر اس کی تائید میں آپ نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ بعض کے ذریعے سے بعض کی مصیبتوں کو دور فرما دیتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیک پڑوسی باعث سعادت اور موجب برکت ہے اور برا پڑوسی باعث نحوست ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ:- چار آدمی نیک بختی کے سبب ہیں (۱) نیک بیوی (۲) کشادہ مکان (۳) نیک پڑوسی (۴) اچھی اور فرمانبردار سواری جو اپنے سوار کو تکلیف نہ پہنائے اور چار چیزیں باعث شقاوت اور موجب نحوست ہے (۱) برا پڑوسی (۲) بری عورت (۳) بری سواری (۴) تنگ مکان۔ (ابن حبان)

اور ایک اور حدیث میں آپؐ نے فرمایا۔

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ تین آدمیوں کو دوست رکھتا ہے۔ میں نے عرض کیا وہ تین خدا کے دوست کون ہیں؟ جن سے اللہ تعالیٰ دوستی رکھتا ہے آپ نے فرمایا ایک مجاہد فی سبیل اللہ صبر کرنے والا اور ثواب کی نیت سے جہاد کرنے والا ہے، یہاں تک کہ وہ شہید ہو جائے تم قرآن مجید میں اس آیت کو پاتے ہو کہ اللہ تعالیٰ مجاہدین سے محبت رکھتا ہے جو صف بندی کر کے اللہ کے راستے میں لڑتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں اور دوسرا وہ شخص ہے کہ اس کا برا پڑوسی اس کو ستاتا ہو اور وہ اس کی تکلیف پر صبر کرتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف سے بچالے یا اس کو موت دے دے۔ (احمد، طبرانی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیک پڑوسی جو اپنے پڑوسی کو نہیں ستاتا ہے وہ خدا کا پیارا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ کے نزدیک ساتھیوں میں سے وہ سب سے بہتر ساتھی ہے جو اپنے ساتھی کے لئے بہتر ہو اور پڑوسیوں میں وہ پڑوسی سب سے بہتر ہے جو اپنے پڑوسی کے حق میں اچھا ثابت ہو۔

پڑوسیوں میں محبت کی ترقی اور تعلقات کی استواری کا بہترین ذریعہ باہم ہدیوں اور تحفوں کا تبادلہ ہے آنحضرت ﷺ خود اپنی بیویوں کو اس کی تاکید فرمایا کرتے تھے اس بنا پر ایک دفعہ حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرے دو پڑوسی ہیں تو میں ان میں سے کسی کے پاس بھیجوں، فرمایا جس کے گھر کا دروازہ تمہارے گھر سے زیادہ قریب ہے، (بخاری)

اس ہدیہ اور تحفہ کے لئے کسی بیش قیمت چیز ہی کی ضرورت نہیں بلکہ کھانے پینے کی معمولی چیزیں بھی اس کے لئے کافی ہیں کچھ نہ ہو سکے تو گوشت کا شوربہ ہی کافی ہے اور وہ زیادہ پانی بڑھا کر ہی کیوں نہ ہو۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قریب والے پڑوسی کا زیادہ حق ہے اگر آسودہ پڑوسی آسودہ ہو کر کھائے پئے اور غریب محتاج پڑوسی کی خبر گیری نہ کرے تو وہ کامل مومن نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوذرؓ کو یہ نصیحت فرمائی تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اذا طبخت مرقة فاکثر ماء ھا وتعاھد جیرانك (بخاری)

ترجمہ:- جب تم کوئی شوربہ دار چیز پکاؤ تو اس میں پانی زیادہ ملالو اور اس سے اپنے پڑوسی کی خبر گیری کرو۔

یعنی اس کے ہاں بھی بھیج دیا کرو اس طرح کرنے سے آپس میں میل و محبت زیادہ ہو گی اس قسم کے ہدیے اور تحفے بھیجنے کا موقع عورتوں کو پیش آیا کرتا ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے خصوصیت کے ساتھ عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

ترجمہ:- کوئی پڑوسن اپنے پڑوسن کے لئے کسی چیز کو حقیر نہ سمجھے اگر (دینے کے لئے) بکری کا کھر ہی کیوں کہ نہ ہو۔(بخاری، مسلم)

www.KitaboSunnat.com

یہ نصیحت و وصیت دونوں پڑوسنوں کے لیے ہے یعنی نہ تو دینے والی پڑوسن اپنے معمولی تحفے و ہدیہ کو حقیر سمجھ کر اپنی پڑوسن کو تحفہ نہ بھیجے اور دوسری پڑوسن اس معمولی ہدیہ کو دیکھ کر منہ نہ پھیرے بلکہ شکریے کے ساتھ قبول کرلے اسی طرح سے جب کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن سے روزمرہ کے برتنے والی چیز مانگے تو بلا کسی حیلے بہانے کے اگر موجود ہو تو دے دے جیسے آگ، پانی، نمک، ڈلی، ڈوئی، چمچہ، چھلنی، ہانڈی، تشتری، رکابی، کٹورا، وغیرہ ایسی چیزوں کی بعض مرتبہ ضرورت پیش آجایا کرتی ہے اور نہ دینے کی صورت میں دوسرے کو بڑی تکلیف پہنچتی ہے قرآن مجید میں ایسی چیزوں کو ماعون کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے جس کی ممانعت سے روکا گیا ہے اور نہ دینے والوں کی بڑی مذمت بیان کی گئی ہے اللہ تعالی یہ فرمارہا ہے۔

ترجمہ:- کیا آپ نے اس کو دیکھا ہے جو قیامت کے دن کو، جھٹلاتا ہے، یہی وہ ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کے کھانے کی رغبت نہیں دیتا ان نمازیوں کے لیے افسوس ہے جو اپنی نماز میں سستی کرتے ہیں اور دکھانے کے لئے ادا کرتے ہیں اور برتنے کی چیزوں کو روک لیتے ہیں۔(ماعون)

برتنے کی چیزوں سے مراد، آگ، پانی، ڈور، رسی، کدال، پھاوڑا اس قسم کی چیزیں ہیں جو مانگنے پر موجود ہوتے نہ دے وہ منافق ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت انسانی معاشرہ اسکا متقاضی ہے کہ اس قسم کی چیزیں فراخدلی کے ساتھ دی جائیں۔

اگر پڑوسی کو دیوار میں میخ اور کھونٹی گاڑنے کی ضرورت پیش آجائے اور گاڑنے سے کسی قسم کا نقصان نہ پہنچے تو گاڑنے سے روکنا نہیں چاہیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا یمنع جار جارہ ان یغرز خشبته فی جدارہ (بخاری، مسلم)

ترجمہ:- یعنی کوئی پڑوسی اپنے ہمسایہ پڑوسی کو دیوار میں کھونٹی گاڑنے سے منع نہ کرے۔

جس کا مکان مکان سے ملا ہوا ہو اور دیوار، دیوار سے ملی ہوئی ہو تو ایسی ضرورت پیش آجایا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتی ہے اور وہ اس قسم کی ہمدردیوں کا زیادہ مستحق ہے کیونکہ وہ سب سے زیادہ قریب ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لیس المومن الذی یشبع و جارہ جائع (شعب الایمان)

یعنی وہ مومن نہیں ہے جو خود آسودہ ہو اور اس کے بغل کا پڑوسی بھوکا ہو۔

پڑوسی خواہ وہ دوست ہو یا دشمن، مسلمان ہو یا غیر مسلم، سبھی کا حق برابر ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے یہاں بکری ذبح کی گئی تو انھوں نے اپنے گھر والوں سے فرمایا:

ترجمہ:- کیا تم لوگوں نے میرے یہودی ہمسائے کو اس بکری کے گوشت میں سے کچھ ہدیہ بھیجا ہے یا نہیں؟ گھر والوں نے کہا نہیں حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ اس میں سے کچھ گوشت ہدیہ کے طور پر بھیجدو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مجھے جبریل علیہ السلام نے ہمسائے کے ساتھ نیکی کرنے کی اتنی تاکید فرمایا کرتا تھے کہ میں نے سمجھا کہ اس کو ورثہ کا حصہ دار بنا دیں گے۔ (ابوداؤد)

امام مالکؒ نے موطا میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ حضرت جابرؓ گوشت کا ایک لوتھڑا لٹکائے جا رہے ہیں۔ پوچھا کیا ہے؟ انھوں نے عرض کیا، امیر المومنین گوشت کھانے کو جی چاہتا تھا تو ایک درہم کا گوشت خریدا ہے فرمایا اے جابرؓ کیا اپنے پڑوسی یا عزیز کو چھوڑ کر صرف اپنے پیٹ کی فکر کرنا چاہتے ہو کیا تمھیں یہ آیت یاد نہیں ہے۔

ترجمہ:- جس دن کافر دوزخ کے سامنے پیش کئے جائیں گے تو ان سے کہا جائے گا تم نے اپنی دنیا کی زندگی میں خوب مزے لوٹ لیے اور خوب زندگی سے فائدہ اٹھایا۔ (سورۃ الاحقاف)

رسول اللہ ﷺ کی سچی محبت یہی ہے کہ آپ کے ارشاد پر عمل کیا جائے اور پڑوسی کی عزت کی جائے۔

عبدالرحمٰن بن ابی قراد بیان کرتے ہیں۔

ترجمہ:- ایک روز نبی کریم ﷺ نے وضو کیا تو آپ کے وضو کے پانی کو آپ کے صحابہ کرامؓ تبرکاً منہ پر ملنے لگے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے ایسا کیوں کیا تو انھوں نے عرض کیا کہ اللہ اور رسول کی محبت کی وجہ سے آپ نے فرمایا جسے یہ بات بھلی معلوم ہو کہ وہ اللہ اور رسول کو دوست رکھے یا اللہ اور رسول اس کو دوست رکھیں تو اسے چاہیے کہ جب بولے تو سچ بولے اور جب لوگ اس کا اعتبار کر کے امانت رکھیں تو ان کی امانتیں جب وہ مانگیں ادا کرے اور اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے۔ (شعب الایمان)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا خدا اور رسول کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ محبت رکھنے کی نشانی ہے اور اگر اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتا تو یہ خدا اور رسول کے ساتھ دشمنی رکھنے کی علامت ہے جیسا کہ خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ :- خدا کی قسم وہ پورا مومن نہیں ہے، خدا کی قسم وہ کامل مومن نہیں ہے خدا کی قسم وہ شخص کامل ایماندار نہیں ہے عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ وہ کون شخص ہے آپؐ نے فرمایا وہ شخص ہے جس کے پڑوسی اس کی ایذارسانی سے بے خوف و خطر نہ ہوں اور محفوظ نہ ہوں۔ (بخاری، مسلم)

، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پڑوسی کو ایذا پہنچانے والا مومن نہیں ہے بلکہ پڑوسی کو ایذاء پہنچانے والا دوزخی ہے جیسا کہ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں۔

ترجمہ :- ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ فلاں عورت کی نسبت لوگ کہتے ہیں کہ وہ نماز بہت زیادہ پڑھتی ہے روزے بکثرت رکھتی ہے اور خیر خیرات بہت کرتی ہے مگر ساتھ ہی ہمسائے کو زبان سے تکلیف بھی پہنچاتی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ عورت دوزخ میں جائے گی (کیونکہ نماز روزہ، خیرات اگرچہ افضل العبادات ہے مگر وہ اس گناہ یعنی ایذائے ہمسایہ کی تلافی نہیں کر سکتے) عرض کیا یارسول اللہ ﷺ فلاں عورت کی نسبت کہتے ہیں کہ نماز کم پڑھتی ہے اور روزے تھوڑے رکھتی ہے اور خیر خیرات بھی کچھ یوں تھوڑی سی کرتی ہے۔ ہاں ہمسائے کو زبان سے تکلیف نہیں دیتی فرمایا وہ جنت میں جائے گی (کیونکہ ہمسائے کو تکلیف نہ دینا دوسری باتوں کی تلافی کر دیگا) (احمد، بیہقی)

پڑوسی کو ستانا گناہ کبیرہ ہے قیامت کے روز سب سے پہلے ان دو پڑوسیوں کی خدا کے سامنے پیشی ہوگی جنہوں نے دنیا میں ایک دوسرے کی حق تلفی کی ہوگی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اول الخصمین یوم القیمة جاران (مسند احمد)

قیامت کے روز سب سے پہلے وہ دو پڑوسی خدا کے سامنے پیش ہوں گے جنہوں نے ایک دوسرے کا حق ادا نہیں کیا اور آپس میں لڑتے جھگڑتے رہے تھے۔

قیامت کے دن خدا کے سامنے ہمسایہ اپنے ہمسایہ کے بارے میں شکایت کرے گا کہ اس نے مجھے اچھی باتوں کی نصیحت کی اور نہ بری باتوں سے روکا، نہ نماز پڑھنے کو کہا اور نہ روزہ رکھنے کو کہا۔

حضرت امام احمد بن حنبل کتاب الصلوة و ما یلزم لها کے ص ۲۲ پر فرماتے ہیں۔

ترجمہ :- یعنی حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت کے روز ایک شخص اپنے پڑوسی کے دامن کو پکڑ کے خدا کے سامنے فریاد کرے گا کہ اے میرے پروردگار اس نے میری خیانت کی ہے وہ کہے گا تیری عزت کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قسم کھا کر کہتا ہوں میں نے اس کے اہل و عیال میں اور مال میں کوئی خیانت نہیں کی ہے وہ کہے گا اے میرے پروردگار یہ تو ٹھیک کہتا ہے لیکن اس نے مجھے گناہ کرتے ہوئے دیکھا ہے مگر مجھے اس گناہ سے روکا نہیں تھا۔

نیک وبد کی پہچان ہے کہ اگر پڑوسی اپنے پڑوسی کے بارے میں یہ کہے کہ یہ اچھا ہے تو وہ اچھا ہے اور جو برا کہے وہ برا ہے۔ اس کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا یہ بیان کرتے ہیں۔

ترجمہ:۔ کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اپنے برے عمل کا علم کیونکر ہو سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تو اپنے ہمسایوں کو کہتا ہوا سنے کہ تو نے اچھائی کی ہے تو جان کہ میں نے اچھا عمل کیا ہے اور جب انہیں کہتا ہوا سنے کہ تو نے برا کام کیا ہے تو سمجھ لے بے شک میں نے برا عمل کیا ہے۔ (ابن ماجہ)

یعنی اچھے اور برے ہونے کی یہی کسوٹی ہے کیونکہ پڑوسی اپنے پڑوسی کے اخلاق حمیدہ اور افعال ذمیمہ سے خوب واقف ہوتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ:۔ کون شخص ان کلمات کو (جو میں ابھی کہتا ہوں) مجھ سے سیکھتا ہے پھر اس پر کاربند ہوتا ہے یا اس شخص کو سکھاتا ہے جو انہیں عمل میں لائے حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں سیکھتا ہوں تو آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر پانچ باتیں فرمائی۔ حرام سے بچو، سب سے زیادہ عابد بن جاؤ گے راضی بالقضاو قدر ہو جاؤ تو سب سے زیادہ غنی ہو جاؤ گے اور اپنے ہمسایہ کے ساتھ بھلائی کرو تو مومن بن جاؤ گے اور جو اپنے لیے چاہو وہی لوگوں کے لیے چاہو تو کامل مسلمان بن جاؤ گے اور زیادہ مت ہنسو اس لیے کہ زیادہ ہنسنا دل کو مار دیتا ہے۔ (احمد، ترمذی)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اپنے پڑوسی کے ساتھ نیکی کرنا مسلمان کامل ہونے کی دلیل ہے رسول اللہ ﷺ ہمیشہ اپنے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی نصیحت و وصیت فرمایا کرتے تھے۔

اپنے پڑوسی اور ہمسایہ کو تکلیف پہنچانا حرام ہے اور جو پڑوسی کو تکلیف پہنچاتا ہے تو گویا وہ خدا اور رسول کو تکلیف پہنچاتا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ:۔ جس نے اپنے پڑوسی کو ایذا پہنچائی اس نے مجھے ایذا پہنچائی اور جس نے مجھے ایذا پہنچائی اس نے خدا کو اذیت دی اور جس نے اپنی پڑوسی سے لڑائی کی اس نے مجھ سے لڑائی کی اور جس نے مجھ سے لڑائی کی اس نے خدا سے لڑائی کی۔ (ترغیب و ترہیب)

اس سے معلوم ہوا کہ پڑوسی کو ستانا حرام ہے پڑوسی کو ستانے والا جنت میں نہیں جائے گا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ:- وہ بندہ جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کا پڑوسی اس کی ایذاؤں سے امن میں نہ ہو۔ (احمد)

برائی برائی ہے جہاں بھی ہو اور گناہ گناہ ہے جہاں بھی سرزد ہو لیکن اگر وہ برائی اور گناہ اس جگہ پر ہو جہاں لازمی طور پر نیکی ہونی چاہیئے تھی تو ظاہر ہے کہ اس گناہ اور برائی کا درجہ عام گناہوں اور برائیوں سے بدرجہا زیادہ ہے بدقسمت انسان چوری ہر جگہ کر سکتا ہے مگر ظاہر کہ پڑوسی کے مکان میں چوری کرنا کتنا برا ہے۔ بدکاری اس سے ہر گہ ممکن ہے مگر پڑوس کے گھر میں جہاں سے دن رات کی آمدورفت ہے اور جہاں کے مرد پڑوس کی شریف مردوں پر بھروسہ کر کے باہر جاتے ہیں وہاں اخلاقی خیانت کس قدر شرمناک ہے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے دریافت کیا۔

ترجمہ:- زنا کے بارے میں تم لوگ کیا کہتے ہو؟ لوگوں نے کہا حرام ہے جس کو خدا اور رسول نے حرام کیا ہے قیامت تک کے لیے حرام ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دس عورتوں سے زنا کرنا آسان ہے۔ بنسبت اپنے ہمسائے کی بیوی کے ساتھ زنا کرنے سے (یعنی پڑوسی اور ہمسائے کی بیوی کے ساتھ زنا کرنے کا گناہ دوسری دس عورتوں سے زنا کرنے سے زیادہ سخت ہے) تم لوگ چوری کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ لوگوں نے کہا اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے حرام کیا ہے اس لیے وہ حرام ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دس گھرانے کی چوری کرنا آسان ہے بنسبت اپنے پڑوسی کے گھر چوری کرنے سے یعنی پڑوسی کے گھر چوری کرنے کا گناہ دس گنا چوری کرنے سے زیادہ سخت ہے۔ (احمد، طبرانی)

پڑوسی کا ایک حق یہ بھی ہے کہ اس کا دوسرا پڑوسی بغیر اس کی مرضی اور اجازت کے اپنا مکان و زمین نہیں بیچ سکتا ہے اور اگر بغیر اجازت کے بیع کر دیگا تو یہ بیع باطل ہوگی اس کو شرعی محاورے میں "شفعہ" کہا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ:- پڑوسی اپنے شفعہ کا زیادہ حق دار ہے جب کہ دونوں کا ایک ہی راستہ ہو اگر وہ موجود نہیں تو اس کا انتظار کیا جائے۔ (ترمذی)

یہ پہلے ہم بتا چکے ہیں کہ انسان مدنی الطبع ہے اس لیے سب کو چاہیے کہ بلا شر و فساد اور بغیر جنگ و جدال کے امن و امان کی زندگی بسر کریں اسی غرض سے اس نے قرآن نازل کیا ہے کہ لوگ اس کی ہدایتوں پر چلیں تو دنیا میں فساد کا نام بھی سننے میں نہ آئے خدا نے امن کے قائم کرنے کے لیے جو احکام نازل فرمائے ان میں ایک حق ہمسایہ کا بھی ہے ہمارے یہاں ایک کہاوت کہی جاتی ہے "ہمسایہ ماں کا جایا" پس یہ خلاصہ ہے پڑوسی کے حقوق کا اور ان کی تفصیل ان آیتوں اور حدیثوں میں ہے جو عنوان ہمسایہ کے ذیل میں نقل کی گئی ہیں ہمسائے کے حقوق میں ایک حق شفعہ بھی ہے جو اسلامی شریعت کی ضروریات و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خصوصیت میں سے ہے اب اس کی ضرورت کو دوسرے مذہب والوں نے بھی تسلیم کر لیا ہے اور سب اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں جہاں اسلامی قانون کے مکمل ہونے کے اور بہت سے دلائل ہیں ان میں سے ایک حق شفعہ بھی ہے۔

بہر حال ہمسائے کے بڑے حقوق ہیں (۱) اسے کسی قسم کی تکلیف نہ دی جائے (۲) نہ اس سے بیہودہ گوئی کی جائے (۳) خوشی کے وقت اس کو مبارک باد دی جائے (۴) اس کی بیماری میں بیمار پرسی کی جائے (۵) مصیبت میں اس کی مدد کی جائے (۶) اس کے عیبوں کو چھپایا جائے (۷) اس کے بیوی بچوں کو بری نگاہ سے نہ دیکھا جائے (۸) س کو تحفہ تحائف سے نوازا جائے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ :- جو اپنے دروازے کو بند رکھتا ہے تاکہ اس کا پڑوسی اور اس کے بال بچے نہ آجائیں تو وہ مومن نہیں ہے اور پڑوسی کو تکلیف دینے والا بھی مومن نہیں ہے آپؐ نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ ہمسائے کا کیا حق ہے؟ اس کا حق یہ ہے کہ وہ جب تم سے مدد طلب کرے تو تم اسے مدد دو جب قرض مانگے تو قرض دو اور جب حاجت مند ہو جائے تو اس کی فریاد رسی کرو اور جب اس کو بیماری پہنچے تو اس کی بیمار پرسی کرو اور جب اس کو بھلائی پہنچے تو مبارک باد دو اور جب اسے مصیبت پہنچے تو تسلی دو اور جب وہ مر جائے تو اس کے جنازے میں شریک ہو اور بغیر اس کی اجازت کے اپنے مکان کی دیوار اس کے مکان کی دیوار سے اونچی نہ رکھو کہ ہوا رک جائے ہاں مگر اس کی اجازت سے۔ اور اپنی ہانڈی کے بگھارنے کی خوشبو سے اس کو نہ ستاؤ مگر یہ کہ اس میں سے اس کو بھی دو ایک چمچے دے دو اور پھل پھول خریدو تو اس کے یہاں بھی ہدیہ تحفہ بھیج دو اور اگر یہ کام نہ کر سکو تو اسے خوش رکھنے کی کوشش کرو اور تمہاری اولاد پھل فروٹ لے کر باہر نہ نکلے کہ پڑوسی کے بچے کو اس کے نہ ملنے کی وجہ سے صدمہ ہو اور وہ ناخوش ہو۔ (الترغیب)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو پاس پڑوس کے حق کو ادا کرنے کی توفیق ادا فرمائے اور ہماری کوتاہیوں اور لغزشوں کو معاف فرمائے، آمین۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہمانوں کے حقوق

فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم ٥ بسم الله الرحمن الرحيم ٥ فانطلقا حتى اذا اتيا اهل قرية ن استطعما اهلها فابو ان يضيفو هما فوجد ا فيها جدارا يريد ان ينقض فاقامه قال لو شئت لتخذت عليه اجرا٥ (سورة الكهف)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب ایک گاؤں پر ان کا گذر ہوا تو انہوں نے گاؤں والوں سے کھانا مانگا، سو انہوں نے ان کی مہمانی کرنے سے انکار کر دیا، اتنے میں ان کو وہاں ایک دیوار ملی جو گرا ہی چاہتی ہے تو ان بزرگوں نے اس کو سیدھا کر دیا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تم چاہتے تو اس پر کچھ اجرت ہی لے لیتے ان بزرگ نے کہا کہ یہ وقت ہماری اور آپکی علیحدگی کا ہے۔ یہ دونوں بزرگ حضرت موسیٰ اور خضر علیہما السلام ہیں جو ایک بستی میں پہنچ کر وہاں کے لوگوں سے ملے اور چاہا کہ بستی والے مہمان سمجھ کر کھانا کھلائیں گے۔ طلب کرنے کے باوجود ان بدبختوں نے ان بزرگوں کو کھانا کھلانے سے انکار کر دیا۔ یہ دونوں بزرگ واپس ہو رہے تھے کہ راستے میں ایک دیوار دیکھی جو گرنے کے قریب تھی انہوں نے اسے مرمت کر کے سیدھی کر دی۔ مقصد یہ ہے کہ مہمانوں کی مہمان نوازی نہ کرنے کی وجہ سے قیامت تک کے لئے ان کی برائی قرآن مجید میں بیان کر دی گئی۔ اس لئے اگر تم اپنے مہمانوں کی عزت و احترام اور خدمت کرو گے تو جب تم ان کے یہاں آؤ گے تو وہ بھی تمہاری خدمت کریں گے دنیا کا عام دستور یہی ہے لیکن مسلمانوں میں اس کی بڑی اہمیت ہے۔ صفات عالیہ کی تکمیل اور مکارم اخلاق کی بلندی کے لئے یہ بات بھی ضروری ہے کہ مہمان کی عزت و احترام کے ساتھ خاطر تواضع کی جائے۔ مہمان کی خدمت اتنی اہم ہے کہ اس کو ایمان کا جزو بتایا گیا ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: جو شخص خدا اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیئے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو اللہ اور قیامت کے دن پر یقین رکھتا ہو اس کو چاہیے کہ اپنے قرابت داروں کے حقوق ادا کرے اور جو اللہ اور قیامت کو سچا جانتا ہو اس کو چاہیے کہ وہ بھلی بات کہے ورنہ چپ رہے۔ (بخاری)

اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ مہمان کی عزت و خدمت کرنا ایمان کامل ایک جزو ہے۔ مہمان کی پوری عزت و خدمت نہ کرنے والے پورے مومن نہیں۔ مہمان کا بہت بڑا حق ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

و ان لزورك عليك حق (بخاری)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: یقیناً تیرے مہمان کا تجھ پر بڑا حق ہے۔

اس لئے صحابہ کرامؓ مہمانوں کی بڑی خدمت کرتے تھے بعض دفعہ خود نہیں کھاتے مگر اپنے مہمانوں کو ضرور کھلاتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

و یؤثرون علی انفسھم و لو کان بھم خصاصۃ ۔(سورۃ الحشر)

وہ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں، گو وہ خود ہی بھوکے کیوں نہ ہوں۔

ترمذی شریف میں یہ روایت ہے کہ ایک انصاری صحابی کے یہاں ایک مہمان پہنچ گیا انہوں نے اپنے بال بچوں کا سب کھانا کھلا دیا اور مع بال بچوں کے بھوکے سو رہے اللہ تعالیٰ ن ان کی تعریف میں یہ آیت نازل فرمائی۔

خود انبیاء علیہم السلام اپنے مہمانوں کی بڑی عزت اور قدر کرتے تھے۔ چنانچہ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مہمان نوازی کا بیان قرآن مجید میں کئی جگہ پر آیا ہے۔ ایک جگہ پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ترجمہ: اے ہمارے نبی! کیا آپ کے پاس ابراہیمؑ کے معزز مہمانوں کی خبر پہنچی ہے کہ جب یہ لوگ ان کے پاس آئے تو سب سے پہلے سلام کیا ابراہیمؑ نے ان کے سلام کا جواب دیا اور اپنے دل میں سوچنے لگے یہ اجنبی لوگ ہیں۔ کبھی ان سے ملاقات نہیں ہوئی ہے پھر جلدی سے اپنے گھر جاکر موٹے تازے بچھڑے کا گوشت بھوا کر مہمانوں کے سامنے رکھا (ان مہمانوں نے کھانے میں تامل کیا) تو ابراہیمؑ نے کہا آپ لوگ کیوں نہیں کھاتے ؟ (اس پر بھی انہوں نے نہ کھایا) تب ابراہیمؑ اپنے جی میں ڈرے (ان کی یہ حالت دیکھ کر) مہمانوں نے کہا آپ کسی قسم کا اندیشہ نہ کیجئے (ہم لوگ فرشتے ہیں، کھاتے پیتے نہیں ہیں) ہم آپ کو ایک ہوشیار ذی علم فرزند کی خوش خبری دینے آئے ہیں (چنانچہ انہوں نے ذی علم لڑکے کی خوش خبری دے دی۔

یہ مہمان فرشتے تھے جو انسانی شکل میں آئے تھے حضرت ابراہیمؑ نے انہیں انسان سمجھ کر ضیافت کا حق ادا فرمایا۔ اس موقعہ سے مہمان اور میزبان کے آداب سمجھ لو۔

(۱) مہمان اور میزبان میں کلام کی ابتدا باہمی سلام سے ہونی چاہئے جیسا کہ ان مہمانوں (فرشتوں) نے کہا تھا کہ آتے ہی پہلے السلام علیکم کہا۔ اور نبی ﷺ نے فرمایا

السلام قبل الکلام (ترمذی)

گفتگو سے پہلے سلام ہونا چاہئے۔

(۲) مہمان کو اچھی جگہ ٹھہرا کے فوراً اس کے کھانے پینے کا انتظام کرنا چاہئے کیونکہ حضرت ابراہیمؑ نے سلام کے بعد فوراً کھانے کا سامان مہیا کیا۔ حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شخص اللہ اور قیامت کو سچا مانتا ہے اس کو چاہیے کہ اپنے مہمان جائز حق (حق مہمانی) عزت کیساتھ ادا کرے لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ! جائز حق کیا ہے؟ فرمایا ایک دن ایک رات اور مہمانوں کی مہمانی تین دن تک ہے۔ اس کے بعد مہمان کا حق نہیں بلکہ صدقہ ہوگا (بخاری)

(۳) مہمانوں کے کھانے پینے کا سامان پوشیدہ طور پر ان کی نگاہ سے بچا کر کرنا چاہیے کیونکہ اگر ان کو معلوم ہو جائیگا کہ ہمارے لیے کچھ کیا جارہا ہے تو وہ شاید از راہ تکلف اس سے روکیں۔ حضرت ابراہیمؑ چپکے سے کھانے پینے کا انتظام کرنے چلے گئے۔ فراغ کے معنی یہی ہیں کہ چپکے سے مہمانوں سے جدا ہو کر گھر چلے آئے۔

(۴) مہمانوں کی نشست وبرخاست کے لیے اہل وعیال سے علیحدہ ایک جگہ ہونی چاہیئے تاکہ دونوں کو تکلیف نہ ہو۔ فراغ الی اھلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے ان کو مہمان خانہ میں بٹھادیا جو اہل وعیال سے الگ تھا۔

(۵) کسی بہانے سے تھوڑی دیر کے لئے مہمانوں سے الگ ہو جانا چاہیے تاکہ ان کو آرام کرنے یا دوسری ضروریات سے فارغ ہونے میں تکلیف نہ ہو اسی لئے حضرت ابراہیمؑ کھانے پینے کا سامان کرنے کے لئے ان سے الگ ہو گئے تھے جو فراغ الی اھلہ سے معلوم ہوتا ہے۔

(۶) کھانا مہمانوں کے سامنے پیش کرنا چاہیے ان کو کھانے کا حکم نہیں دینا چاہیے کہ آپ لوگ کھانا کھائیے۔ ہاں پیش کرنے پر اگر وہ نہ کھائیں تو یوں کہہ سکتے ہو کہ آپ لوگ کھانا کیوں نہیں کھاتے؟ جس طرح حضرت ابراہیمؑ نے کہا تھا۔

(۷) مہمانوں کے کھانے سے مسرور اور نہ کھانے سے مغموم ہونا چاہیئے۔ کیونکہ جو لوگ بخیل ہوتے ہیں وہ کھانا تو مہمانوں کے سامنے پیش کر دیتے ہیں مگر ان کی خواہش یہی ہوتی ہے کہ مہمان نہ کھائے یا کم کھائے تاکہ وہ کھانا ان کے اہل وعیال کے کام آئے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم بخیل نہ تھے اس لئے جب ان لوگوں نے کھانے سے انکار کر دیا تو حضرت ابراہیمؑ نے اس کو ناپسند کیا اور ان کے دل میں یہ خطرہ پیدا ہوا کہ یہ مہمان بن کر دشمن تو نہیں آئے ہیں۔

(۸) نہ کھانے کی صورت میں میں مہمانوں کو عمدہ الفاظ میں معقول عذر کر دینا چاہیئے تاکہ میزبان کی دل شکنی نہ ہو۔ اس لئے فرشتوں نے حضرت ابراہیمؑ سے کہا کہ ہم لوگ فرشتے ہیں ہم کھاتے پیتے نہیں ہیں۔ ہمارے نہ کھانے پینے سے آپ خوفزدہ یا رنجیدہ نہ ہوں۔

(۹) معقول عذر کے بعد میزبان اپنے مہمان کو کھانے پر مجبور نہ کرے بلکہ اس کے معقول عذر کو قبول کر کے خاموش ہو جائے جس طرح حضرت ابراہیمؑ نے کیا تھا کہ فرشتوں کے عذر کے بعد آپ نے ان کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھانے پر اصرار نہیں کیا۔

(۱۰) کھانے پینے اور دیگر ضروریات سے فراغت کے بعد جب اطمینان ہو جائے تو مہمان کے قدم رنجہ ہونے اور تکلیف گوارا کرنے کی وجہ دریافت کی جائے کہ کیسے اور کس کام کے لیے آنا ہوا ہے۔

حضرت ابراہیم نے اپنے مہمانوں سے فرمایا:

فما خطبکم ایها المرسلون ۝ (الذاریات)

آپ لوگ کس مقصد کے لئے تشریف لائے ہیں۔

(۱۱) مہمانوں کی دل جوئی کے لئے خوش خلقی اور خندہ پیشانی سے بات چیت کرنا چاہیے اگر رات میں عشاء کے بعد گفتگو کا موقع ہو تو اس وقت بھی ان سے گفتگو کر سکتے ہیں یہ سمر میں داخل نہیں ہے اور بے کار بات چیت کر کے دماغ کو پریشان نہیں کرنا چاہئیے حضرت ابراہیم کے اس مکالمہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بقدر ضرورت مقصدی گفتگو فرمائی۔بیجا باتوں میں ان کو نہیں الجھایا۔

(۱۲) مہمانوں کی تکریم جزو ایمان ہے اگر کوئی شخص ان سے اہانت آمیز برتاؤ کرے تو میزبان پر فرض ہے کہ مہمان کی جانب سے مدافعت کرے۔ کیونکہ اس سے خود میزبان کی توہین ہوتی ہے۔اس لئے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم نے جب ان شریف مہمانوں کے ساتھ توہین کا برتاؤ کرنا چاہا تو حضرت لوط علیہ السلام نے ان کو روکا اور فرمایا:

ان هولاء ضیفی فلا تفضحون ۝ و اتقوا الله ولا تخزون ۝ (حجر)

یہ میرے معزز مہمان ہیں،ان کے بارے میں مجھ کو فضیحت نہ کرو،اور خدا سے ڈرو اور مجھ کو رسوانہ کرو۔

(۱۳) مہمان کو بلا ضرورت کسی کے ہاں تین دن سے زیادہ نہیں ٹھہرنا چاہئیے کیونکہ ان سے میزبان کو تکلیف ہوگی اور اس پر بار پڑے گا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: جو شخص اللہ اور قیامت کے دن کو سچا جانتا ہے اس کو چاہیے کہ اپنے مہمان کا جائزہ عزت کے ساتھ ایک دن ایک رات کرے اور مہمان کا حق تین دن ہے اس سے زیادہ ٹھہرے گا تو مہمان صدقہ کھائے گا اور اتنا زیادہ ٹھہرنا اس کے لئے جائز نہیں کہ اپنے میزبان کو تنگی میں ڈال دے (مالک،بخاری)

(۱۴) اور جب مہمان جانے لگے تو اس کو رخصت کرنے کے لیے کچھ دور اس کے ساتھ جانا سنت ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: یہ سنت ہے کہ میزبان اپنے مہمان کی تعظیم کے لئے اس کے ساتھ ساتھ مکان کے دروازے تک جائے۔

(۱۵) مہمان کے لیے یہ مناسب ہے کہ بغیر میزبان کی اجازت کے اسکے گھر میں نہ داخل ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(١٦) میزبان کے یہاں کھانا کھانے کے بعد مہمان اپنے میزبان کے لئے یہ دعا کرے۔

ترجمہ: اے اللہ! تو اس چیز میں برکت عطا فرما جو تو نے ان کو دی ہے اور ان کو بخش دے اور ان پر رحم کر ،الٰہی تو اس کو کھلا جس نے مجھے کھلایا اور اس کو سیراب کر جس نے مجھے سیراب کیا ہے۔ (مسلم، ترمذی)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو مہمانوں کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے قصوروں کو معاف فرمائے، آمین۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیوہ اور یتیم کے حقوق

فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم ○ بسم الله الرحمن الرحيم ○ و انكحو الايامٰے منكم و الصالحين من عبادكم و اماء كم ان يكونو فقراء يغنهم الله من فضله و الله و اسع عليم ○(سورة نور)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"اور (اے مسلمانو!) اپنی بیوہ عورتوں کے نکاح کر دو اپنے غلاموں اور لونڈیوں میں سے ان کے ساتھ جو نیک بخت ہوں۔ اگر یہ لوگ محتاج ہوں گے تو اللہ اپنے فضل سے ان کو غنی کر دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ گنجائش والا اور سب کے حال سے واقف ہے۔

رانڈ، اور بیوہ وہ عورت ہے جس کا خاوند مر چکا ہو اور اپنے شوہر کے ظل عاطفت سے محروم ہو گئی۔ اس کی دنیا کا سہاگ لٹ چکا وہ اپنے سر تاج کے مرنے سے غم والم کے سمندر میں غوطہ زن رہتی ہے کوئی مونس و غمخوار نہیں، کوئی یار و مددگار نہیں، کوئی مربی اور پرسان حال نہیں وہ بہت سی مشکلات میں ڈوبی رہتی ہے، مخالفین ستاتے اور تنگ کرتے ہیں بلکہ بے حامی اور بے محافظ رکھ کر روحانی اور جسمانی تکالیف کے درپے ہوتے ہیں۔ ایسی حالت میں بیوہ کا خدمت کرنا انسانی اور اسلامی فریضہ ہے اس کی اعانت سے دنیا کے لوگ خوش اور خدا اور رسول اللہ ﷺ بھی خوش ہوتے ہیں اور اس کی مدد کرنے سے بڑے بڑے درجے ملتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: بیوہ اور مسکین کے لیے دوڑ دھوپ کرنے والا اور ان کی خدمت کرنے والا ایسا ہے جیسا خدا کے راستے میں جہاد کرنے والا اور غالباً آپ نے یہ بھی فرمایا یا جیسا وہ نمازی جو نماز سے نہیں تھکتا اور جیسا وہ روزہ دار جو روزہ سے کبھی ناغہ نہیں کرتا۔ (بخاری)

دوڑ دھوپ سے خدمت مراد ہے اور اس کی رضامندی ہو تو نکاح ثانی کر دینا چاہیے تاکہ وہ سہاگن بن جائے۔ قرآن مجید میں فرمایا:

و انكحوالايای منكم (انور)

اور اپنے میں سے بے شوہر والی عورتوں کا نکاح کر دو۔

لیکن اگر کوئی بیوہ عورت عصمت عفت برقرار رکھنے کے ساتھ ساتھ چھوٹے چھوٹے بچوں کی پرورش میں لگی رہے اور نکاح کے بندھن سے آزاد رہی تو اس کی بڑی فضیلت اور ثواب ہے رسول اللہ ﷺ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا :

ترجمہ : میں اور وہ شریف اور حسن و جمال اور عزت والی بیوہ عورت جو شوہر کے انتقال کے بعد اپنے یتیم بچوں کی خاطر اپنے نفس کو نکاح سے روکے رہے اور محنت و مشقت اٹھانے کی وجہ سے اس کی رنگت کالی ہو گی ہو قیامت کے دن مرتبے اور درجے میں ان دونوں انگلیوں کی طرح قریب ہوں گے۔ (ابو داؤد)

(یزید نے (جو اس حدیث کے راوی ہیں) وسطی اور سبابہ کی انگلی کا اشارہ کر کے سمجھایا۔

غرض کہ بیوہ کو قرآن اور اسلان نے بہترین مقام عطا کیا ہے اور بوجہ اللہ اس کی مدد خدمت کرنے والا بڑا سعادت مند یا نصیب ہے یاد رہے اسلام آنے سے پہلے زمانہ جاہلیت میں اگر کوئی عورت بیوہ ہو جاتی تو اس بے چاری کی زندگی جیتے جی جہنم بن جاتی تھی بیوہ ہونے کے بعد نہ اسے سسرال میں رہنے دیا جاتا اور نہ اسے میکے جگہ ملتی تھی ہر جگہ سے اسے دھکے دے کر نکال دیا جاتا تھا، کیونکہ وہ لوگ اسے ڈائن، ناگن، ابھاگن اور قابل نفرت سمجھ کر اس کے سائے تک سے بچنا چاہتے تھے۔ اسلام نے آکر بیوہ کو جینے کا حق اور عزت کا مقام عطا کیا جسکا اعتراف یورپین مفکروں اور فرانسیسی مورخوں نے بھی کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہماری کوتاہیوں کو معاف فرمائے۔ آمین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یتیم کے حقوق

یتیم وہ کم سن بچہ ہے جو اپنے باپ کے سایہ سے محروم ہو گیا یعنی بات کا انتقال ہو گیا ہو باپ کے مرنے سے یتیم بچوں کی زندگی بے سہارا اور بے یار و مددگار ہو جاتی ہے ان کی تعلیم و تربیت کرنے والا ان کے سروں پر دست شفقت پھیرنے والا، اور ان کا پرسان حال کوئی نہیں ہوتا اس لیے ان کی دل جوئی اور خدمت کرنا اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا ہر مسلمان کا پہلا فرض ہے اور بہت بڑا ثواب اور مرتبہ ہے۔ یتیم کی خدمت کرنے والے جنت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوں گے۔ حدیث شریف میں ہے۔

ترجمہ: میں اور یتیم کی پرورش کا ذمہ دار دونوں اس طرح جنت میں ساتھ رہیں گے جس طرح یہ دونوں انگلیاں ہیں یعنی شہادت اور درمیان والی انگلیاں اور ان کے درمیان آپ نے ذرا فاصلہ رکھا۔ (بخاری)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو کسی مسلمان یتیم بچے کو اپنے ساتھ کھلائے گا پلائیگا اس کو یقیناً اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرمائے گا، سوائے اسکے کہ وہ کوئی ایسا گناہ کرے جو معاف نہ ہو جیسے شرک و کفر وغیرہ۔ (ترمذی)

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان احب البیوت الی اللہ بیت فیه یتیم مکرم

ترجمہ: اللہ کے نزدیک سب گھروں سے پیارا گھر وہ ہے جس میں تیم کی عزت اور آؤ بھگت کی جائے۔ (طبرانی)

اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

ترجمہ: جو اللہ کے لے کسی یتیم کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرے گا تو اس کے ہاتھ کے نیچے سے جتنے بال، گزریں گے۔ ہر بال کے بدلے میں کئی نیکیاں ملیں گی۔

جو یتیم کے ساتھ نیکی کرے گا میں اور وہ دونوں جنت میں ساتھ رہیں گے۔ اور آپؐ نے فرمایا:

ترجمہ: ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی سخت دل کی شکایت کی آپ نے فرمایا تم یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو اور مسکین کو کھانا کھلایا کرو تمہارا دل نرم ہو جائے گا۔ (احمد و ترغیب)

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا۔

اس ذات پاک کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ دنیا میں بھیجا ہے قیامت کے دن خدا اس کو عذاب نہیں کرے گا جو یتیم پر رحم کرے اور نرمی سے گفتگو کرے۔ (طبرانی)

یہ رسول اللہ ﷺ کی چند حدیثیں یتیم کی خدمت کے بارے میں ہیں۔ ان احادیث سے اندازہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گایا جاسکتا ہے کہ ان کی خدمت کرنے میں کتنا بڑا ثواب ہے قرآن مجید میں متعدد جگہ یتیم کا بیان آیا ہے مثلاً:

فاما الیتیم فلا تقهر (سورۃ الضحی)

یتیم ست دباؤ اور ان کے ساتھ سختی سے پیش نہ آؤ اور ان کے مال کو نہ کھاؤ۔

جو لوگ یتیم کی عزت اور خدمت نہیں کرتے ان کے اوپر عذاب نازل ہوتا ہے اور ان کی روزی تنگ ہو جاتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

جب خدا اسے آزماتا ہے اور اس کی روزی تنگ کر دیتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا، ہرگز نہیں بلکہ یتیم کی عزت نہیں کرتے اور نہ مسکین کے کھلانے پر کسی کو آمادہ کرتے ہو۔ (سورۃ فجر)

اور جو لوگ یتیموں اور مسکینوں کی عزت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی بڑی تعریف کرتا ہے۔

نیک بخت وہ لوگ ہیں جو اللہ کی محبت میں یتیم و مسکین اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔ (دھر)

اور جو لوگ ناجائز طریقے سے یتیموں کے مال پر ناجائز قبضہ کر کے کھا جاتے ہیں ان کے لئے سخت وعید ہے۔

جو لوگ ناحق یتیموں کے مال کو کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ کے انگارے بھرتے ہیں اور عنقریب یہ لوگ دوزخ میں داخل ہوں گے۔

یتیم بچوں کے مال کو خیانت اور اسراف سے نہیں خرچ کرنا چاہیے اور نہ ان کو بے سمجھی کے زمانے میں سپرد کرنا چاہیے تاکہ وہ نادانی کے زمانہ میں اس کو ضائع نہ کر دیں سرپرستوں اور متولیوں کو زیادہ خیال رکھنا چاہیے جب یتیم بچے شعور اور بلوغ کی عمر کو پہنچ جائیں اس وقت اس کا مال ان کے حوالے کیا جائے اسی لئے اسی سلسلے میں اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

ترجمہ: اور یتیموں کو ان کا مال دے دو، اور حرام کو حلال کے عوض نہ لو اور ان کے مالوں کو اپنے مالوں کے ساتھ ملا کر نہ کھاؤ، یہ بڑا گناہ ہے۔ اور اگر تم کو اندیشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے تو دو دو، تین تین، چار چار عورتوں سے اپنی پسند کے مطابق نکاح کر لو اور اگر تم کو انصاف نہ کرنے کا اندیشہ ہو تو ایک ہی سے نکاح کرو یا (وہ عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں جو) تمہاری مملوک ہوں اس میں لگتا ہے کہ ایک طرف نہ جھک پڑو اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دے دیا کرو۔ پھر اگر خوش دلی سے وہ تم کو اس میں سے کچھ چھوڑ دیں تو اسے ذوق شوق سے نہایت خوش گواری سے کھاؤ اور کم عقلوں کو ان کے مال نہ دو، کیونکہ اللہ نے ان کو تمہارے لیے ذریعہ معاش بنایا ہے ہاں ان میں سے ان کو کھلاؤ پہناؤ اور نرمی سے ان سے گفتگو کرو اور یتیموں کو آزماتے رہو یہاں تک کہ وہ شادی کی عمر کو پہنچ جائیں اور تم ان میں صلاحیت دیکھو تو ان کے مال ان کے حوالے کر دو اور اس کے مال کو فضول خرچی اور اس اندیشہ میں جلدی کر کے نہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھا جاؤ کہ یہ بڑے ہو جائیں گے جو شخص مالدار ہو اس کو (یتیم کے مال سے) الگ ہی رہنا چاہیے ہاں جو نادار ہو وہ واجبی اور مناسب طور سے کھا سکتا ہے اور جب انکے حوالے ان کے مال کو کرو تو اس پر گواہ کر لیا کرو اور حساب لینے کے لیے اللہ کافی ہے (سورۃ نساء)

ان آیتوں میں یتیموں کے متعلق کئی احکام ہیں۔

(۱) یہ ہے کہ جب یتیم بالغ ہوشیار ہو جائیں اور ان کا مال تمہارے پاس امانت کے طور پر رکھا ہوا ہو تو ان کو پورا پورا واپس کرو، خورد برد مت کرو۔

(۲) یتیموں کے اچھے مال و اسباب کو اپنے خراب مال سے نہ بدلو۔

(۳) ان کے مال کو اپنے مال کے ساتھ ملا کر نہ کھاؤ کہ یتیموں کا مال زیادہ خرچ کرو اور اپنا کم۔

(۴) یتیم لڑکی سے اگر نکاح کرو تو پورا پورا ان کا حق ادا کرو اور انصاف کرو، ورنہ ان سے نکاح مت کرو۔ ان کے علاوہ دوسروں سے چار تک کر سکتے۔

(۵) عورتوں کو مہر دے دیا کرو۔ اگر وہ اپنی خوشی سے بخش دیں تو لینے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔

(۶) جو یتیم بچے نادان اور نا سمجھ ہیں ان کے مال کو انہیں نا سمجھی کے زمانے میں مت دو، ورنہ وہ برباد کر ڈالیں گے البتہ نان نفقہ، کپڑا وغیرہ ضرور دیتے رہو، اور انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچاؤ اور انکو کاروبار میں لگائے رکھو، جب وہ سمجھدار ہو جائیں تو ان کی امانت انکے حوالے کر دو۔

(۷) ان کے بڑے ہونے کے خوف سے ان کے مال کو ناجائز طریقے سے ہڑپ مت کرو۔

(۸) محتاج، متولی بقدر اپنی مزدوری کے دستور کے موافق کھا سکتا ہے۔

(۹) مال کی واپسی کے وقت گواہ بنا لو تو کہ آئندہ کوئی جھگڑا فساد پیدا نہ ہو۔

بہر حال یتیم کے ساتھ بھلائی اور احسان کرو۔ قرآن مجید کی متعدد آیتوں میں یتیموں کے ساتھ حسن سلوک کی بڑی تاکید آئی ہے فرمایا:

ترجمہ: اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے بنی اسرائیل (یعنی تمہارے بڑوں) سے پکا قول لیا کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ سلوک کرتے رہنا اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں کے ساتھ بھی سلوک کرتے رہنا اور لوگوں کے ساتھ اچھی طرح (نرمی کیساتھ) بات کرنا اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ ادا کرتے رہنا اور پھر تم میں سے تھوڑے آدمیوں کے سوا باقی سب پھر گئے اور تم لوگ کچھ ہو (ہی بے پرواہ) کہ نصیحت کی طرف متوجہ نہیں ہوتے (بقرہ)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ترجمہ: اے پیغمبرؐ! تم سے لوگ پوچھتے ہیں کہ خدا کی راہ میں کیا خرچ کریں تو ان کو سمجھا دو کہ خیر خیرات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے طور پر جو بھی مال خرچ کرو تو وہ تمہارے ماں باپ کا حق ہے اور قریب کے رشتے داروں، یتیموں، محتاجوں اور مسافروں کا حق ہے اور تم کوئی سی بھی بھلائی لوگوں کے ساتھ کرو گے تو اللہ اس کو جانتا ہے۔ (بقرہ)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ترجمہ: اور مسلمانو! جان رکھو کہ جو چیز تم لڑائی میں غنیمت حاصل کرو اس کا پانچواں حصہ خدا کا اور رسول کا او (رسول ﷺ کے) قرابت داروں کا اور یتیموں کا اور محتاجوں اور مسافروں کا ہے۔ (انفال)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

ترجمہ: جو مال اللہ اپنے رسول کو ان بستیوں کے لوگوں سے بے لڑے مفت میں دلوا دے تو وہ اللہ کا حق ہے اور رسول ﷺ کا اور رسولؐ کے قرابت داروں کا اور یتیموں کا اور محتاجوں کا اور بے (توشہ) مسافروں کا یہ (حکم اس لئے دیا گیا کہ جو لوگ تم میں مالدار ہیں (مال ان ہی میں چلتا پھرتا نہ رہے اور مسلمانوں! جو چیز تم کو پیغمبر ہاتھ اٹھا کر دے دیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز کے لینے سے تم کو منع کریں اس سے دست کش رہو اور خدا کے غضب سے ڈرتے رہو کیونکہ خدا کی مار بڑی سخت ہے۔ (سورۃ الحشر)

اللہ تعالیٰ ہماری کوتاہیوں کو معاف فرمائے۔ آمین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی حقوق

فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم o بسم الله الرحمن الرحيم o و اذا حييتيتم بتحية فحيوا باحسن منها اوردوها ط ان الله كان على كل شئى حسيباo

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

اور جب تم کو سلام کیا جائے تو اس سے اچھا جواب دو یا تم ان ہی الفاظ کو لوٹا دو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اسلامی حقوق میں سے ایک سلام کا حق بیان کیا گیا ہے یعنی جب دو مسلمان ملیں اور ایک دوسرے کو سلام کریں تو تم بھی اس کے سلام کا اچھا جواب سلام کے ساتھ دو۔ سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا اسلامی شعار ہے یہاں تک کہا گیا ہے کہ سلام کرنے والے کو یہ نہ کہو کہ تم مسلمان نہیں ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يا ايها الذين امنو اذا ضربتيتم في سبيل الله فتبينوا ولا تقولوا لمن القى اليكم السلم لست مومناً (سورة النساء)

اے ایمان والو! جب تم سفر کرو اللہ کی راہ میں تو تحقیق کر لیا کرو اور مت کہو اس شخص کو جو تم سے سلام علیک کہے کہ تو مسلمان نہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ سلام کرنا مسلمان ہونے کی پہچان ہے السلام علیکم کا یہ مطلب ہے کہ آپ لوگوں پر سلامتی ہو۔ یعنی ہر دکھ، درد اور رنج و غم، فکر اور تمام آفتوں اور مصیبتوں سے بچے رہو اور امن و سلامتی میں رہو۔ لفظ سلام اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے جس کے معنی امن و سلامتی دینے والے کے ہیں تو مطلب ہوا کہ خدا امن و سلامتی کا سرچشمہ ہے اس کی طرف سے تمہارے اوپر امن و سلامتی کی بارش ہوتی رہے اور اس کا یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ میری طرف سے آپ [illegible] رہیں اور اس کا یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ میری طرف سے آپ [illegible] [illegible] رسانی سے مامون و محفوظ ہیں [illegible] [illegible] نہیں کروں گا۔ لفظ اسلام علیکم میں یہ ساری خوبیاں ہیں [illegible] [illegible] زیادہ [illegible] [illegible] ہوتی ہے مسلمان، مسلمان کے [illegible] [illegible] کے حق [illegible] سے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ [illegible] [illegible] [illegible]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے (۲) اس کی دعوت قبول کرے (۳) اس کی چھینک کا جواب دے (۴) اس کی بیماری کے وقت بیمار پرسی کرے (۵) مر جانے پر جنازہ میں شریک ہو (۶) اور وہ جو اپنے لیے پسند کرتا ہے وہی اپنے دوسرے بھائی کے لئے پسند کرے۔ (ترمذی، داری)

سلام کرنے میں دینی اور دنیوی بہت سے فائدے ہیں اس سے خدا کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور آپس میں میل و محبت پیدا ہوتی ہے۔ کینہ کپٹ دور جاتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: تم لوگ جنت میں اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتے جب تک ایمان نہ لاؤ گے اور تم اس وقت تک ایماندار نہیں ہو سکتے جب تک کہ آپس میں محبت نہ کرو اور میں تمہیں ایک ایسی چیز بتاتا ہوں کہ اگر تم اس پر عمل کرنے لگو گے تو آپس میں محبت پیدا ہو جائے گی وہ یہ ہے کہ تم باہمی سلام پھیلاؤ اور اسی کی اشاعت کرو۔ (مسلم)

افشاء سلام۔ یعنی سلام پھیلانے کا مطلب یہ ہے کہ ہر آشنا اور غیر آشنا کو سلام کیا جائے کسی چھوٹے بڑے، امیر و غریب کی کوئی تخصیص نہ ہو۔ مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے جو سب سے پہلا خطبہ دیا تھا وہ اسی افشاء سلام کے بارے میں تھا وہ یہ ہے۔

ترجمہ: اے لوگو! تم آپس میں سلام پھیلاؤ اور غریبوں کو کھانا کھلاؤ اور جب سب لوگ سو رہے ہوں تو اس وقت تم نماز پڑھو، جب یہ سب کام کرو گے تو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ (ترمذی)

یہ اسلام کی سب سے بڑی خوبی ہے کہ اپنے اور پرائے کو سلام کرنے کا حکم دیتا ہے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا۔

ای الاسلام خیر قال تطعمو الطعام و تقرا السلام علی من عرفت و من لم تعرف (بخاری)

اسلام کی سب سے بڑی خوبی کیا ہے آپ نے فرمایا غریبوں کو کھانا کھلانا اور اجنبی اور غیر اجنبی، آشنا اور غیر آشنا کو سلام کرنا سب سے بڑی خوبی ہے۔

سلام کرنے سے تواضع اور خاکساری پیدا ہوتی ہے اور غرور گھمنڈ جاتا رہتا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

البادی بالسلام بری من الکبر (بیہقی)

سب سے پہلے سلام کرنے والا تکبر سے بری ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ سلام کرنے میں پیش قدمی کرنی چاہیے پہلے سلام کرنے والا خدا کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنایتوں کا مستحق ہے آپ نے فرمایا:

ترجمہ: یعنی سب آدمیوں سے بڑھ کر وہ شخص اللہ کے نزدیک بہتر ہے جو سلام کرنے میں ابتدا کرتا ہے۔

کیونکہ سلام کرنے میں نفس کشی ہوتی ہے تکبر اور گھمنڈ دور ہوتا ہے عاجزی اور انکساری پیدا ہوتی ہے اسی وجہ سے ایسا شخص خدا کا مقرب ہوگا۔

صحابہ کرامؓ کا سلام

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا معمول تھا کہ بازار میں جاتے اور ہر دوکاندار، ہر مسکین اور ہر مسافر غرضیکہ ہر شخص کو سلام کرتے ایک شخص نے پوچھا کہ بازار میں آپ نہ مول بھاؤ کرتے ہیں نہ سودا سلف خریدتے ہیں نہ کہیں بیٹھتے ہیں پھر کس کام سے آتے ہیں؟ بولے صرف سلام کرنے کے لئے جب وہ خود سلام کا جواب دیتے تو سلام کرنے والے کے جواب میں بعض فقرے کا اضافہ کر دیتے (ادب المفرد)

ایک بار ایک شخص نے بار بار ان ہی کے اضافہ کے ساتھ سلام کیا اور آخر میں انہوں نے جو جواب دیا وہ بہت طویل تھا۔ یعنی السلام علیکم و رحمة الله و برکاته و طیب صلوته دوبارہ سامنا ہوتا تو باہم سلام کرتے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

ترجمہ: جو کوئی اپنے مسلمان بھائی سے ملے تو اسے سلام کرنا چاہیئے اور اگر ان دونوں کے درمیان درخت دیوار یا پتھر حائل ہو جائے تو پھر دوبارہ سلام کرنا چاہیئے۔ (ابو داؤد)

عورتوں اور بچوں سے سلام کرنا اچھا ہے حضرت اسماء بنت یزیدؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہم عورتوں کے پاس سے گزرے تو آپ نے ہم کو سلام کیا (ابن ماجہ)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہم لوگوں کے پاس تشریف لائے و نحن صبیان فسلم علینا (ابن ماجہ) ہم لوگ بچے تھے آپ نے ہمیں سلام کیا۔

دوسروں کو سلام پہنچانا

محبت اور خوشی کی باتوں میں سے یہ بھی ہے کہ اپنے ملنے جلنے والے دوست اور احباب کو غائبانہ سلام پہنچایا جائے۔ ابو داؤد میں ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت مقدسہ میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے باپ نے آپ کو سلام کہا ہے آپ نے اسکے جواب میں فرمایا علیك و علی ابیك السلام (ابو دائود) یعنی تیرے اوپر اور تیرے باپ پر سلامتی ہو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص کسی کا سلام پہنچائے تو اس کے جواب میں اسی طرح کہنا چاہیئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: جو کوئی کسی مجلس میں پہنچے تو اسے سلام کرنا چاہیے اگر وہاں بیٹھنا چاہے تو بیٹھ جائے پھر جب وہاں سے کھڑا ہو کر واپس ہو تو پھر سلام کر کے جائے کیونکہ پہلا سلام دوسرے سلام سے لائق تر نہیں۔ (ترمذی، ابوداؤد)

یعنی جس طرح اول ملاقات میں سلام کرنا لائق ہے ایسا ہی رخصتی کے وقت میں سلام کر کے جانا مناسب ہے اور آپ نے فرمایا:

ترجمہ: جب تم گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرو اور جب تم وہاں سے نکلو تو ان لوگوں کو سلامتی کی دعا دیتے ہوئے نکلو (بیہقی)

ہاتھ اور انگلی کے اشارے سے سلام کرنا اور جواب دینا درست نہیں ہے

ہاتھ اور انگلی کے اشرے کا سلام یہود و نصاریٰ کا سلام ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: نہیں ہے وہ ہم میں سے (یعنی ہمارے طریقے پر نہیں) وہ شخص جو (اسلامی طریقے کو چھوڑ کر) ہمارے غیر مسلموں کے ساتھ مشابہت کرے (سنو) نہ مشابہت کرو تم یہودیوں کیساتھ اور عیسائیوں کے ساتھ بے شک یہودی انگلیوں کے اشارے سے سلام کرتے ہیں اور عیسائی ہتھیلیوں کے اشارہ سے سلام کرتے ہیں۔ (ترمذی)

اگر زبان سے بھی السلام علیکم کہے اور دور ہونے کی وجہ سے ہاتھ سے اشارہ بھی کر دے تو جائز ہے صرف ہاتھ کے اشارہ سے سلام کرنا منع ہے حضرت اسماء بنت یزیدؓ فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ ایک روز مسجد میں تشریف لائے اور عورتوں کی ایک جماعت وہاں بیٹھی ہوئی تھی تو آپؐ نے ان کو ہاتھ کے اشارے سے سلام کیا (ترمذی) دوسری قوموں کو ابتداء سلام نہیں کرنا چاہیئے اگر وہ سلام کریں تو اس کے جواب میں علیک کہہ دینا کافی ہے (بخاری) ہاں اگر کسی مجلس میں مسلمان اور غیر مسلمان بیٹھے ہوئے ہوں تو ان مسلمانوں کو سلام کرنا چاہیے (بخاری)

یہ سلام اسلامی شعار ہے اسے چھوڑ کر دوسرے لفظوں میں کہنا درست نہیں ہے۔ اسلام سے پہلے عرب کے لوگ ملاقات کے وقت انعم الله بك عيناً و انعم الله بك صباحاً کہتے تھے یعنی تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں تمہاری صبح خوشگوار ہو۔

امراء و سلاطین کے لیے دوسرے لفظ تھے ایرانی ”زہ ہزار سال“ ہزار سال جیو کا فقرہ کہتے تھے۔ یورپ کے لوگوں میں صبح کو گڈ مارننگ (اچھی صبح) شام کو گڈ ایوننگ (اچھی شام) رات کو گڈ نائٹ (اچھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رات)وغیرہ کہنے کارواج ہے مگر اسلام نے ان سب کے بجائے السلام علیکم کا لفظ ایجاد کیا اور اس میں حسب ذیل مصلحتیں ملحوظ رکھیں۔

(۱) یہ تمام انبیاء علیہم السلام کا متفقہ طریقہ ہے جیسا کہ قرآن پاک میں اس کے استعمالات سے جو انبیاء علیہم السلام کی زبان سے ادا ہوئے ہیں و السلام علی (مریم) یا ان کے متعلق کہے گئے ہیں و سلام علی المرسلین ۝ سے ظاہر ہوتا ہے۔

(۲) ان کی صورت ذکر و دعا کی ہے دنیوی تمتعات مثلاً طول عمر وغیرہ سے اس کو تعلق نہیں اور نہ محدود و معین اوقات سے مقید ہے اس میں دائمی اور سرمدی سلامتی کا راز چھپا ہے۔

(۳) اس میں مذہبی شان زیادہ پائی جاتی ہے کیونکہ اس سے اس کی سلامتی مقصود ہے جس کی طرف السلام کا الف لام اشارہ کرتا ہے۔

(۴) اس میں مبالغہ آمیز تعظیم نہیں پائی جاتی جو بندگی و آداب عرض اور دوسرے غیر مشروع طریقوں میں پائی جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت قیس بن سعدؓ نے آپ سے کہا کہ میں نے حیرہ والوں کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے رئیسوں کو سجدہ کرتے ہیں تو آپ اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ ہم لوگ آپ کو سجدہ کیا کریں تو آپ نے ان کو اس کی اجازت نہیں دی ایک اور شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ جب ہم میں سے کوئی اپنے بھائی یا دوست سے ملے تو کیا اس کے لیے جھک جائے ؟ آپ نے نے فرمایا نہیں۔ اس نے کہا تو کیا اس سے لپٹ جائے اور اس کا بوسہ لے ؟ فرمایا نہیں۔ اس نے کہا کہ اس کا ہاتھ پکڑ لے اور اس سے مصافحہ کرے ؟ فرمایا ہاں۔

(۵) دنیا میں انسان کو جو بہتر سے بہتر دعا دی جا سکتی ہے وہ اس کی سلامتی کی دعا ہے یہ جان و مال، آل و اولاد، دنیا و آخرت کی ہر قسم کی سلامتی پر مشتمل ہے۔

(۶) جب دو انسان آپس میں ملتے تھے تو ایک دوسرے سے متوحش اور چوکنے ہوتے تھے اور ڈرتے تھے کہ کہیں غفلت میں پاکر دشمنی نہ کرے اب جب کہ اسلام کے قاعدہ کے مطابق دونوں اس لفظ کو اپنے اپنے منہ سے ادا کرتے ہیں اور اس کے معنی یہ ہیں کہ دونوں ایک دوسرے کو اپنی طرف سے اطمینان دلاتے ہیں اور دونوں ایک دوسرے کی سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔

(۷) اسلام نے اپنے پیروؤں کے درمیان اسی کو گویا آپس میں پہچان کی علامت اور رواج مقرر کیا ہے۔ آمنے سامنے جب دو زبانوں سے یہ لفظ نکلتے ہیں تو دونوں اپنے سینوں میں ہزار بیگانگی کے باوجود آشنائی کی ایک لہر پاتے ہیں اور آپس میں محبت کی کشش محسوس کرتے ہیں ، یہ بتاتا ہے کہ دونوں ایک ہی ملت محمدیہ کے ایمانی فرزند ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے فرمایا! جب تم کسی مجلس میں جاؤ تو وہاں کے لوگوں کو سلام کرو اگر طبیعت چاہے تو بیٹھ جاؤ اگر واپس آنا چاؤ تو سلام کر کے واپس آؤ۔ (ترمذی)

اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ چھوٹا بڑے کو، گزرنے والا بیٹھنے والے کو اور چھوٹی جماعت بڑی جماعت کو اور سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے (بخاری، ترمذی)

گھر میں داخل ہوتے وقت ماں باپ بیوی بچوں کو سلام کرنا خیر و برکت کا سبب ہے قرآن مجید میں ہے۔

فاذا دخلتم بیوتاً فسلموا علی انفسکم تحیۃ من عند اللہ مبارکۃً طیبۃ (سورۃ نور)

اور جب تم گھروں میں داخل ہو تو تم اپنے گھر والوں کو سلام کر لیا کرو۔ یہ خدا کی طرف سے دعا ہے خیر و برکت والی ہے اور پاکیزہ ہے۔

تفسیر ابن کثیر میں آیت کریمہ کے تحت لکھا ہوا ہے کہ حضرت جابرؓ کا فرمان ہے کہ تم اپنے گھر میں جاؤ تو خدا کا سکھایا ہوا بابرکت سلام کہو۔ میں نے تو آزمایا ہے کہ یہ سراسر برکت ہے۔ ابن طاوسؒ فرماتے ہیں کہ تم میں سے جو گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کہے۔ حضرت عطاؒ سے پوچھا گیا کہ کیا یہ واجب ہے؟ فرمایا مجھے تو یاد نہیں کہ اس کے وجوب کا کوئی قائل ہو۔ میں تو اسے کبھی نہیں چھوڑتا ہاں یہ اور بات ہے کہ بھول جاؤ، مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ جب مسجد میں جاؤ تو کہو "السلام علی رسول اللہ" اور جب اپنے گھر میں جاؤ تو کوئی نہ ہو تو اس طرح کہو "السلام علینا و علی عباد اللہ الصلحین" یہ بھی مروی ہے کہ یوں کہو بسم اللہ و الحمد للہ السلام علینا من ربنا السلام علینا و علی عباد اللہ الصلحین۔ قتادہؒ کہتے ہیں کہ اپنے گھر والوں کے پاس سلام کر کے جاؤ اور غیر آباد گھر میں جاتے ہوئے یوں سلام کرو۔ السلام علینا و علی عبادللہ الصلحین ۔ہ

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے پانچ باتوں کی وصیت کی ہے فرمایا کہ اے انسؓ! تم کامل وضو کیا کرو اس سے تمہاری عمر بڑھے گی اور جو میرا امتی ملے اسے سلام کرو۔ اس سے تمہاری نیکیاں بڑھیں گی، گھر میں سلام کر کے داخل ہو اس سے گھر کی بھلائی بڑھے گی۔ چاشت کی نماز پڑھا کرو۔ پہلے لوگوں کا یہی طریقہ تھا جس سے وہ اللہ والے بن گئے اے انسؓ! تم چھوٹوں پر رحم کرو اور بڑوں کی عزت کرو، اس سے قیامت کے دن میرے ساتھ رہو گے۔ ترمذی میں ہے۔

ترجمہ: جب تم اپنے گھر میں جاؤ تو سلام کر کے جایا کرو اس سے تم پر اور تمہارے گھر والوں پر برکت ہو گی (تفسیر ابن کثیر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصافحہ اور معانقہ

ملاقات کے وقت اظہار محبت اور اعلان مسرت کا دوسرا طریقہ مصافحہ اور معانقہ ہے اس سے سلام کے اغراض و مقاصد کی تکمیل ہوتی ہے اسی لیے اسلام نے اس کو سلام کا ایک جزو قرار دیا ہے۔

و تما م تحیا تکم وبنکم المصافحة (ترمذی) یعنی تمہارے سلام کی تکمیل تمہارے مصافحہ سے ہوتی ہے۔

لفظ مصافحہ کے معنی ہاتھ سے ہاتھ ملانے کے ہیں مصافحہ کرنے میں سلام سے زیادہ محبت کا اظہار ہے اور اس کے ساتھ دونوں کے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: ملاقات کے وقت جب دو مسلمان مل کر مصافحہ کرتے ہیں تو الگ ہونے سے پہلے دونوں بخش دیئے جاتے ہی جب دو مسلمان ملاقات کے وقت مصافحہ کریں اور نحمد الله و نستغفره کہیں تو دونوں کی مغفرت ہو جاتی ہے (ابوداؤد)

کیونکہ مصافحہ کرنے سے کینہ کپٹ دور جاتا ہے اور پاک وصاف ہو جاتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: مصافحہ کرو اس سے کینہ جاتا رہتا ہے اور ہدیہ بھیجو اس سے آپس میں محبت ہوگی اور دشمنی و عداوت جاتی رہے گی۔

سلام و مصافحہ کرنے کے بعد معانقہ کرنا اور گلے سے گلے ملنا اور بغل گیر ہونا بھی اظہار محبت کی دلیل ہے ہاتھ سے ہاتھ اور سینہ سے سینہ ملانے سے دل مل جاتا ہے جو اخوت و محبت کا واحد ذریعہ ہے رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہؓ اور حضرت جعفر بن ابی طالبؓ سے معانقہ کیا (ترمذی، ابوداؤد) مگر یہ معانقہ سفر سے آنے کے بعد ہونا چاہیے ہر ملاقات کے وقت نہیں ہونا چاہیئے حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا:

ترجمہ: یارسول اللہ جب ہم میں سے کوئی شخص اپنے دوست یا بھائی سے ملے تو ملاقات کے وقت تعظیم اور احترام کے طور پر اس کے لیے جھک سکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں پھر اس نے کہا کیا ہر وقت معانقہ کر سکتا ہے اور بوسہ لے سکتا ہے آپؐ نے فرمایا نہیں پھر اس نے کہا کہ کیا اس کا ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کر سکتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ (ترمذی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا چاہیے اور دوسری روایت میں یہ ہے وہ ملاقات کے وقت تعظیما نہیں جھک سکتا تیسری روایت میں یہ ہے کہ ہر ملاقات کے وقت معانقہ نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا چاہیے۔ بلکہ سفر سے آئے تو معانقہ کرے اور مصافحہ کے وقت سب سے پہلے اپنا ہاتھ جدا کرنے اور ہٹانے کی کوشش نہ کرے بلکہ دوسرا جب ہٹالے تب اپنا ہاتھ علیحدہ کرے رسول اللہ ﷺ جب کسی سے مصافحہ کرتے تو خود اپنے دست مبارک کو نہیں کھینچتے تھے جب تک کہ دوسرا شخص اپنے ہاتھ کو آپ کے ہاتھ سے علیحدہ نہ کر لیتا (ترمذی)

اظہار محبت کے طور پر اپنے استاد کے ہاتھ کا بوسہ لینا بھی جائز ہے حضرت زارع سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ

ترجمہ: جب ہم لوگ مدینہ طیبہ میں آئے تو جلدی جلدی اپنی سواریوں سے اترے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے ہاتھ مبارک اور پاؤں مقدس کا بوسہ لیا (ابو داؤ)

حضرت زید بن حارثہؓ سفر سے آئے تو آنحضرت ﷺ نے ان سے معانقہ کیا اور بوسہ لیا (ترمذی)

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح چھوٹے بچوں کا بھی محبت کے طور پر بوسہ لینا سنت ہے۔

قیام تعظیمی

کسی کے آنے کے وقت میں تعظیما کھڑا ہونا درست نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے حضرت ابو امامہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ عصا مبارک لیے ہوئے تشریف لائے ترجمہ: بس آپ کو دیکھ کر ہم لوگ کھڑے ہو گئے تو آپؐ نے فرمایا اس طرح مت کھڑے ہو جس طرح عجمی ایک دوسرے کے لیے تعظیما کھڑے ہو جاتے ہیں۔ (ابو داؤد)

اس لئے صحابہ کرامؓ کھڑے نہیں ہوتے تھے چنانچہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں

ترجمہ: صحابہ کرامؓ کے نزدیک رسول اللہ ﷺ سے زیادہ پیارا کوئی نہیں تھا لیکن اس کے باوجود جب آپ تشریف لاتے تو آپ کو دیکھ کر نہیں کھڑے ہوتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آپ کھڑا ہونے کو پسند نہیں کرتے ہیں۔ (ترمذی)

اور جو شخص اپنے لئے اس بات کو پسند کرے کہ لوگ تعظیما اس کے لئے کھڑے ہوں تو اس کے متعلق آپ نے فرمایا:

ترجمہ: جسے اچھا معلوم ہو کہ لوگ اس کے سامنے کھڑے ہوں تو اسے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لینا چاہیے۔

لیکن اگر مصافحہ یا معانقہ کی نیت سے یا اسے بٹھانے کی نیت سے کھڑا ہو جائے تو جائز ہے رسول اللہ ﷺ نے انصار سے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: یعنی تم اپنے سردار حضرت سعد بن معاذؓ کی طرف کھڑے ہو جاؤ اور انہیں سواری سے اتار لو۔ (بخاری)

کیونکہ وہ بیمار اور زخمی تھے جیساکہ مسند احمد کی روایت میں ہے حضرت فاطمہؓ جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آتی تھیں تو آپ کھڑے ہو جاتے ان کے ہاتھ کا بوسہ لیتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے تھے اور آپ جب ان کے ہاں آتے تھے تو وہ بھی یہی برتاؤ کرتی تھیں۔ (ابوداؤد)

خوش آمدید

ملاقات کرتے وقت کسی کو آتے ہوئے دیکھ کر مرحبا اہلاً و سہلاً اور خوش آمدید کہنا مسنون ہے معراج شریف میں جن جن نبیوں سے رسول اللہ ﷺ کی ملاقات ہوئی تھی انہوں نے آپ کو مرحبا کہا اور رسول اللہ نے بھی بعض صحابہ کرامؓ کو مرحبا اور خوش آمدید فرمایا، جیساکہ ترمذی وغیرہ کی روایتوں میں ہے۔

استیذان

استیذان کے معنی اجازت چاہنے کے ہیں یعنی کسی کے مکان میں اور گھر میں داخل ہونے کی ضرورت پیش آجائے تو داخل ہونے سے پہلے مکان والے سے گھر میں داخل ہونے کی اجازت چاہنا نہایت ہی ضروری ہے اگر اندر آنے کی اجازت مل جائے تو جانا چاہیئے اور بغیر اجازت اندر نہیں جانا چاہیئے کیونکہ بعض وقت صاحب خانہ اپنے گھر میں دوسروں کا داخل ہونا پسند نہیں کرتا ممکن ہے کہ وہ برہنہ ہو اور کسی کام میں مصروف ہو۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ جب کسی مکان پر تشریف لے جاتے تو استیذان سے پہلے دروازہ کے دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہو جاتے، بالکل سامنے کھڑے نہیں ہوتے (ابوداؤد) تاکہ اندر کی چیزوں پر اچانک نظر نہ پڑے۔

ایک مرتبہ ایک صاحب آئے اور آپ ﷺ نے دروازے کے سامنے کھڑے ہو گئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا دروازے کے دائیں بائیں جانب کھڑے ہو۔ کیونکہ استیذان کا حکم اسی لیے دیا گیا ہے تاکہ اندر کی چیزوں پر نگاہ نہ پڑے۔ (ابوداؤد)

اور اس استیذان کی اتنی بڑی اہمیت ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص بغیر اجازت گھر میں تاک جھانک کرے تو اس کی آنکھ پھوڑ دینے میں کوئی گناہ نہیں ہے (ترمذی) ایک بار کسی نے آپ کے حجرہ میں تانک جھانک کی اس وقت آپ لوہے کی کنگھی سے سر مبارک جھاڑ رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا اگر میں یہ جانتا کہ تو دیکھ رہا ہے تو اس کو تمہاری آنکھ میں مار دیتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انما جعل الا ذن من اجل البصر (ابوداود)

اجازت کی ضرورت تو اسی آنکھ کے لیے ہے۔

گھر میں آنے کی اجازت لینا ہر صورت میں ضروری ہے خواہ گھر میں ماں بیٹی ہی کیوں نہ ہو (ادب المفرد)

اجازت لینے کا طریقہ یہ ہے کہ سلام کر کے یہ کہے کہ میں اندر آسکتا ہوں تین بار سلام کرنے کے بعد اگر اجازت نہ ملے تو واپس جانا چاہیے (ابو داؤد) اسیذان کے بارے میں قرآن مجید کی دو آیتیں اور کچھ حدیثیں ذیل میں لکھی جاتی ہیں جن سے اس مسئلہ پر کافی روشنی پڑتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک کہ اجازت نہ لے لو، اور وہاں کے رہنے والوں کو سلام کرو یہی تمہارے لیے بہتر طریقہ ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ اگر وہاں تمہیں کوئی بھی نہ ملے تو بھی اجازت ملے بغیر اندر نہ جاؤ اگر تم سے کہا جائے واپس جاؤ تو فوراً واپس ہو جاؤ یہی بات تمہارے لیے زیادہ ستھرائی والی ہے جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ خوب جانتا ہے۔ ہاں غیر آباد گھروں میں جہاں تمہارا کوئی فائدہ یا اسباب ہے داخل ہو جانے میں تم پر کوئی گناہ نہیں تم جو کچھ بھی ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو۔ اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ (سورۃ نور)

اس آیت کریمہ میں شرعی آداب کا بیان ہے کہ کسی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت مانگو جب اجازت ملے تو جاؤ، پہلے سلام کرو۔ اگر پہلی دفعہ کی اجازت طلبی پر جواب نہ ملے تو پھر اجازت مانگو تین مرتبہ اجازت چاہو۔ اگر پھر بھی اجازت نہ ملے تو لوٹ جاؤ۔

صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت ابو موسیٰؓ حضرت عمر فاروقؓ کے پاس گئے تو تین مرتبہ اجازت مانگی جب کوئی نہ بولا تو آپ لوٹ گئے، تھوڑی دیر میں حضرت عمرؓ نے لوگوں سے کہا کہ دیکھو عبداللہ! ابن قیس آنا چاہتے ہیں انہیں بلالو۔ لوگ گئے دیکھا کہ وہ چلے گئے ہیں۔ واپس آکر حضرت عمرؓ کو خبر دی، دوبارہ جب حضرت ابو موسیٰؓ اور حضرت عمرؓ کی ملاقات ہوئی تو حضرت عمرؓ نے پوچھا آپ واپس کیوں چلے گئے تھے جواب دیا کہ آنحضرت ﷺ کا حکم کہ ہے تین دفعہ اجازت نہ ملے تو واپس لوٹ جاؤ میں نے تین بار اجازت چاہی جب جواب نہ آیا تو میں اس حدیث پر عمل کر کے لوٹ آیا۔ (مسلم)

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے حضرت سعد بن عبادہؓ سے اجازت مانگی فرمایا السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، حضرت سعدؓ نے جواب میں وعلیک السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ تو کہہ دیا لیکن آہستہ آواز سے کہ آپ نہ سنیں، چنانچہ تین بار یہی ہوا۔ حضور ﷺ سلام کرتے آپ جواب دیتے لیکن آہستہ آواز سے کہ آپ نہ سنیں۔ اس کے بعد آپ وہاں سے واپس لوٹ گئے حضرت سعدؓ آپؐ کے پیچھے لپکے ہوئے آئے اور کہنے لگے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا رسول اللہ آپؐ کی آوازیں میرے کانوں میں پہنچ رہی تھیں میں نے سلام کا جواب بھی دیا۔ لیکن اس خیال سے کہ آپ کی دعائیں بہت ساری لے لوں اور زیادہ برکت حاصل کر لوں اسی لئے آپ کو سنائی نہیں دیا اب آپ چلئے تشریف رکھئے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے اور انہوں نے آپ کے سامنے کش مش لار کھی اور آپ نے تناول فرمائی اور فارغ ہو کر فرمانے لگے تمہارا کھانا نیک لوگوں نے کھایا۔ فرشتے تم پر رحمت بھیج رہے ہیں تمہارے یہاں روزہ داروں نے روزہ کھولا (ابن کثیر)

صفوان بن امیہؓ جب مسلمان ہو گئے تو ایک مرتبہ کلدہ بن حنبل کو آپ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا آپ اس وقت وادی کے اونچے حصے میں تھے یہ سلام کئے بغیر اور اجازت لئے بغیر ہی آپ ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ آپ نے فرمایا لوٹ جاؤ اور کہو السلام علیکم کیا میں آؤں۔ (ابو داؤد)

اور حدیث میں ہے کہ قبیلہ بنو عامر کا ایک شخص آپؐ کے گھر آیا اور کہنے لگا میں اندر آجاؤں آپؐ نے ایک غلام سے فرمایا، جاؤ اور اسے اجازت مانگنے کا طریقہ سکھاؤ کہ پہلے تو سلام کرلے، پھر دریافت کرے اس شخص نے سن لیا ور اسی طرح سلام کر کے اجازت چاہی آپؐ نے اجازت دے دی اور وہ اندر آگئے (تفسیر ابن کثیر)

ترمذی میں ہے کہ کلام سے پہلے سلام کرنا چاہیے۔ حضرت ابن عمرؓ قضائے حاجت سے فارغ ہو کر آرہے تھے لیکن دھوپ کی تاب نہ لا سکے تو ایک قریشی کی جھونپڑی کے پاس پہنچ کر فرمایا السلام علیکم کیا میں اندر آجاؤں اس نے کہا کہ سلامتی سے آجاؤ آپ نے پھر یہی کہا۔ اس نے پھر یہی جواب دیا۔ آپ کے پاؤں جل رہے تھے کبھی اس قدم پر سہارا لیتے کبھی اس اس قدم پر، فرمایا یوں کہو کہ آجاؤ، اس نے کہا آجاؤ، آپ اندر تشریف لے گئے۔ (ابن کثیر)

حضرت عائشہؓ کے پاس چار عورتیں گئیں، اجازت چاہی کہ کیا ہم آجائیں آپ نے فرمایا، نہیں تم میں جو اجازت کا طریقہ جانتی ہو اس سے کہو کہ اجازت لے تو ایک عورت نے پہلے سلام کیا پھر اجازت مانگی حضرت عائشہؓ نے اجازت دے دی پھر یہی آیت پڑھ کر سنائی۔

ابن مسعودؓ فرماتے ہیں میں اپنی ماں ور اپنی بہنوں کے ہاں جاتا ہو تو ضرور اجازت لے لیا کرو۔ انصار کی ایک عورت نے رسول کریم ﷺ سے کہا کہ میں بعض دفعہ گھر میں اس حالت میں ہوتی ہوں کہ اگر میرے باپ بھی آجائیں یا میرا لڑکا بھی اس وقت آجائے تو مجھے برا لگتا ہے کیونکہ وہ ایسی حالت نہیں ہوتی کہ اس وقت کسی کی بھی نگاہ مجھ پر پڑے تو میں ناخوش نہ ہوں اور گھر والوں میں سے کوئی نہ کوئی آہی جاتا ہے۔ اس وقت یہ آیت اتری۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں تین آیتیں ہیں کہ لوگوں نے ان پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے۔ ایک تو یہ کہ تم میں سب سے زیادہ بزرگی والا وہ ہے جو سب سے زیادہ خوف خدا رکھتا ہو اور لوگوں کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیال یہ ہے کہ سب سے بڑا وہ ہے جو سب سے زیادہ امیر ہو۔ اور ادب کی آیتیں بھی لوگ چھوڑ بیٹھے ہیں۔

حضرت عطاءؒ نے پوچھا میرے گھر میں میری یتیم بہنیں ہیں جو ایک ہی گھر میں رہتی ہیں اور میں ہی انہیں پالتا ہوں کیا ان کے پاس جانے کے لئے بھی اجازت کی ضرورت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں ضرور اجازت طلب کیا کرو۔ میں نے دوبارہ یہی سوال کیا کہ شاید رخصت کا پہلو نکل آئے لیکن آپؐ نے فرمایا کہ تم انہیں ننگا دیکھنا پسند کرو گے؟ میں نے کہا نہیں، فرمایا پھر ضرور اجازت مانگا کرو۔ میں نے پھر یہی سوال دہرایا تو آپؐ نے فرمایا کہ کیا تو اللہ کا حکم مانے گا یا نہیں میں نے کہا ہاں، مانوں گا آپ نے فرمایا پھر بے اطلاع ہرگز ان کے پاس نہ جاؤ۔ حضرت طاؤسؒ فرماتے ہیں کہ محرمات پر ان کی عریانی کی حالت میں نظر پڑ جائے اس سے زیادہ برائی میرے نزدیک اور کوئی نہیں۔ (ابن کثیر)

حضرت ابن مسعودؓ کا قول ہے کہ اپنی ماں کے پاس بھی گھر میں بغیر اطلاع کے نہ جاؤ، حضرت عطاءؒ سے پوچھا گیا کہ بیوی کے پاس بھی بغیر اجازت کے نہ جائے؟ فرمایا جگ یہاں اجازت کی ضرورت ضرورت نہیں تاہم اطلاع ضرور ہونی چاہیے ممکن ہے وہ ایسی حالت میں اس وقت ہو کہ وہ نہیں چاہتی کہ خاوند بھی اس حالت میں اسے دیکھے۔ حضرت زینبؓ فرماتی ہیں کہ میرے خاوند حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جب میرے پاس گھر میں آتے تو کھنکھار کر آتے یا کبھی بلند آواز سے دروازے کے باہر کسی سے باتیں کرنے لگتے تاکہ گھر والوں کو آپ کے آنے کی اطلاع ہو جائے۔ چنانچہ حضرت مجاہدؒ نے تستا نسوا کے معنی بھی یہی بتائے ہیں کہ کھنکھار دینا تھوک دینا وغیرہ۔

امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ مستحب ہے کہ جب انسان اپنے گھر میں جانا چاہے تو باہر ہی کھنکھار دے یا جوتیوں کی آہٹ سنا دے ایک حدیث میں ہے کہ سفر سے رات کے وقت بے اطلاع گھر آجانے سے آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا ہے کیونکہ اس سے گویا گھر والوں کی خیانت کا پوشیدہ طور پر ٹٹولنا ہے۔

آپ ایک مرتبہ سفر سے صبح کے وقت آئے تو حکم دیا کہ بستی کے پاس لوگ اتریں تاکہ مدینے میں خبر مشہور جائے۔ شام کو اپنے گھروں میں جانا اس لیے کہ اس اثنا میں عورتیں اپنی صفائی ستھرائی کر لیں۔

اور حدیث میں ہے کہ حضورؐ سے پوچھا گیا کہ سلام تو ہم جانتے ہیں لیکن استیذان کا طریقہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا سبحان اللہ یا الحمد اللہ یا اللہ اکبر بلند آواز سے کہہ دینا، یا کھنکھار دینا جس سے گھر والے معلوم کر لیں کہ فلاں آرہا ہے۔

حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ تین بار کی اجازت اس لیے مقرر کی ہے کہ پہلی دفعہ میں تو گھر والے معلوم کر لیں کہ فلاں ہے، دوسری دفعہ میں وہ سنبھل جائیں اور ہوشیار ہو جائیں تیسری دفعہ اگر وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہیں اجازت دے دیں یا منع کر دیں جب اجازت نہ ملے تو دروازے پر ٹھہرا رہنا برا ہے۔

جاہلیت کے زمانے میں سلام کا دستور نہ تھا ایک دوسرے سے ملتے لیکن سلام نہ کرتے تھے۔ کسی کے یہاں جاتے تو اجازت نہ لیتے تھے، یوں ہی جا دھمکے، پھر کہہ دیا کہ میں آگیا ہوں تو بسا اوقات یہ گھر والے پر گراں گزرتا تھا ایسا بھی ہوتا تھا کہ وہ اپنے گھر میں کبھی ایسے حال میں ہوتا کہ اسے اس کا آنا بہت برا لگتا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ تمام برے دستور اچھے آداب سکھا کر بدل دیئے اسی لئے فرمایا کہ یہ طریقہ تمہارے لیے بہتر ہے اس میں مکان والے کو اور آنے والے کو بھی راحت ہے۔ یہ چیزیں تمہاری نصیحت اور خیر خواہی کی ہیں اگر وہاں کسی کو نہ پاؤ تو بے اجازت اندر نہ جاؤ۔ کیونکہ دوسرے کی ملک میں تصرف کرنا ہے۔ جو جائز ہے مالک مکان کو حق ہے اگر وہ چاہے اجازت دے چاہے روک دے اگر تمہیں کہا جائے لوٹ جاؤ تو تمہیں واپس چلا جانا چاہیے اس میں برا ماننے کی بات نہیں بلکہ یہ تو بڑا ہی پیارا طریقہ ہے۔ بعض مہاجرین رضی اللہ عنہم اجمعین افسوس کیا کرتے تھے کہ ہمیں اپنی پوری عمر میں اس آیت پر عمل کرنے کا موقع نہیں ملا کہ کوئی ہم سے کہتا لوٹ جاؤ اور ہم اس آیت کے ماتحت وہاں سے واپس ہو جاتے اجازت نہ ملنے پر دروازے پر ٹھہرا رہنا بھی منع فرمایا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے عملوں سے باخبر ہے۔

یہ آیت اگلی آیت سے مخصوص ہے اس سے ان گھروں میں بلا اجازت جانے کی رخصت ہے جہاں کوئی نہ ہو اور وہاں اس کا کوئی سامان وغیرہ ہو، جیسے مہمان خانہ وغیرہ، یہاں جب پہلی مرتبہ اجازت مل گئی پھر ہر بار کی اجازت ضروری نہیں۔ اسی طرح سے تاجروں کے گودام، مسافر خانے، ویٹنگ روم وغیرہ۔

یہ آداب تو اجنبی اور ناآشنا لوگوں کے لئے تھے لیکن کچھ لوگ ایسے ہیں جن سے پردہ کرنا ضروری نہیں اور ہر وقت گھر میں آتے جاتے رہتے ہیں مثلاً چھوٹے چھوٹے بچے یا لونڈی، غلام اس لیے اگر ان کے لیے بھی ہر وقت اجازت لینے کی ضرورت ہو تو اس سے بڑی تکلیف ہو گی۔ البتہ خاص خاص اوقات میں جن میں لوگ اکثر بے پردہ رہتے ہیں ان کے لئے بھی اذن طلب کرنا ضروری ہے اور خود قرآن مجید نے ان اوقات کی تعین کر دی ہے یعنی نماز عشاء کے بعد سے نماز صبح سے پہلے تک کہ کپڑے اتار کر سونے کا وقت ہے اور دوپہر کو جب قیلولہ کے لئے کوئی لیٹے کہ یہ بھی تخلیہ کا وقت ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ترجمہ: مسلمانو! تمہارے ہاتھ کے مال (یعنی لونڈی غلام) اور تم میں سے جو سن بلوغت کو نہیں پہنچے تین وقت میں تمہارے پاس آنے کی تم سے اجازت لے لیا کریں (ایک تو) نماز صبح سے پہلے (دوسرے) جب تم دوپہر کو سونے کے لئے معمول کے مطابق کپڑے اتار دیا کرتے ہو۔ اور (تیسرے) نماز عشاء کے بعد (یہ) تین وقت تمہارے پردے کے وقت ہیں، ان اوقات کے سوا نہ (تو بے اذن آنے دینے میں) تم پر کچھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گناہ ہے اور نہ (بے اذن چلے آنے میں) ان پر (کچھ گناہ ہے کیونکہ) وہ اکثر تمہارے پاس آتے جاتے رہتے ہیں (اور) تم میں سے بعض کو یعنی تمہارے پاس آنے جانے کی ضرورت لگی رہتی ہے تو بار بار اذن مانگنے میں تم لوگوں کو بڑی تکلیف ہو گی اسی طرح اللہ تعالیٰ تم سے (اپنے) احکام کھول کھول کر بیان کرتا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے اور مسلمانو! جب تمہارے لڑکے حد بلوغت کو پہنچیں تو جس طرح ان سے اگلے یعنی ان سے بڑی عمر کے لوگ گھروں میں آنے کی اجازت مانگا کرتے تھے اسی طرح انکو بھی اجازت مانگنی چاہیے۔ (سورۃ نور)

خلاصہ یہ ہے کہ اسلامی حقوق میں سے حدیث مذکور کے مطابق چھ حقوق میں سے ایک حق سلام کرنا ہے اور سلام کا جواب دینا اور اسی کے حکم میں گھر میں داخل ہونے کی اجازت وغیرہ طلب کرنا ہے

(۲) دوسرا اسلامی حق یہ بتایا گیا ہے کہ جب مسلمان بھائی دعوت دے تو اس کی ہمت افزائی کرے اور خوش کرنے کے لئے اس کی دعوت قبول کرلے اس طرح میل و محبت، اخوت و ہمدردی پیدا ہوتی ہے، جو کسی مسلمان بھائی کی دعوت قبول نہ کرے وہ خدا اور رسول کا نافرمان ہے۔

ترجمہ: جس کو دعوت دی گئی اس نے اس کو قبول نہیں کیا تو اس نے خدا اور رسول کی نافرمانی کی اور بغیر دعوت کے جو کوئی گیا وہ چور ہو کر داخل ہوا اور ڈاکو ہو کر نکلا (ابو داؤد)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: جس نے دعوت چھوڑ دی اور دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا اس نے خدا اور رسول کی نافرمانی کی (بخاری)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: جب تم میں سے کسی کو کھانے کے لئے بلایا جائے تو اس دعوت کو منظور کرلے اور پھر اگر طبیعت چاہے تو کھائے اور اور اگر مرضی نہ ہو تو نہ کھائے۔ (مسلم)

ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ دعوت کا منظور کرنا ضروری ہے بلکہ بعض علماء کے نزدیک واجب ہے۔

رسول اللہ ﷺ امیر و غریب کی دعوت قبول فرمالیا کرتے تھے، بخاری شریف میں ہے

ترجمہ: اگر کوئی مجھے بکری کا کھر کھانے کے لئے بلائے تو میں اسے منظور کرلوں گا اور اگر کوئی بکری کا شاہانہ کا ہدیہ دے تو میں اس کو قبول کرلوں گا۔ (بخاری)

دعوت قبول نہ کرنا تکبر کی علامت ہے اور دعوت کا قبول کرنا تواضع اور انکساری کی علامت ہے اور مسلمان بھائی کے دل کی خوشی کا سبب ہے احیاء العلوم میں حضرت امام حسنؓ کی یہ حکایت لکھی ہوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ حضرت امام حسنؓ کچھ مسکینوں کے پاس سے گذرے جو سڑک پر لوگوں سے سوال کرتے تھے اس وقت انہوں نے روٹی کے ٹکڑے زمین پر پھیلار کھے تھے اور سب بیٹھے کھارہے تھے اور آپ خچر پر سوار تھے۔ انہوں نے آپ سے کہا اے رسول اللہؐ کے نواسے! آئیے کھانا کھائیے۔ آپ نے فرمایا بہتر ہے اللہ تعالیٰ متکبروں کو نہیں چاہتا یہ کہہ کر خچر سے اتر پڑے اور ان کے ساتھ زمین پر بیٹھ کر تناول فرمایا پھر سلام کر کے سوار ہوئے اور فرمایا میں نے تمہاری دعوت قبول کی تم بھی میری دعوت منظور کرو، انہوں نے بسر و چشم دعوت قبول کر لی آپ نے ان کو ایک وقت متعین کر دیا جب وہ آئے تو خوب عمدہ کھانا ان کے سامنے لائے اور آپ نے بھی ان کے ساتھ کھانے میں شرکت کی۔

حضرت امام حسنؓ نے ان غریبوں کی دل جوئی کی جس سے معلوم ہوا کہ دولت امیر و غریب کی قبول کرنا مستحب ہے البتہ فاسق و فاجر اور متکبروں کی منظور نہیں کرنی چاہیے۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فاسقوں کے ہاں کی دعوت قبل کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (مشکوۃ)

(۳) مسلمان بھائی کی چھینک کا جواب دینا اسلامی حق ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے چھینک لینے کو دوست رکھا ہے اور جمائی لینے سے ناخوش ہوتا ہے تو جب تم میں سے کوئی چھینک لے تو ساتھ ہی وہ الحمد اللہ بھی کہے تو جو مسلمان اسے الحمد لله کہتے سنے اس پر حق ہے کہ جواب میں یرحمك الله کہے لیکن جمائی لینا شیطان کی تحریک سے ہے تو جب تم میں سے کوئی شخص جمائی لے تو جہاں تک بن پڑے اسے روک لے کیونکہ تم میں سے جب کوئی جمائی لیتا ہے تو شیطان اس سے ہنستا ہے۔ (بخاری)

یہ چھینک بھی خدا کی ایک نعمت ہے جس سے راحت پہنچتی ہے اسی لئے چھینکنے والے کو الحمد اللہ کہنے کا حکم ہے وہ اللہ کے شکریہ میں اس کی تعریف کرے اور سننے والا اس کی الحمد لله کے جواب میں یرحمك الله کہے یعنی تیرے اوپر اللہ رحم کرے اور وہ چھینکنے والا اس کے جواب میں کہے یهدیك الله و یصلح بالك الله تمہیں ہدایت دے اور تمہاری حالت سدھارے۔ اس قسم کی دعا کو اسلامی حق ٹھہرایا گیا ہے جس سے بڑی ہمدردی ثابت ہوتی ہے۔

(۴) اور مسلمان بھائی کی بیمار پرسی کرنا بھی اسلامی حق ہے دنیا میں ہر کمزور انسان، بلکہ ہر جاندار جو اپنی خدمت آپ نہیں کر سکتا وہ ہماری ہمدردیوں کا زیادہ محتاج ہے بیماروں کی دیکھ بھال ان کی غم خواری، تیمارداری اور ان کی خدمت گزاری کو عیادت اور بیمار پرسی کہتے ہیں یہ عیادت بقدر ہمت ہر تندرست انسان پر فرض ہے رسول اللہ ﷺ نے بیماروں کی عیادت کی خاص تاکید فرمائی ہے اس کے لئے آداب اور دعائیں سکھائی ہیں اور اسکا ثواب بھی بیان فرمایا ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: جو مسلمان کسی مسلمان کی بیمار پرسی کرے اور صبح کے وقت جائے تو شام تک اس کے لئے ستر ہزار فرشتے دعائے مغفرت اس کے حق میں کرتے ہیں اور اگر وہ شام کو بیمار پرسی کے لئے جاتا ہے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے بارگاہ ایزدی میں دعائے مغفرت کرتے ہیں اور اسے پختہ میووں والا جنت کا ایک باغ ملے گا۔ (ترمذی، ابوداؤد)

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور بیمار کی عیادت کرو خدمت کرو اور قیدی کو چھڑاؤ۔

اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: جو شخص کسی بیمار کی خدمت کو جائے اور اس کی تیمارداری کرے تو آسمان سے فرشتہ پکارا ہے اور کہتا ہے تم نے بہت ہی اچھا کام کیا، تمہارا چلنا پھرنا تمہیں مبارک ہو، تم نے اپنا ٹھکانا جنت میں بنایا۔ (ابن ماجہ)

اور آپؐ نے فرمایا:

ترجمہ: جب کسی کی عیادت کے لئے جاتو پہ اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر تسلی دو اور اس کے شفا پانے کی دعا کرو (ابو داؤد)

آنحضرت ﷺ خود بھی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تھے یہاں تک کہ غیر مسلموں کی بیمار پرسی کے لئے اور مشرکوں، یہودیوں اور منافقوں کی عیادت کے لئے بھی جایا کرتے تھے۔ (بخاری)

حضرت سعد بن معاذؓ انصاری جب جنگ خندق ۵ھ میں زخمی ہو گئے تھے تو آپؐ نے ان کا خیمہ مسجد میں نصب فرمایا تھا۔ تاکہ سب نمازی ان کی عیادت آسانی سے کر سکیں۔ (ابو داؤد)

حضرت رفیدہؓ صحابیہ جو ثواب کی خاطر زخمیوں کا علاج اور ان کی خدمت کیا کرتی تھیں ان کا بھی خیمہ اسی مسجد میں رہا کرتا تھا تاکہ جنگ کے زخمی مسلمانوں کی تیمارداری اور مرہم پٹی کریں اور بیماروں کی تیمارداری عورتیں ہی اچھی طرح کر سکتی ہیں اسی لئے غزوات میں بھی بعض ایسی بیویاں اور صحابیات ساتھ رہتی تھیں جو بیماروں کی تیمارداری اور زخمیوں کی مرہم پٹی کیا کرتی تھیں۔ (مسلم، نسائی)

بیمار کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

ترجمہ: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ دریافت فرمائے گا کہ اے آدم کے بیٹے! میں بیمار پڑا تو تو نے میری عیادت نہیں کی۔ وہ کہے گا اے میرے پروردگار! تو سارے جہان کا پروردگار ہے میں تیری عیادت کیونکر کرتا۔ پروردگار فرمائے گا کیا تجھے خبر نہ ہوئی کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا مگر تو نے اس کی عیادت نہ کی۔ اگر تو اس کی بیمار پرسی کرتا تو مجھے بھی پاس کے پاس پاتا۔ (مسلم)

(۵) اسلام کا پانچواں حق یہ ہے کہ مسلمان بھائی کے مر جانے کے بعد اس کے جنازے میں شریک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو اور اس کے کفن و دفن کا انتظام کرے اور جنازے کی نماز پڑھے اور جنازے کے ساتھ ساتھ قبرستان تک جائے اس کے لئے قبر کھودے دفن کرے اور مٹی دے اور دعائے خیر کر کے وہاں سے لوٹے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: جو کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ ساتھ مومن ہونے کی حیثیت سے اور آخرت میں ثواب لینے کی غرض سے جائے اور اس کے جنازے کے ساتھ ساتھ رہے یہاں تک کہ اس کے جنازے کی نماز پڑھی اور اس کے دفن سے فارغ ہو گیا تو وہ دو قیراط ثواب لے کے واپس ہوتا ہے اور ہر قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے اور جو صرف جنازے کی نماز پڑھ کر لوٹ آئے اور دفن تک نہ رہے تو ایک قیراط ثواب لے کر لوٹے گا۔ (بخاری)

یعنی جو ایمان و ثواب آخرت حاصل کرنے کی غرض سے بلا ریا نمود کے کسی مسلمان کے جانزے میں شریک رہا اور جنازے کی نماز بھی پڑھی اور مٹی بھی ڈالی تو اس کو دو پہاڑ کے برابر ثواب ملے گا اور جو نماز پڑھ کر دفن ہونے سے پہلے واپس چلا آئے تو ایک پہاڑ کے برابر ثواب ملے گا۔ قیراط کے معنی درہم کے بارہویں حصے کے ہیں اور پہاڑ کے بھی ہیں لیکن اس جگہ ڈھیر مراد ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من تبع جنازةً ثلاث مرار فقد قضىٰ ماعليه من حقها (ترمذی ،مشكوٰة)

ترجمہ: جو جنازے کے ساتھ ساتھ گیا اور اس کو تین مرتبہ اٹھایا اور کندھا دیا تو اس نے جنازہ کا حق ادا کر دیا (ترمذی، مشکوٰۃ)

حضرت جعفر بن محمد اپنے والد سے مرسل طریقے سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: میت پر اپنے دونوں ہاتھوں سے تین لپیں بھر بھر کر مٹی ڈالی ہے اور آپؐ نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی قبر پر پانی چھڑکا اور اس پر نشانی کے طور پر سنگریزے رکھے۔ (شرح السنۃ، مشکوۃ)

یعنی مسلمان بھائی کی قبر پر تین لپ مٹی ڈالنا سنت ہے اور یہ میت کا حق ہے یہ نیکی قیامت کے دن کام آئے گی اور یہ مٹی ترازو میں رکھ کر تولی جائے گی چنانچہ مرقاۃ شرح مشکوۃ میں اس حدیث کے تحت لکھا ہے۔

ترجمہ: کسی نے خواب میں دیکھا کر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اس نے کہا کہ میری نیکیاں تولی گئیں تو برائیوں کا پلہ نیکیوں کے پلے پر بھاری ہو گیا پھر نیکیوں کے پلے میں ایک تھیلی گر پڑی تو نیکیوں کا پلہ بھاری ہو گیا تو اس تھیلی کو کھول کر دیکھا تو اس میں ایک مٹھی مٹی تھی جو مسلمان میت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی قبر پر ڈالی تھی۔

اور حضرت ابو ہریرہؓ مرفوعا روایت کرتے ہیں کہ

ترجمہ: یعنی جس نے مسلمان میت پر اخلاص اور طلب ثواب کی نیت سے مٹی ڈالی تو ہر مٹی کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نیکی لکھتا ہے۔

اور بیہقی نے حضرت ابو امامہؓ سے روایت کیا ہے!

ترجمہ: ایک شخص کا انتقال ہو گیا اس کے پاس کوئی نیکی نہیں تھی مگر تین لپیں مٹی کی تھیں جو مسلمان میت کی قبر پر ڈالی تھی تو اس کے گناہ بخش دیئے گئے۔

پہلی لپ پر منها خلقنا کم اور دوسری لپ پر و فیها نعید کم اور تیسری پر و منها نخرجکم تارۃ اخرے پڑھنا مستحب ہے۔

مٹی ڈالنے کے بعد قبر پر پانی چھڑکنا بھی سنت ہے اس کے بعد سب مسلمان مل کر میت کے واسطے دعائے مغفرت کریں کہ اے الہ! اس وقت اس میت پر آسانی کر اور اسے ثابت قدم رکھ اور اس بے چارے کی مدد کر اور اس پر رحم فرما، تاکہ اس پر منکر نکیر کے سوال آسان ہو جائیں اسی طرح بہت دیر تک اس کی ہمدردی میں اور اس کے حق میں دعائے خیر کرنا اور بہت دیر تک تسبیح و تہلیل و تکبیر کہتے رہنا اور سرہانے کی طرف کھڑے ہو کر آلم سے مفلحون تک اور پائنتی کی طرف آمن الرسول سے ختم سورۃ بقرہ تک پڑھنا چاہیے

(٦) مسلمان بھائی کا چھٹا حق یہ ہے کہ جو اپنے لیے ناپسند کرے وہی اپنے بھائی کے لئے بھی ناپسند کرے یہی ہمدردی اور خیر خواہی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: دین خیر خواہی ہے آپ نے یہ تین دفعہ فرمایا۔ ہم نے عرض کیا کس کے لئے؟ آپ نے فرمایا اللہ کے لیے اور اللہ کی کتاب کے لئے اور اللہ کے رسول کے لئے اور مسلمانوں کے اماموں کے لئے اور عام مسلمان کے لئے۔ (مسلم)

نصیحت کے معنی اخلاص اور خلوص اور بھلائی کے ہیں۔ لمعات شرح مشکوٰۃ میں یہ لکھا ہے۔

نصیحت کے اصلی معنی خلوص کے ہیں اور خالص شہد کو ناصح کہا جاتا ہے اور ہر خالص چیز نصیحت ہوتی ہے یہاں خیر خواہی اور بھلائی چاہنا مراد ہے محاورے میں کہا جاتا ہے میں نے اس کو نصیت کی اور یہ نصیحت ہر قول و فعل میں جاری ہوتی ہے جس میں دوسرے کی بھلائی مقصود ہو۔ وصیت و نصیحت کی

اور یہ نصیحت ہر قول و فعل میں جاری ہوتی ہے جس میں دوسرے کی بھلائی مقصود ہو۔ نصیحت و وصیت دونوں کے ایک ہی معنی ہیں مجمع البحار میں نصیحت کے یہی معنی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث شریف کا خلاصہ۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ کے لئے نصیحت اور خیر خواہی اس میں ہے کہ اللہ کو ایک وحدہ لاشریک سمجھنا اور اس کے وجود ہستی پر صحیح اعتقاد رکھنا کہ اللہ موجود ہے اور ذات و صفات میں کسی کو شریک نہ کرنا اور اس کی عبادت اور اطاعت، اخلاص نیت کے ساتھ اس کی رضا کے لئے کرنا اور اس کے حقوق کو بجالانا اور اس کی منع کی ہوئی چیزوں سے رکنا، یہ اللہ کے لئے خیر خواہی ہے اور اللہ کی کتاب کے لئے نصیحت یہ ہے کہ قرآن مجید کو اللہ کا کلام سمجھنا اور اس کی تصدیق کرنا اور جو اللہ کی کتاب میں ہے اس پر عمل کرنا اور اس کی تلاوت کرنا اور اس کو اپنا دستور العمل بنانا اور اسی کے مطابق دین و دنیا کے کاموں کا فیصلہ کرنا اور اس کی آیتوں میں غور و فکر کرنا وغیرہ، اللہ کی کتاب کے لئے نصیحت ہے اور اللہ کے رسول کے لئے نصیحت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو سچے دل سے ان کے رسول ہونے کا اقرار کرنا اور آپ کی نبوت تسلیم کرنا اور آپ کے اوامر و نواہی پر کاربند ہونا اور اتباع و فرمانبرداری کرنا ہی رسول کے لیے نصیحت ہے اور مسلمان حاکموں کے لئے نصیحت یہ ہے کہ جب تک وہ شریعت پر چلیں اور حق بات کی تلقین کریں ان کی اطاعت کی جائے اور ان کے ساتھ بغاوت نہ کی جائے ان کا خیر خواہ رہنا اور دینی معاملات میں ان کی اطاعت و فرمانبرداری کرنا اور بغاوت و سرکشی نہ کرنا۔ ان کی بد خلقی اور ظلم پر صبر کرنا اور علماءؒ کے لئے خیر خواہی یہ ہے کہ وہ جو حق بات کہیں اور صحیح فتویٰ دیں تو اس عالموں کی بات پر عمل کرنا اور ان کی عزت و احترام کرنا، خدا اور رسول کے حکم کے مطابق اور عام مسلمانوں کے لئے نصیحت و خیر خواہی یہ ہے کہ ان کے دین و دنیا کی اصلاح کرنا، ملی و قومی ترقی اور تعلیم و اخلاق، اصلاح، تمدن وغیرہ میں کوشش کرنا، ان کی تعلیم کا بندوبست کرنا ان کے یتیموں اور بیواؤں کی پرورش کرنا، تکلیف دہ چیزوں سے ان کو بچانا اور نفع بخش چیزوں سے ان کو آگاہ کرنا اور ہر قسم کی ہمدردی اور سلوک سے پیش آنا یہ عام مسلمانوں کے لئے نصیحت ہے۔

حضرت جریر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ:

ترجمہ: یعنی رسول اللہ ﷺ سے میں نے بیعت کی نماز کے قائم کرنے پر اور زکوۃ دینے پر اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر۔ (بخاری، مسلم)

یعنی آپ نے مجھ سے یہ شرط کرلی کہ تم جہاں کہیں بھی ہو ہر ایک مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنا حضرت جریر بن عبداللہؓ نے ان کی بڑی پابندی کی اور زندگی بھر اس پر عمل کرتے رہے جب یہ کسی سے کوئی چیز بیچتے یا خریدتے تو اسی نصیحت پر اس کے ساتھ پیش آتے۔ فتح الباری شرح بخاری میں اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے۔

”حضرت جریرؓ جب کسی سے کوئی چیز خریدتے یا بیچتے تو اس سے یہ فرمایا کرتے تھے کہ جو چیز ہم نے تم سے لی ہے وہ بہت بہتر ہے اس چیز سے جو ہم نے دی ہے اب تم کو اختیار ہے چاہے رکھو چاہے چھوڑ دو۔ طبرانی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ہے کہ حضرت جریرؓ کے ایک غلام نے تین سو روپے کا گھوڑا خرید ا انہوں نے جب گھوڑے کو دیکھا تو گھوڑے کے مالک سے آکر فرمایا کہ تمہارا گھوڑا تین سو سے بہتر ہے میں تم کو اس سے اتنا زیادہ دیتا ہوں ازراہ ہمدردی وہ خیر خواہی کے قیمت بڑھاتے بڑھاتے یہاں تک کہ اس کو آٹھ سو روپے دیئے" یہ بڑی ہمدردی اور ایثار ہے اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: تم میں سے اس وقت تک کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ جو اپنے لئے چاہتا ہے وہی اپنے مسلمان بھائی کے لئے بھی چاہے۔ (بخاری)

یہ مانی ہوئی بات ہے کہ ہر شخص اپنے لئے بھلائی ہی بھلائی چاہتا ہے اور اپنے لیے کوئی برائی نہیں چاہتا ۔ مطلب یہ ہوا کہ جو مسلمان بھائی کے لئے بھلائی نہ چاہے وہ مسلمان نہیں۔ لہذا نہ کوئی مسلمان کسی مسلمان بھائی پر ظلم کرے اور نہ اس کی بدخواہی چاہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: تم اپنے مسلمان بھائی کی ہر حال میں مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم ہو ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مظلوم کی تو ہم امداد کریں گے لیکن ظالم کی مدد کیسے کریں؟ آپ نے فرمایا کہ ظلم سے اس کو روکو یہی اس کی امداد ہے۔ (بخاری، مسلم)

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے اس طرح فرمایا:

ترجمہ: یعنی ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ اس پر ظلم کرے نہ اس کو ظالم کے ہاتھ میں چھوڑے اور جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی ضرورت پوری کرنے میں مصروف ہو اللہ تعالیٰ اس کی حاجتیں اور مرادیں بر لائے گا۔ (بخاری)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ خود اس پر ظلم کرے اور نہ کسی ظالم کے حوالے کرے جو اپنے مسلمان بھائی کی حاجت روائی میں لگا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی کرتا ہے اور جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی مصیبت دور کرے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت کو دور کرے گا اور جو اپنے مسلمان بھائی کی عیب پوشی کرے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی عیب پوشی کرے گا۔ (بخاری، مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان بھائی کے عیبوں کو چھپانا بھی اسلامی حق ہے اگر کوئی مسلمان بھائی کی آبروریزی کر رہا ہو تو حتی الامکان اس کو آبروریزی سے بچانے کی کوشش کرنی چاہیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: جو مسلمان اپنے بھائی کی ایسی جگہ مدد نہ کرے جہاں اس کی بے عزتی کی جارہی ہو اور توہین کی جارہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی اس جگہ مدد نہیں کرے گا جہاں اس کی بے حرمتی کی جارہی ہو اور وہ چاہتا ہو کہ یاس کی مدد کی جائے مرد مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی ایسی جگہ مدد کرے جہاں اس کی بے حرمتی کی جارہی ہو اللہ تعالیٰ بھی اس کی اس جگہ مدد کرے گا جہاں وہ مدد کو پسند کرتا ہے۔(ابو داؤد)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کا عیب دیکھ کر چھپالے تو اس کو اس شخص کے برابر ثواب ملے گا جس نے زندہ دفن کی ہوئی لڑکی کو بچالیا۔(احمد ترمذی)

ابو داؤد کی روایت میں ہے:

ترجمہ: یعنی ہر مومن اپنے مومن بھائی کے لئے آئینہ ہے اور بھائی ہے اگر اس کے اندر کا عیب دیکھے تو نہایت نرمی سے اس کے سامنے اس کے عیب کو ظاہر کردے تاکہ وہ اسکی اصلاح کرلے اور اپنے عیب کو دور کرلے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سب کے حقوق ادا کرنے کی توفیق بخشے۔آمین

و اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ٥ و الصلوۃ و السلام علی سید المرسلین ٥ و علی جمیع الانبیآء و علی عباد اللہ الصلحین ۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دیگر تالیفات وتصنیفات

تحقیق البشر فی ضوء الکتاب والخبر

مسئلہ بشریت پر ایک عجیب انداز کی کتاب

شرعی اذان اور مروجہ صلوٰۃ سلام

اذان سے قبل پڑھے جانے والے مروجہ درود پر سیر حاصل بحث

لقب اہل حدیث

لقب اہلحدیث پر کئے جانے والے تمام اعتراضات کا جواب

فوٹوگرافی کا جواز

فوٹوگرافی کی اہمیت اور اس کی شرعی حیثیت

اسلام اور جمہوریت

اسلام کے جمہوری دین ہونے کی بحث

اہل حدیث اور پاکستان

تحریک اہلحدیث کے ایک باب پر

خطبات چیچیانوالی

جامع مسجد چیچیانوالی کے عملی خطبات

مجموعہ مضامین

مختلف اخبارات وجرائد میں شائع شدہ مضامین کا مجموعہ

کالمیات

ہفت روزہ الاسلام، اہلحدیث، صحیفہ اور مختلف اخبارات

حلالہ کی شرعی حیثیت

حلالہ جیسے قبیح فعل پر منفرد کتاب

نکتہ اعتراض

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والے کالم

سواد اعظم اور اہل حدیث

اپنے موضوع پر علمی اور منفرد کتاب

انسانیت

حقوق العباد کے موضوع پر کتاب

قربانی کے چار دن

اپنے معانی پر مفصل کتاب